

الشرح المفصل



علامہ اسلام جیلانی میٹھی رائیڈ

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھا در کراچی پاکستان
www.waseemzignai.com

August-2018

اہلسنت و جماعت کا قرآن و سنت کا عظیم ادارہ۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

شعبہ ناظرہ: 200

شعبہ حفظ: 145

شعبہ تجوید: 11

درس نظامی: 105

طلباء

اور انہی شعبہ جات میں سے 400 سے زائد طلباء اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام و قیام اور میڈیکل کا خرچہ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

شعبہ حفظ و ناظرہ: 14 اساتذہ شعبہ درس نظامی و تجوید: 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم (اسکول): 11 اساتذہ

باورچی: 2 خادم: 4 چوکیدار: 2

مدرسہ
کاسٹاف

کل طلباء کم و بیش 461 اور پورا اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD. BARNES STREET BRANCH
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)
ACC NO: 00500025657003 - branchcode: 0050

f @markazuloom

▶ waseem ziyai

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اردو میں نحو میر کی معرکۃ الآراء شرح
علماء و طلباء کے لئے یکساں مفید

البشیر

شرح

نحو میر

تالیف

امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہ القوی

۱۳۹۵ھ

۱۳۱۷ھ

۱۹۷۸ء

۱۹۰۰ء

نظامیہ کتاب گھر

زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

فون نمبر: 0301-4377868

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	البشیر بشرح نحو میر
تالیف	امام انجو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہ القوی
کمپوزنگ	محمد ماجد نقشبندی (0345-6988545)
تعداد	1100
صفحات	404
تاریخ اشاعت	اگست 2012ء / رمضان المبارک 1433ھ
ناشر	نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

ملنے کے پتے:

- ☆ مکتبہ اہل سنت جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ شبیر برادرز اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ علامہ فضل حق خیر آبادی دربار مارکیٹ لاہور

حُسن ترتیب (البشیر بشرح نحو میر)

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
1	حضور صدر العلماء قدس سرہ کے علمی کارنامے	8
2	حضرت صدر العلماء کے مشہور و معروف تلامذہ	14
3	پیش کش	17
4	دیباچہ	18
5	نحو میر کی شروح	20
6	دارالعلوم دیوبند کے بارے میں فریقین کے مسلم ولی کی پیشین گوئی	25
7	مصنف علیہ الرحمۃ کے حالات	32
8	بارگاہ رسالت ﷺ میں علم نحو کی عظمت	34
9	بعض ابتدائی کتب کے اسمائے مصنفین	34
10	تقسیم لفظ	45
11	تعریف جملہ خبریہ مع تنبیہ	46
12	تعریف واقسام جملہ انشائیہ مع تنبیہات	49
13	تعریف مرکب غیر مفید	56
14	اجزاء جملہ کی پہچان	60
15	علامات اسم مع تنبیہات	62
16	علامات فعل مع تنبیہ	68

68	علامت حرف	17
70	تعریف معرب و مثنیٰ مع تنبیہات	18
76	اقسام اسم غیر متمکن مع تنبیہات	19
109	تقسیم اسم بر معرفہ و نکرہ مع تنبیہات	20
118	تقسیم اسم بر واحد، ثثنیہ، جمع مع تنبیہ	21
119	اقسام جمع	22
122	تقسیم اسم بلحاظ وجوہ اعراب مع تنبیہات	23
151	اعراب مضارع مع تنبیہات	24
172	باب اول در حروف عاملہ	25
172	حروف عاملہ در اسم مع تنبیہات	26
197	حروف عاملہ در فعل مضارع مع تنبیہات	27
223	باب دوم در عمل افعال	28
223	فعل معروف کا عمل اور اس کے معمولات مع تنبیہات	29
251	اقسام فعل متعدی	30
255	افعال ناقصہ مع تنبیہات	31
262	افعال مقاربہ مع تنبیہ	32
264	افعال مدح و ذم مع تنبیہات	33
269	افعال تعجب مع تنبیہات	34
273	باب سوم در اسماء عاملہ	35

273	اسماء شرط مع تنبیہات	36
278	اسماء افعال مع تنبیہات	37
281	اسم فاعل مع تنبیہات	38
287	اسم مفعول مع تنبیہات	39
290	صفت مشبہ مع تنبیہات	40
291	اسم تفضیل مع تنبیہات	41
294	مصدر مع تنبیہ	42
295	اسم مضاف	43
297	اسم تام مع تنبیہات	44
301	اسماء کنایہ مع تنبیہات	45
308	عوامل معنوی	46
311	خاتمہ در فوائد متفرقہ	47
311	توابع مع تنبیہات	48
335	منصرف و غیر منصرف	49
336	حروف غیر عاملہ مع تنبیہات	50
387	بحث مستثنیٰ مع تنبیہات	51
403	مآخذ و مراجع	52



عرض ناشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَأَوْلِيَاءِ أُمَّتِهِ وَعُلَمَائِ مِلَّتِهِ
أَجْمَعِينَ .

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ .

تمام تعریفیں اس ذات والاصفات کے لئے ہیں جو خالق کائنات اور رب
العالمین ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو ہر اس چیز کے ساتھ مزین اور خوبصورت
بنادیا ہے جو ان کی شان کے مناسب اور حال کے مطابق تھی۔ اور درود و سلام اس کے
محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی، ازواج اور صحابہ پر الف الف مرہ ہو۔
امام انخو صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کی شخصیت کسی
تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے ہر میدان میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا اور اہل
سنت و جماعت کو عظیم فائدہ پہنچایا۔ جہاں آپ نے ہزاروں شاگرد اپنی یادگار کے
طور پر چھوڑے، وہاں آپ نے کافی کتب بھی یادگار چھوڑیں۔

ان کتب میں سے علم نحو میں مبتدی طالب علموں کے لئے دریکتا

”البشیر شرح نحو میر“ بھی ہے۔ جو آپ کے علم و فضل کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اس میں آپ نے جہاں نحو میر کے مسائل کو آسان فہم بنادیا ہے، وہاں
نحو میر کی بعض اردو شروحات میں اغلاط کی نشاندہی بھی کی ہے اور طلباء کو گمراہ ہونے
سے بچالیا۔

اسی افادیت کے پیش نظر ہم نے اس کتاب کو کمپیوٹر اترز اور عمدہ چھپائی سے

مزین کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی طرح علم دین کی خدمت کرنے کی توفیق
عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

خادم العلماء والطلباء

حافظ محمد داؤد چترالی

نظامیہ کتاب گھر

زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور



حضور صدر العلماء قدس سرہ کے علمی کارنامے

سقراط کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ سٹرکوں پر پھرا کرتا تھا اور لوگوں سے مختلف قسموں کے سوالات کرتا تھا۔ لوگ جب اس کے سوالات کا جواب دینے سے اپنا عجز ظاہر کرتے تھے، وہ انہیں خود جواب بتا دیتا تھا۔ اسی طرح وہ اپنی سعی سے ان کی معلومات میں اضافہ کیا کرتا تھا اور اپنے کو ”عقل پیدا کرنے والی دائی“ کہا کرتا تھا۔

یہ قدیم یونان کی بات ہے۔ آج کے دور میں کون اس طرح خود سٹرکوں پر پھرتا ہوا لوگوں کی معلومات میں اضافہ کرنے کی کوشش کرے گا؟ آج کا حال یہ ہے کہ اگر کوئی کسی ”عالم“ سے ایسا سوال کر بیٹھے جس کا جواب ان کے ذہن میں حاضر نہ ہو تو انہیں فوراً غصہ آجائے۔ اگر کہیں علماء کرام کے درمیان میں کوئی ایسا مسئلہ آجائے جسے وہ ”لاین حل“ سمجھتے ہوں اور کوئی شخص اس کا حل بتا دے تو فوراً ان حضرات کے چہروں کا رنگ اتر جائے۔

ایسے ہی زمانے کی بات ہے، جب کوئی طالب علم خواہ وہ مدرسے کا طالب علم ہو یا کوئی عالم دانش جو حضور صدر العلماء استاذ الاساتذہ بحر العلوم علامہ الحاج الشاہ سید غلام جیلانی صاحب قبلہ قدس سرہ کی بارگاہ میں کوئی سوال لے کر پہنچتا تھا، آپ انتہائی شفقت و محبت اور خندہ پیشانی کے ساتھ اس کا استقبال فرماتے تھے اور جب اس کے سوال کا جواب دیتے تو معلوم ہوتا تھا کہ کوئی سمندر جوش میں آ گیا ہے اور موتی بکھیر رہا ہے۔

آپ بخاری شریف کا درس دینے میں بھی ہمیشہ ”کیف“ کا لحاظ فرماتے ”کم“ کے کم ہونے کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے جس انداز پر بخاری شریف کی شرح فرمائی ہے اسی انداز پر بخاری شریف

کا درس ہوتا تھا۔ ایک ایک حدیث شریف کا درس ہفتہ ہفتہ بھر، دس دس روز جاری رہتا تھا، کسی روز صرف ونحو پر گفتگو ہو رہی ہے تو کسی روز صرف بلاغت پر کسی روز صرف مسائل فقہیہ پر گفتگو ہو رہی ہے تو کسی روز صرف تصوف پر، کسی روز اس حدیث سے مذہب اہلسنت کے احقاق پر کلام ہو رہا ہے تو کسی روز اس حدیث شریف سے متعلق بد مذہبوں کی تقریر کا رد ہو رہا ہے۔

درسی کتب کے مطالعہ کے دوران میں طلبہ کے ذہن میں مختلف شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ مطالعہ کے وقت شروح و حواشی دیکھنے سے جہاں معلومات میں اضافہ ہوتا ہے، بہت سے اشکالات دفع ہو جاتے ہیں، وہاں بہت سے نئے اشکالات پیدا بھی ہو جاتے ہیں۔ ایسے شبہات اور اشکالات کے بارے بوجھل ذہن صبح جب حضور صدر العلماء کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تھا اور درس جاری ہو جاتا تھا، یہ محسوس ہونے لگتا تھا کہ دھوپ میں طویل سفر سے تھکا ہوا مسافر ایک عظیم سایہ دار درخت کے ٹھنڈے سایہ میں آکر سکون و راحت کی سانس لے رہا ہے۔ مطالعہ میں آئے ہوئے تمام امور ایک ایک کر کے اس کے سامنے آرہے ہیں۔ ذہن کو بوجھل کر دینے والے تمام عقدے ایک ایک کر کے حل ہوتے جارہے ہیں اور ایسے ایسے نئے انکشافات سامنے آرہے ہیں جن کی طرف سے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا پڑ رہا ہے۔ جیسے وہ اشارہ حسیہ کو قبول کرنے والے امور ہوں، یہاں نہ حدیث کی تخصیص ہے نہ فقہ کی، نہ نحو کی قید، نہ بلاغت کی، نہ منطق کی شرط، نہ فلسفہ کی۔ یہ تھا آپ کے تبحر علم کا عالم۔

اس زمانے کا تو حال یہ ہے کہ اگر کسی مدرس صاحب میں صلاحیت ہوتی بھی ہے تو وہ اپنے طالب علم کو باصلاحیت بنانے کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ لیکن حضور صدر العلماء قدس سرہ ہمیشہ اس کے لئے سعی بلیغ فرماتے تھے کہ ان

کا شاگرد باصلاحیت ہو اور یہی سبب تھا کہ وہ علم نحو کی کتب میں زیادہ محنت کرنے کے لئے ہمیشہ اپنے تلامذہ کو ہدایت فرماتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اس علم کو اچھی طرح حاصل کر لینے سے دوسرے علوم کی طرف ہدایت حاصل ہو جائے گی۔ کیا آپ نے سنا نہیں کہ نحوی فراء یہ کہتے تھے کہ ایک علم کی مہارت سے دوسرے علوم کی تحصیل میں سہولت ہو جاتی ہے۔ اس پر ان سے حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سوال کیا کہ اگر ایک شخص پر نماز میں ایک بار سجدہ سہو واجب ہو جائے اور سجدہ سہو کرتے ہوئے پھر سجدہ سہو واجب ہو جائے تو وہ دوبار سجدہ سہو کرے گا یا صرف ایک، اس کا ایک ہی بار سجدہ سہو کرنا کفایت کرے گا۔ اس پر امام نحو فراء نے یہ جواب دیا کہ ایک ہی سجدہ کفایت کرے گا۔ اس پر امام محمد صاحب نے یہ دریافت کیا کہ آپ نے علوم عربیہ کے کس مسئلے پر قیاس کر کے یہ فرمایا۔ آپ نے جواب دیا تصغیر کی تصغیر نہیں ہوتی ہے۔

حضور صدر العلماء قدس سرہ کے علم نحو کی صحیح تعلیم پر زور دینے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اس کے بغیر کلام عربی کے صحیح معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ عربی فتح تو غلط عربی کا مفہوم غلط ہی سمجھتا تھا۔ جاحظ نے البیان والتبيين میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے کسی اعرابی سے کہا کَيْفَ أَهْلِكَ (مراد یہ تھی کہ تمہارے اہل و عیال کیسے ہیں) وہ سائل کی مراد نہ سمجھ سکا بلکہ وہی سمجھا جو ان لفظوں کا مفہوم اس صورت میں ہوتا ہے۔ یعنی میں کیسے مروں۔ چنانچہ اس نے جواب دیا ”صلباً“ سولی پر چڑھ کر۔

علم نحو پر زیادہ زور دینے کا سب سے اہم سبب یہ تھا کہ اس کے بغیر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا سمجھنا مشکل ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”بدعت بدعت“ چلانے والے دیوبندیوں کی سرکوبی کے لئے شامی

میں بدعت کی پانچ قسموں کا ذکر کرتے ہوئے بدعت واجبہ کی مثال میں لکھا ہے، علم نحو کا سیکھنا کہ کتاب و سنت کا مفہم ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ علم نحو کی صحیح تعلیم کے بغیر قرآن و حدیث کا سمجھنا دشوار ہے تو جس کے بغیر سرمایہ حیات سے محروم ہو جانا پڑے اس پر زور دینا کس قدر اہم ہوگا۔

جیسا کہ حضور صدر العلماء قدس سرہ نے اپنی تصنیفات میں متعدد مقامات پر فرمایا ہے اکابر دیوبند نے اپنے شیخ حضرت الحاج الشاہ امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں گستاخیاں کیں اور اس کی وجہ سے ان پر راہ حق مسدود کر دی گئی۔ یہ اکابر اور ان کے اصغر کفر تک تجاوز کر گئے۔ ان کے پاس نہ ایمان رہ گیا نہ عقل۔ ایسے عالم میں ان لوگوں نے فنون مختلفہ کی کتب پر شروح و حواشی چڑھائے۔ نتیجے میں اغلاط در اغلاط میں خود غلطیاں پیچاں رہے اور پڑھنے والوں کو بھی ان اغلاط میں غلطیاں پیچاں رکھا۔

ان فسادات کو پیش نظر رکھ کر حضور صدر العلماء قدس سرہ نے قلم اٹھایا اور بخاری شریف کی شرح شروع فرمائی۔ اگرچہ آپ نے صرف ابتدائی چند احادیث کی شرح فرمائی ہے لیکن انہیں چند احادیث کی شرح میں اپنے اسی انداز پر خوب بسط سے کام لیا ہے۔ جس انداز پر آپ بخاری شریف کا درس دیتے تھے۔ علامہ عینی کا طرز ملحوظ ہے۔

اسماء رجال، نحو، معنی، حدیث، مسائل فقہیہ، مستخرجہ، تصوف وغیرہ پر زبردست بحث فرمائی ہے۔ نحو پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور تصوف پر جو بحثیں فرمائی ہیں وہ غالباً بخاری شریف کی دوسری شروح میں اس انداز پر نہ ملیں گی۔ علاوہ بریں متعلق حدیث پر اپنی تقریرات میں دیوبندیوں کے شیخ الحدیث مولانا انور شاہ کشمیری سے جہاں جہاں عظیم سقعات سرزد ہو گئے ہیں وہاں وہاں قلم اشرفی جوش میں آ گیا ہے

اور تحقیقات کے جوہر خوب دکھائے ہیں۔ آپ کی شرح کا نام ”بشیر القاری“ ہے۔ جیسا کہ سطور بالا میں گذرا مفتیان دیوبند نے کتب نحویہ کی بہت سی شروح لکھ ڈالیں لیکن غالباً ان میں اغلاط کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور یہ وہ علم ہے جس میں غلط باتوں کے ذہن نشین ہو جانے کے بعد نہ تو صحیح طور پر زبان عربی کو سمجھا جاسکتا ہے اور نہ ہی صحیح طور پر دوسرے کو اپنا مافی الضمیر عربی میں سمجھایا جاسکتا ہے اور قرآن و حدیث کے سمجھنے سے محروم رہنا پڑتا ہے۔

اسی لئے حضور صدر العلماء قدس سرہ نے شرح مائتہ عامل کی شرح ”البشیر الکامل“ اور کافیہ کی شرح ”بشیر الناجیہ“ تصنیف فرمائی۔ ان تصنیفات میں شرح کتاب اور صحیح ترکیبات کے علاوہ عظیم تحقیقات بھی موجود ہیں۔

دیوبندیوں کے اغلاط کو بھی مقدمات میں ظاہر کر دیا گیا ہے۔ ہر تحریر صاحب تحریر کی نسبت کا جلوہ خوب خوب دکھا رہی ہے۔ صحت اور حقیقت ایک مخصوص نرالے انداز پر روشن کر دی گئی ہے۔ جو دوسری کتب میں مفقود ہے۔

اگر حیات ظاہری حضور صدر العلماء کا اور کچھ روز ساتھ دیتی تو امید تھی کہ اپنے تلامذہ کی گذارشوں کے پیش نظریہ دیوبندیوں کی گمراہ کن سعی کے پیش نظر کچھ اور عظیم تصنیفات فرماتے۔

لَیْکِنْ جُفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ۔

اس دنیاے فانی سے آپ ملک جاودانی کا سفر فرما چکے ہیں۔

اور تاریخ وصال ہے ”نَامَ فِقِیۃً وَاحِدًا شَدَّ عَلَی الشَّیْطٰنِ مِنْ اَلْفِ

غابہ۔ (۱۳۹۸ھ)

اپنے آخری وقت سے پہلے آپ نے ایک عظیم تصنیف فرمائی جس کو آپ کی ظاہری آنکھوں نے زیور طبع سے آراستہ نہ دیکھا۔ یہ ہے ”البشیر شرح نحو میر“ جو آپ

کے ہاتھ میں ہے۔

”البشیر الکامل“ اور ”بشیر الناجیہ“ کی بہ نسبت اس میں حضور صدرالعلماء قدس سرہ نے زیادہ کاوش دہنی صرف فرمائی ہے اور تحقیقات عظیمہ سے حقائق کو واضح فرمادیا ہے۔ اس لئے کہ یہ ابتدائی کتاب ہے۔ اگر یہاں طالب علم گمراہ ہو جائے گا تو اندیشہ ہے کہ وہ ہمیشہ دھوکے میں رہے۔ کتاب نخومیر پر دیوبندوں نے ”المصباح المنیر“ وغیرہ شروح لکھی ہیں۔ ”البشیر“ میں ان کے اغلاط کو ظاہر کر کے اور حقیقت کو واضح کر کے دیوبند کے ”عالم علمی“ پر قیامت برپا کر دی گئی۔



حضرت صدر العلماء کے مشہور و معروف تلامذہ

☆ حضرت حافظ ملت شیخ الحدیث مولانا حافظ قاری شاہ عبدالعزیز صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ بانی الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارکپور۔

☆ حضرت شمس العلماء مولانا شاہ محمد نظام الدین صاحب قبلہ الہ آبادی۔

☆ حضرت علامہ مولانا شاہ محمد شریف الحق صاحب امجدی مفتی دارالافتاء یونیورسٹی مبارکپور۔

☆ حضرت علامہ مولانا شاہ محمد طیب خاں صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ فیض آباد۔

☆ حضرت علامہ مولانا شاہ عاشق الرحمن صاحب شیخ الحدیث جامعہ حبیبیہ الہ آباد۔

☆ حضرت علامہ مولانا شاہ محمد نعیم اللہ صاحب فاضل معقولات مدرس، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف۔

☆ حضرت علامہ مولانا سید شاہ نعیم اشرف صاحب سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ جائس۔

☆ حضرت علامہ مولانا شاہ ریحان رضا صاحب متولی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف۔

☆ حضرت خطیب مشرق علامہ مشاق احمد صاحب نظامی مدیر پاسبان الہ آباد۔

☆ حضرت مولانا حافظ قاری محمد حسن صاحب اشرفی خطیب جامع مسجد شفیع آباد کانپور

☆ حضرت علامہ مولانا قاضی عبدالرحیم صاحب مفتی دارالافتاء دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف۔

☆ حضرت علامہ مولانا حافظ قاری احمد حسن صاحب اشرفی مفتی دارالافتاء دارالعلوم حامد یہ اشرفیہ سنبھل مراد آباد۔

☆ حضرت خطیب الہند علامہ مولانا شاہ محمد حبیب اشرف صاحب ناظم دارالعلوم حامد یہ اشرفیہ سنبھل مراد آباد۔

☆ حضرت علامہ مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب ناظم اعلیٰ یونیورسٹی مبارکپور۔

☆ حضرت علامہ مولانا سید شاہ کلیم اشرف صاحب ولی عہد سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ جائس۔

☆ حضرت علامہ مولانا سید شاہ محمد اکبر میاں صاحب زیب سجادہ آستانہ صدیہ پھونڈ ضلع اوکاڑہ۔

☆ حضرت علامہ مولانا چراغ عالم صاحب شیخ الحدیث مدرسہ اجمل العلوم سنبھل مراد آباد۔

☆ حضرت علامہ مولانا رحمت اللہ صاحب مدرس جامعہ حبیبیہ الہ آباد۔

☆ حضرت علامہ مولانا محمود حسین صاحب مدرس دارالعلوم غریب نواز الہ آباد۔

☆ حضرت علامہ صوفی نذیر احمد صاحب نیازی صدر مدرس دارالعلوم شاہ عالم علیہ الرحمۃ احمد آباد گجرات۔

☆ حضرت علامہ رئیس کوثر صاحب مدرس مدرسہ فاروقیہ بنارس۔

☆ حضرت علامہ مولانا محمد فاروق صاحب مدرس دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف۔

☆ حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عارف صاحب میرٹھی علیہ الرحمۃ راولپنڈی۔

☆ حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدر جمعیتہ العلماء پاکستان کراچی۔

نوٹ:

مندرجہ بالا اسماء گرامی سے بعض تو وہ ہیں جو حضرت صدر العلماء قدس سرہ کی حیات ظاہری میں استقامت ڈائجسٹ کا پنور میں شائع ہو چکے۔ اور بعض حضور ہی سے پہنچی ہوئی اطلاعات کے بموجب اضافہ کردہ ہیں۔



پیش کش

فقیر اپنی اس علمی کاوش کو اپنے استاد معظم
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز خاں صاحب فتح پوری دام بالمجد والکرام
کی خدمت فیض درجت میں پیش کرتا ہے،
یہ درخواست کرتے ہوئے کہ جلوات و خلوات کی دعاؤں میں
اپنے اس دیرینہ نیاز مند کو یاد رکھیں۔

گر قبول اُفتدز ہے عزّ و شرف

فقیر سید غلام جیلانی

صدر المدرسین

مدرسہ اسلامی عربی اندر کوٹ میرٹھ



دیباچہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ النُّحُوفِي الْكَلَامِ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ وَاكْمَلُ
الصَّلَاةِ وَأَفْضَلُ السَّلَامِ عَلَى حَبِيبِهِ خَيْرِ الْأَنَامِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ
هَذِهِ الْأَنَامِ مَا اخْتَلَفَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامُ بَلْ عَلَى الْأَسْتِمْرَارِ وَالذَّوَامِ.
أَمَّا بَعْدُ!

فقیر سید غلام جیلانی ابن مولوی سید غلام فخر الدین ابن مظہر قاب قوسین
مولانا حکیم سید سخاوت حسین مَتَّعَنَا اللَّهُ تَعَالَى بِفَيْؤِ صِهْمَا فِي الدَّارَيْنِ ارباب علم
کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ عربی مدارس میں صرف ونحو کی ابتدائی کتابوں کی تعلیم
ویسی نہ رہی جیسی پچاس سال پیشتر تھی جس کی وجہ سے طلبہ کی استعداد پر بہت
برا اثر پڑ رہا ہے یہی وجہ ہے کہ آخر تک خام رہتے ہیں۔

خَشَبَتْ أَوَّلَ جُحُونٍ نَهْدُ مِعْمَارِ كَجْ

تَائِرِيَامِي دَوْدُ دِيَوَارِ كَجْ

نظر بر آں بعض ابتدائی کتابیں اپنے ذمہ لیں چنانچہ نحو میر مندرجہ ذیل طلبہ
کو پڑھائی:-

الولد القانی حافظ سید محمد یزدانی، السبط الاکبر سید محمد انور صفدر علی مراد آبادی
عالمگیر، زبیر عالم، محمد محسن، عبدالقیوم پورنویاں، جمال الرافع، محمد عثمان غنی، عبدالقیوم،
رشید عالم بھاگلپوری، عباد اللہ وکیل احمد بہرائچیاں وغیرہ۔

اور مندرجہ ذیل طلبہ پڑھ رہے ہیں:

الولد الثانی سید محمد نورانی، سید شاہد حسین زیدی خیر آبادی، بشیر الدین پورنوری،
محمد اصغر، ابوبکر، نظام الدین، بھاگلپوری، عبدالقیوم دیشان، بریلویاں، ریاض الدین میرٹھی۔

بعض طلبہ کے اصرار بیکراں اور عزیز گرامی قدر مولوی رحمت اللہ صاحب بلرام پوری کے تقاضائے فراواں پر نحو میر کی شرح لکھی تاکہ طلبہ گمراہی سے محفوظ رہیں جو دیوبندی شروح نے پھیلا رکھی ہیں۔ اس شرح کو (البشیر بشرح نحو میر) کے ساتھ موسوم کرتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ بِشْرُوحِ نَحْوِ مِيرِ نَاسِخًا كَمَا جَعَلْتَ الْقُرْآنَ نَاسِخًا لِكُتُبِ
السَّمَاءِ بِحُرْمَةِ حَبِيبِكَ الْكَرِيمِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمُ وَبِحُرْمَةِ سَيِّدِي
الْحَافِظِ السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ اِبْرَاهِيْمَ دَامَ عَلَيْنَا ظِلُّهُ الْعَظِيْمُ.



نحو میر کی شروح

صرف دو دستیاب ہو سکیں۔ اول (المصباح المنیر) جس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے: تالیف لطیف استاذ الاساتذہ حضرت مولانا حسن صاحب ابن امام النخو حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند۔

دوم (مہر منیر) اس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے: تالیف مولانا عمر عثمانی تھانوی اول کا سن اختتام تالیف محرم الحرام ۱۳۷۷ھ اور دوم کا ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اول مؤخر ہے اور دوم مقدم۔ دونوں کے مضامین یکساں ہیں حتیٰ کہ الفاظ میں بھی اتحاد۔ کہیں کہیں اقل قلیل اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اول نے دوم کا چہ بہ اُتارا ہے اور دوم کی عبارات بحسنہ نقل کر دی ہیں۔

بہر کیف دونوں طلبہ کے لئے گمراہی کا (پاور ہاؤس) ہیں۔ ان دونوں فاضلان (دیوبند) کو علم نحو کی ابتدائی کتابوں کے مسائل بھی متحضر نہیں بلکہ خود نحو میر بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ان دونوں فاضلان دیوبند کا حال یہ ہے کہ مصنف علیہ الرحمۃ پر افتراء کرنا۔ نحویوں کی جانب نسبت ناروا۔ مسائل کے بیان میں تضاد نہ نحو میر میں لکھا سمجھے نہ اپنا لکھا یاد۔ کتابی مثالوں کے ترجمے غلط سلط۔ خود ساختہ مثالوں میں شطط بر شطط، اصطلاحات پر وقوف ناتمام اور ترکیب میں تو خام در خام، یہ ہیں نحو میر کی شروح، یا ہیں دیوبندی قروح، نعوذ باللہ السبوح۔

انہیں وجوہ بالا کی بنا پر دونوں صاحبان سے یہ اغلاط کثیرہ صادر ہوئے جن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ ہم نے صرف اُن اغلاط کو بعنوان (تنبیہ) بیان کیا ہے جن کو مبتدی طلبہ بخوبی سمجھ لیں اور ان دونوں شروح کی گمراہی سے محفوظ ہو جائیں۔

ایسے اغلاط کی تعداد دو سو ساٹھ ہے۔

در انحالیکہ (المصباح المنیر) کے صفحات ایک چونسٹھ ہیں اور (مہر منیر) کے ایک سو باون۔ ان اغلاط کو ملاحظہ کرنے کے بعد ناظرین بانصاف یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں گے کہ ہم نے جو لکھا ہے وہ حرف بہ حرف صحیح ہے۔

قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادے جو ان کے ولی عہد بہادر ہیں ان کا نام ہے (سالم) ہمیں نہیں معلوم کہ یہ (سلامۃ) مصدر سے مشتق ہے جو باب (سَمِعَ) سے آتا ہے یا (سَلِمَ) مصدر سے جو (نصر) سے آتا ہے یا اُس (سَلِمَ) سے جو ضرب سے آتا ہے۔ یہ تو نام رکھنے والے جانیں کہ انہوں نے کس سے مشتق مانا ہے۔ بہر کیف ان ولی عہد بہادر نے ایک معتمد علیہ سے فرمایا کہ (بریلویوں کو علم سے کیا نسبت) اب ولی عہد بہادر ان اغلاط کو دیکھ کر اور سمجھ کر بشرطیکہ سمجھنے کی صلاحیت ہو اپنے قول مذکور پر نظر ثانی کریں اور طبیعت میں انصاف پسندی ہے تو بلا خوف لَوْ مَ لَا نِمْ اور بے جھجک ہو کر کہیں کہ میں اپنے قول سے رجوع کرتا ہوں اور حق یہ ہے کہ استاذ الاساتذہ اور تھانوی صاحب کو علم نحو سے دور کی بھی نسبت نہیں جیسے رسالہ (تجلی دیوبند) کے ایڈیٹر عامر صاحب عثمانی نے جذبہ حق گوئی کے ماتحت ہو کر علامہ ارشد القادری سَیْن عَنْ اَعْنِ الدیوبندی کی کتب بہشتی زیور، حفظ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ امدادیہ، تقویۃ الایمان جیسی کتابوں کے بارے میں لکھا تھا۔

ان کو چورا ہے پر رکھ کر آگ دے دی جائے

لیکن ہمیں ولی عہد بہادر کے رجوع کی اُمید نہیں کیونکہ غلط بات سے رجوع کو اپنی کسر شان تصور کرتے ہیں اور یہ تصور انہیں پر منحصر نہیں بلکہ ان کے اکابر سے چلا آرہا ہے۔ چنانچہ آپ کے پردادا مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے اپنی

کتاب (تحذیر الناس) میں سید عالم کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا اور آپ کے بعد نبی پیدا ہونے کو جائز بتایا جس کو قادیانی سند میں پیش کرتے ہیں۔ ہر چند علماء نے تفہیم کی مگر اسی تصور کی بنا پر اڑے رہے رجوع نہ فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اسی طرح مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سے اپنے فتاویٰ میں اللہ عز و جل کی شان میں یہ بے ادبی صادر ہوئی کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ اسی پر جے رہے اور رجوع نہ فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اسی طرح مولانا خلیل احمد صاحب انیسٹھوی صدر المدرسین مظاہر العلوم سہارنپور سے بھی (براہین قاطعہ) میں حق جل مجدہ کی شان میں یہ بے ادبی صادر ہوئی کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ علمائے عصر نے بہت کچھ فہمائش کی مگر وہ ڈٹے رہے رجوع نہ فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اسی طرح مولانا محمود الحسن صاحب صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند سے اپنی کتاب (جہد المقل) میں ترقی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ بے ادبی صادر ہوئی کہ وہ نہ صرف جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ جملہ قبائح کے ساتھ موصوف ہو سکتا ہے۔

جملہ قبائح میں سارے فواحش آگئے۔ زنا، چوری، خودکشی، مکرو فریب وغیرہ۔ متنبہ کرنے پر بھی اسی پر جے رہے رجوع نہ فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اسی طرح مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے کتاب (حفظ الایمان) میں شان رسالت میں بے ادبی صادر ہوئی کہ علم نبی کو حیوانات، مجنون، بہائم کے علم کے ساتھ تشبیہ دے دی لاکھ فہمائش کی گئی مگر ایک نہ مانی اور رجوع نہ فرمایا۔ بالآخر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ غلط بات سے رجوع نہ کرنے والوں کی یہ جماعت تھی جو دنیا سے چل بسی اور قوم مسلم میں یہ فتنے چھوڑ گئی جن کے آثار قدیمہ کی طرح حفاظت کر رہے

ہیں اور انہیں فتنوں کے باعث ہندوستان کے گھر گھر میں آگ لگ رہی ہے اور ان حضرات کے مقلدین مذکورہ گستاخیوں کی تائید کر کے اب تک اُس آگ کو ہوا دے رہے ہیں۔ یہ حال رفتگاں تھا۔

اب موجود کا حال سنئے۔

انہیں ولی عہد بہادر کے والد ماجد مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب (اسلام اور مغربی تہذیب) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے باپ کا اثبات کیا۔ جس کو اخبار (دعوت) نے اواخر ۱۹۶۲ء میں شائع کیا تھا۔

اس کتاب میں آپ (فَارَسَلْنَا إِلَيْهِ آرُؤْحَنَافَتَمَثَلٌ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا) کی تشریح میں فرمایا: یہ دعویٰ تخیل یا وجدان محض کی حد سے گذر کر ایک شرعی دعوے کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذرا کے سامنے جس شبیہ مبارک اور بشرِ سوی نے نمایاں ہو کر پھونک ماری وہ شبیہ محمدی تھی۔ اس ثابت شدہ دعوے سے بین طریق پر خود بخود گھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس شبیہ مبارک کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جبکہ اُس تصرف سے حاملہ ہوئیں۔ پس حضرت مسیح کی ابنیت کے دعوے دار ایک ہم بھی ہیں مگر ابن اللہ مان کر نہیں بلکہ ابن محمد کہہ کر خواہ وہ ابنیت تمثالی ہی ہو۔

اس عبارت کو اخبار (دعوت) نے بایں سوال مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں بھیجا کہ اگر کوئی عالم دین مذکورہ آیت کی مذکورہ تشریح کرے تو کیا حکم ہے؟

مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند نے جواب میں تحریر فرمایا (اس کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا۔ بلکہ درپردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور ان

کا انکار کر رہا ہے۔ شخص مذکور ملحد بے دین ہے۔ عیسائیت و قادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے عیسیٰ ابن اللہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے۔ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہیے جب تک توبہ نہ کرے)

ناظرین! قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے (ملحد اور بے دین) ہونے پر یہ فتویٰ بریلی کا نہیں حتیٰ کہ یہ کہہ دیا جائے کہ علمائے بریلی کے تکفیر کی مشین گن ہے جو بوجہ مخالف عقائد ہم پر نشانہ چلایا ہی کرتے ہیں بلکہ یہ تکفیر کی گولی دارالافتاء دیوبند کی مشین گن سے نکلی ہے جس کے خود قاری صاحب مہتمم ہیں۔ اس فتوے تکفیر کے باوجود قاری صاحب نے رجوع نہیں فرمایا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اوپر سے ایسی ہی ہوتی چلی آئی ہے۔



دارالعلوم دیوبند کے بارے میں

فریقین کے مسلم ولی کی پیشین گوئی

مقبول بارگاہ حقیقت آگاہ حضرت حاجی امداد اللہ شاہ قدس سرہ العزیز کے جلیل القدر خلیفہ حضرت مخدوم مولانا شاہ سید محمد افضل بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری جن کا مزار پر انوار آگرہ محلہ چھم چھم میں ہے ان کے متعلق فقیر سے شیخ حاجی محمد وزیر صاحب مرحوم نے بیان فرمایا کہ وہ میرٹھ تشریف لائے۔ بعض متوسلین کی درخواست پر دارالعلوم دیوبند دیکھنے تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر کبھی دائیں جانب سونگھتے تھے اور فرماتے کہ (یہاں کفر کی بو آتی ہے) اور کبھی بائیں طرف سونگھتے تھے اور فرماتے کہ (یہاں کفر کی بو آتی ہے) یہی وجہ ہے کہ استاذ الاساتذہ موصوف بھی علامات اسم کے بیان میں کفری بولی بول گئے جس کو (تنبیہ ۱۲) میں ملاحظہ کیا جائے۔

ناظرین! یہ تھی ایک مسلم الفریقین ولی کی پیشین گوئی جواب ایک صادق ہوتی چلی آئی جس کے صدق پر ان حضرات کے مذکورہ اقوال شاہد ہیں۔ خیر یہ پیشین گوئی بطور جملہ اعتراض تھی نہ جملہ معترضہ۔ فقیر یہ عرض کر رہا تھا کہ غلط بات سے رجوع نہ کرنا ان حضرات کے نزدیک کسر شان اور انسٹ ہے علاوہ ازیں اَلْوَلَدُ سِرًّا لَبِيْهِ کے پیش نظر ولی عہد بہادر سے کیسے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے قول مذکور سے رجوع کر لیں گے۔

لیکن حضرت قاری محمد طیب صاحب حق بات سے رجوع فرمالیا کرتے ہیں۔ جس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ ایمر جنسی کے زمانے ۱۹۷۷ء میں بسلسلہ نس بندی جبکہ اندر مظالم کی موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، دارالعلوم دیوبند سے ایک فتویٰ شائع

ہوا جس میں دو آیات قرآنی ذکر کر کے لکھا تھا کہ ان آیات کی رو سے نس بند حرام اور گناہ کبیرہ ہے، یہ فتویٰ حق تھا۔

پھر ایک فتویٰ طویل پوسٹر پر شائع ہوا جو کشمیر میں چھپوایا گیا تھا اور میرٹھ میں جا بجا چسپاں کیا گیا۔ اس پر تقریباً پچاس ساٹھ علماء کے دستخط تھے۔

ان دستخطوں میں سب سے پہلے قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا اسم گرامی تھا۔ اس فتویٰ میں لکھا تھا کہ نس بندی جائز نہیں یہ فتویٰ بھی برحق تھا۔ پھر مسلم پرسنل لاء سے متعلق کمیٹی نے ایک تحریر دو رقی شائع کی جس کے آپ صدر ہیں اس میں سب سے پہلے آپ ہی کے دستخط تھے۔ اس تحریر میں بھی نس بندی کو ناجائز قرار دیا تھا۔ یہ بھی حق بجانب تھی۔ اس زمانے میں جو علماء نس بندی کو حرام اور ناجائز کہتے تقریر میں یا تحریر میں اُن کو (میسّا) کے ماتحت جیل بھیجا جا رہا تھا اور جیل میں اُن پر انسانیت سوز تشدد کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے۔ جس کی مثال ہندوستان کی تاریخ میں دستیاب نہیں ہو سکتی اور (میسّا) کی دھونس دے کر مساجد کے اماموں اور مدارس کے اساتذہ سے نس بندی کے جواز پر دستخط لے کر اندرا حکومت ریڈیو پر اُن کے ناموں کا بڑے لمبے چوڑے القاب کے ساتھ اعلان کر رہی تھی اور جو لوگ نس بندی نہ کراتے اُن پر اندرا حکومت کی جانب سے ایسے شدید مظالم کئے جا رہے تھے جن کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ یہ انتہائی ہولناک زمانہ تھا۔

اسی زمانے میں قاری محمد طیب صاحب موصوف میرٹھ میں شاہ پیر دروازے تشریف لائے اور مجمع عام میں بڑی دلیری سے فرمایا۔ میں دہلی جا رہا ہوں مجھے کوئی گرفتار کرے۔ حاضرین یہ جرأت مردانہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے کہ یہ زمانہ قیامت نما اور یہ ہمت مردانہ۔ اُن حاضرین میں سے ایک محترم نے فقیر کے پاس تشریف لا کر قاری صاحب موصوف کا قول مذکور نقل فرمایا۔ زبان تو خاموش رہی

مگر سابق تجربات کی بنا پر دل بول اٹھا آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔ چنانچہ چند ہی دن کے بعد جبکہ مذکورہ فتوؤں کی بنا پر مظفر نگر وغیرہ شہروں میں ہزار ہا مسلمان گولی کا نشانہ بن گئے ہزار ہا عورتیں بیوہ ہو گئیں ہزار ہا بچے یتیم ہو گئے تو کسی خفیہ مصلحت کے پیش نظر قاری محمد طیب صاحب نے حق بات سے رجوع فرمالیا۔

یعنی نس بندی کی حرمت کا فتویٰ دے کر اُس کے جواز کا بیان دے دیا۔ بایں طور کہ آپ کا بیان ٹیپ کر کے ریڈیو پر نشر کیا گیا جس کو ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ دنیا بھر کے شہروں میں، قصبات میں، دیہات میں، تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ ہر طبقے نے سنا کہ آپ فرماتے ہیں (میں علمائے کرام سے درخواست کروں گا کہ اب تک انہوں نے منفی پہلو پر غور فرمایا ہے اب مثبت پہلو پر بھی غور فرمائیں، یہ مسئلہ اجتہادی ہے) اقول اس مسئلہ کو (اجتہادی) فرمانا نشانہ ہی کرتا ہے اس بات کی کہ بزمانہ تحصیل حضرت کی نظر اصول فقہ کی کتابوں پر آخر تک نہیں گزری ورنہ یہ جملہ زبان مبارک پر جاری نہ ہوتا۔

پہلے دارالعلوم دیوبند سے شائع شدہ فتوے میں دو آیات قرآنی نس بندی کی حرمت اور اُس کے گناہ کبیرہ ہونے پر نقل کی تھیں اور بتایا تھا کہ ان آیات کی رو سے نس بندی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ جب نس بندی کی حرمت قرآن سے ثابت تھی تو یہ مسئلہ اجتہادی کہاں رہا کہ اجتہاد تو اُسی وقت ہوتا ہے جب کہ حکم قرآن و حدیث میں منصوص نہ ہو اور اگر بالفرض آپ کی نظر میں اجتہاد ہوا ہے تو فرمائیے وہ کون سے مجتہدین تھے جنہوں نے نس بندی کی حرمت یا جواز کے متعلق اجتہاد فرما کر جائز یا حرام قرار دیا۔

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ
لِلْكَافِرِينَ.

اور اگر موجودہ دور کے ۱۹۷۰ء کے علماء کا اظہار خیال مراد ہے تو مذکورہ نشاندہی صحیح تھی کہ آپ کی نظر اصول فقہ کی کسی کتاب پر آخر تک نہیں گذری۔ اگر آخر تک گذری ہوتی تو اجتہاد کے شرائط نظر مبارک سے گذرے ہوتے کیونکہ اجتہاد کے شرائط اصول فقہ کی کتابوں کے آخر میں بیان ہوتے ہیں جو موجودہ صدی کے علماء میں نہیں پائے جاتے بلکہ گذشتہ متعدد صدیوں سے مفقود ہیں۔ اسی واسطے اجتہاد کا دروازہ بند ہے۔

الغرض قاری صاحب کے اس رجوع نے دارالعلوم دیوبند کو بدنام کر ڈالا۔ غیر تو غیر اپنوں میں اس قدر بیزاری پیدا ہو گئی کہ عوام ایسے الفاظ سے یاد کرتے تھے جس کو بیان کرنا مناسب نہیں۔ اور خواص کا یہ عالم سنا گیا کہ مفتی محمود صاحب نے استعفیٰ دے دیا اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ یہ آدمی ایمان فروش ہے۔ (عِنْدِي فِيهِ نَظَرٌ فَتَدَّ.....) اور دارالعلوم دیوبند کے طلبہ کی نفرت حد سے گذر گئی۔ سنا ہے کہ انہوں نے بسلسلہ نس بندی دارالحدیث میں ڈرامہ کیا:

ایک صاحب (سائل) بنے اور دوسرے صاحب (مفتی محمود) اور تیسرے صاحب قاری طیب۔ سائل نے پہلے مفتی محمود سے نس بندی کے متعلق سوال کیا۔ مفتی صاحب نے دو آیات قرآنی تلاوت کر کے فرمایا کہ ان آیات کے پیش نظر نس بندی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ دائیں بائیں جو نائب مفتی صاحبان تشریف فرما تھے انہوں نے جواب کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا:

الجواب صحيح الجواب صحيح الجواب صحيح

پھر قاری محمد طیب صاحب سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں علمائے کرام سے یہ درخواست کروں گا کہ انہوں نے اب تک منفی پہلو پر غور فرمایا ہے اب مثبت پہلو پر بھی غور فرمائیں یہ مسئلہ اجتہادی ہے۔

یہ جواب سن کر طلبہ چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور ہاتھوں سے پیروں سے وہ تواضع کی جس کو بیان کرنے سے زبان قلم قاصر ہے۔

ناظرین!

دیکھا حق بات سے رجوع نہ کرنے کے دنیا میں یہ نتائج نکلے اور آخرت کی خبر خدا جانے۔ آہ!

اے طائرِ لاهوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی
یہ حال تھا دارالعلوم دیوبند کے مہتمم صاحب کا جس کے اظہار کا سبب
بنا قول مذکور ولی عہد بہادر کا

تم صدے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں
اب رضوی دارالافتاء بریلی کے مہتمم جناب ساجد علی خاں صاحب سلمہ
کا حال سنئے کہ نس بندی کے زمانہ قیامت خیز میں جبکہ زبان و قلم پرتالے لگا دیئے گئے
تھے، مسلمانوں کے مذہب میں کھلم کھلا مداخلت کی جا رہی تھی، ہر شخص خائف
اور سہا ہوا نظر آتا تھا۔ ایسے ہولناک وقت میں یہ مرد مجاہد بریلی کا، سابقہ روایات کی
طرح دین کی حمایت میں کھڑا ہو گیا اور حق یہ ہے کہ حق حمایت ادا کر دیا اور اس
مرد مجاہد کو کوئی چیز اعلاء کلمۃ الحق سے روک نہ سکی۔ نہ خوف میا، نہ ہوس
بھوسا اور (کَلِمَةُ الْحَقِّ عِنْدَ السُّلْطَانِ الْجَابِرِ جِهَادٌ) پر عمل کرتے ہوئے فتویٰ
شائع کر دیا کہ

نس بندی حرام ہے حرام ہے حرام ہے۔

اس فتوے پر رضوی دارالافتاء کے مفتی صاحبان کے دستخط ثبت تھے اور شائع

کنندہ خود ذات والا، بریلی کے کلکٹر صاحب بہادر نے طلب فرمایا تو مع مفتی صاحبان تشریف لے گئے۔ صاحب بہادر نے کرخت لہجہ میں فرمایا کہ آپ نے اندرا حکومت کے خلاف فتویٰ شائع کر دیا۔ مرد مجاہد نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حکومت الہیہ کی جانب سے ہم مامور ہیں۔ ہم نے اپنا فرض منصبی ادا کر دیا اب آپ اپنا فرض منصبی ادا کر سکتے ہیں۔ یہ جواب سن کر صاحب بہادر نے معروف اقدام کا ارادہ کیا جس کو ایک ہم نشین صاحب نے یہ کہہ کر رُکوا دیا کہ سارے ہندوستان میں آگ لگ جائے گی جو بجھائے نہ بجھ سکے گی۔ یعنی یہ دیوبند نہیں کہ کبھی ادھر کبھی ادھر۔ جس کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے۔ چلیں گے ادھر کو جدھر کی ہوا ہے۔ یہ ہے بریلی نہ اندرا کی سہیلی۔ اس کو حمایت دین سے نہیں روک سکتا (پیساً) نہ بدوق کی گولی۔

ناظرین! یہ ہے رضوی دارالافتاء جس سے مات کھا گیا پیسا۔

رضوی دارالافتاء زندہ باد پائندہ باد

تحسین ناشناس:

(مہر منیر) پر جناب ادیب اریب تحریر زمانہ فاضل یگانہ مولانا سید ہدایت علی صاحب صبحی اور نیشنل ٹیچر پنجابی اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول دہلی نے تقریظ تحریر فرمائی ہے جس میں بایں طور رقم طراز ہیں کہ: میں نے زیر نظر شرح کو اکثر مقامات سے دیکھا ہے اور اس کا دوسری شروح سے کہیں کہیں مقابلہ بھی کیا اس لئے میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ شرح سابقہ شروح پر ایک معتد بہ اضافہ ہی نہیں بلکہ زبان و بیان کے لحاظ سے بھی بدرجہا بہتر ہے۔ دعاہیکہ مولانا کی سعی مشکور ہو اور خداوند عالم انہیں علمی خدمات کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اقول:

اس زمانے میں یہ عام دستور ہو گیا ہے کہ کتاب پر تقریظ لکھنے والے حضرات

کتاب کی تعریف میں محض دوستانہ تعلقات کی بنا پر یا (من ترا حاجی بگوئم تو مرا قاضی بگو) کے ماتحت خلاف واقع باتیں تحریر فرمادیتے ہیں۔ واقعیت کا انکشاف نہیں فرماتے۔ چنانچہ صبوحی صاحب بھی تقریظ مذکور میں اسی راستے پر گامزن ہوئے ہیں۔

جس کتاب میں دو سو ساٹھ اغلاط ہوں۔ اُس کے اکثر مقامات دیکھنے کے بعد اُس کی تعریف میں صبوحی صاحب کے مذکور الفاظ تعجب خیز ہیں۔ اگر صبوحی علم نحو سے واقف نہیں تو یہ الفاظ از قبیل (تحسین ناشناس) ہوئے۔ اور اگر واقف ہیں اور اغلاط پر مطلع ہونے کے باوجود یہ تقریظ تحریر فرمادی تو مذکورہ بالا دو وجہ میں سے کسی ایک پر مبنی۔ علاوہ ازیں یہ شرعاً مجرم بھی ہے کہ اس سے ضلالت کو تقویت پہنچی جو ہدایت علی کے مخالف و منافی۔ آئیندہ احتیاط فرمائیں کافی در کافی۔

اور (المصباح المنیر) کی تعریف میں تو کتب خانہ امدادیہ نے (مصباح المعانی شرح اُردو شرح ملا جامی) کے آخر میں وہ تعلیایں کی ہیں جو ایک تاجر اپنے مال کی نکاسی اور اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے کیا کرتا ہے۔ اس شرح کی بارہ خصوصیات بیان کی ہیں جن میں اکثر و بیشتر کو واقفیت سے اصلاً تعلق نہیں جو شرح ڈھائی سو سے زیادہ اغلاط پر مشتمل ہو اُس سے طلبہ کو علم نحو کی پوری واقفیت ہوگی یا قعر ضلالت میں گریں گے۔

ہماری تنبیہات مطالعہ کرنے کے بعد ہر خوداں انصاف پسند پکار اٹھے گا کہ ان دونوں کی تعریف و توصیف میں جو کچھ لکھا گیا وہ از قبیل تحسین ناشناس ہے یا دوستانہ تعلقات پر مبنی اور تاجرانہ مفاد پر محصور اور ان دونوں کا (المصباح المنیر) اور (مہر منیر) کے ساتھ تسمیہ از قبیل (برعکس نہند نام زنگی کا فور)



مصنف علیہ الرحمۃ کے حالات

آپ کا اسم گرامی علی ہے اور والد ماجد کا محمد اور جد امجد کا بھی (علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندان سادات سے ہیں۔ ۴۸ھ میں بمقام جرجان پیدا ہوئے جو مملکت خوارزم کے شہروں میں سے ایک شہر ہے یا ستر آباد یا شیراز کے قصبات میں سے ایک قصبہ۔

اور ۶ ربیع الاول بروز چہار شنبہ ۵۱۶ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک شیراز میں ہے۔ علمائے اسلام آپ کو علمی اور نسبی جلالت کے باعث (السید الشریف) اور (السید السند) اور (سنداً محققین) جیسے القابات کے ساتھ یاد فرماتے ہیں۔

نہایت حاضر جواب تھے:

عنوانِ شباب میں بغرض تحصیل علم پایادہ سفر کر کے علامہ سعد الدین تفتازانی قدس سرہ النورانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیدل سفر کرنے کے باعث چہرہ غبار آلودہ تھا۔ چونکہ نہایت حسین و جمیل تھے، علامہ کی نظر جب آپ کے حسین چہرہ پر پڑی تو بطور مزاح فرمایا: يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا۔ آپ نے برجستہ جواب فرمایا: وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا۔ جس سے علامہ کو خفت ہوئی اور آپ بے نیل مرام واپس ہونے لگے تو بوجہ ذہانت غیر معمولی اور تعجب خیز حاضر جوابی علامہ نے باصرار روکنا چاہا مگر آپ اپنے ارادے پر قائم رہے اور علامہ کی خدمت میں باس طور عذر خواہ ہوئے کہ مجھ سے بے ادبی ہو گئی اس لئے مجبور ہوں۔

مقام غور ہے کہ آپ نے علامہ کو اس لئے اُستاد بنانا گوارا نہ کیا کہ اُن کے مزاح کا جواب دے چکے تھے اور جس کو اُستاد بنا لیتے ہوں گے اُس کے احترام و ادب

کا عالم کیا ہوگا۔ یہاں سے موجودہ دور کے طلبہ کو عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ جس کو جو ملاوہ ادب ہی سے ملا ہے۔ پھر آپ بایں اشتیاق علامہ قطب الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اُن کی کتاب (شرح مطالع) خود اُن سے پڑھیں جس کو یہ سولہ بار دیگر علماء سے پڑھ چکے تھے۔ اس وقت علامہ کی عمر ایک سو بیس سال ہو چکی تھی۔ پلکیں لٹک گئی تھیں۔ پلکیں اٹھا کر آپ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ نو جوان ہیں۔ فرمایا کہ آپ جوان طالب علم ہیں میں بوڑھا ضعیف ہوں۔ آپ کو پڑھانے کی قوت نہیں۔ اگر آپ کو مجھ سے (شرح مطالع) کی سماعت منظور ہو تو آپ مبارک شاہ کے پاس جا کر پڑھیں وہ آپ کو وہی بتائیں گے جو انہوں نے مجھ سے سنا ہے۔

مبارک شاہ اُس وقت مصر میں مدرس تھے۔ آپ علامہ قطب الدین رازی علیہ الرحمۃ کا خط لے کر (ہرات) سے مصر پہنچے۔ مبارک شاہ نے اپنے اُستاد کے خط کو بوسہ دے کر کہا میں آپ کو پڑھاؤں گا لیکن مستقل طور پر نہیں پڑھا سکتا صرف سماعت کیجئے اور کچھ دریافت کرنے کی اجازت بھی نہیں۔ آپ نے قبول فرمالیا۔ اتفاقاً اُسی زمانے میں مصر کے اکابر میں سے کسی صاحبزادے نے مبارک شاہ سے (شرح مطالع) شروع کی۔ آپ اُس کی سماعت کرتے تھے۔ مبارک شاہ کا مکان مدرسہ سے قریب تھا اور اُس مکان سے مدرسہ جانے کا راستہ بھی تھا۔ ایک شب مبارک شاہ اُس راستے سے آکر مدرسہ کے صحن میں ٹہلنے لگے۔ ایک حجرہ سے کسی طالب علم کے پڑھنے کی آواز آئی۔ یہ اُسی آواز پر حجرہ کے قریب پہنچے اور سنا آپ فرما رہے ہیں: قَالَ الشَّارِحُ كَذًا شَارِحُ نَعَمْ اَيَا فَرَمَا۔ وَقَالَ الْاُسْتَاذُ كَذًا اور استاد نے ایسا فرمایا۔ وَاَنَا اَقُولُ كَذًا اور میں ایسا کہتا ہوں۔ آپ کی تقریر اس قدر لطیف تھی کہ مبارک شاہ پر کیف طاری ہو گیا اور اُسی کیف کے عالم میں رقص کرنے لگے۔ پھر آپ کو حکم دیا کہ سماعت کی بجائے قرأت کریں اور ہر چیز دریافت کرنے کی اجازت

ہے۔ (اخبار نحات)

بارگاہ رسالت ﷺ میں علم نحو کی عظمت:

نحات کوفہ میں ایک نحوی ہیں جن کا اسم گرامی ہے احمد والد ماجد کا یحییٰ دادا کا زید پردادا کا سیار اور کثیت ہے ابو العباس لیکن مشہور ہیں ثعلب کے ساتھ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ ان امام ثعلب نے ایک مرتبہ ابو بکر ابن مجاہد مقری سے حسرت آمیز لہجہ میں کہا کہ کچھ حضرات وہ ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی خدمت کی کہ اُس کی تفاسیر لکھیں اور کچھ ہیں کہ انہوں نے احادیث کی خدمت کی کہ اُن کو روایت کر کے دوسروں تک پہنچایا اُن کی شروح کہیں اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے فقہ کی خدمت کی۔ یہ سب کے سب فائز المرام ہوئے۔

میں علم نحو میں مشغول رہ کر (زید و عمرو) کرتا رہا۔ میرا آخرت میں کیا حال ہوگا۔ ابو بکر فرماتے ہیں کہ میں اُسی شب اُن کے پاس سے اپنے گھر واپس آیا۔ شب میں سید عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ نے حکم فرمایا کہ جاؤ ابو العباس سے ہمارا سلام کہہ کر کہو کہ اَنْتَ صَاحِبُ الْعِلْمِ الْمُسْتَطِيلِ۔ تم دراز علم والے ہو کہ قرآن و حدیث کا فہم علم نحو پر موقوف ہے۔ آپ نے ۷ یا ۱۸ جمادی الاولیٰ بروز شنبہ ۲۹۱ھ میں بمقام بغداد شریف وصال فرمایا اور مقبرہ باب الشام میں مدفون ہوئے۔ ترکہ میں دو لاکھ اشرفی اور اکیس ہزار درہم کی کتابیں چھوڑیں اور دوکان میں تین لاکھ اشرفی کا مال۔ زینہ اولاد نہ ہونے کے باعث سب صاحبزادی کو ملا۔

بعض ابتدائی کتب کے اسمائے مصنفین:

میزان الصرف اور پنج گنج اور ہدایۃ النحو کے مصنف علامہ سراج الدین ابن عثمان ہیں اور بعض علماء نے فرمایا کہ میزان الصرف کے مصنف ملاً ہمزہ بدایونی ہیں اور بعض نے ملاً چرو کو بتایا ہے۔

منشعب اوزبدہ کے مصنف معلوم نہ ہو سکے۔ دستور المبتدی قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے شاگرد صفی ابن نصیر کی تصنیف ہے۔ فصول اکبری علامہ اکبر علی الہ آبادی کی۔ مراح الارواح علامہ احمد بن علی ابن مسعود کی۔ اخبار نجات اور میزان منطق کے مصنف شیخ عبدالمقتدر ہیں جو کسی بادشاہ کے وزیر تھے۔ سبع سنابل شریف اور صغریٰ اور کبریٰ کا مصنف حضرت سید شریف کو بتایا گیا ہے رحمہم اللہ تعالیٰ۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ
خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.

فقیر سید غلام جیلانی

صدر المدرسین

مدرسہ اسلامی عربی اندر کوٹ میرٹھ

۹۸-۲-۱۱ھ مطابق ۷۸-۱-۲۱ شنبہ



MARKAZ
ISLAMIA

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ آمَنَّا بَعْدُ!

بدان اَرشدك اللہ تعالیٰ کہ ایں مختصریست مضبوط در علم نحو کہ
مبتدی رابعداز حفظ مفردات لغت و معرفت اشتقاق و ضبط مہمات
تصریف باسانی بکیفیت ترکیب عربی راہ نماید و بزودی در معرفت
اعراب و بنا و سواد خواندن توانائی دهد بتوفیق اللہ تعالیٰ و عونہ۔

سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہاں والوں کا مالک اور بھلا انجام
پر ہیزگاروں کے واسطے ہے اور اللہ کا درود و سلام اس کی افضل مخلوق محمد (ﷺ) اور آپ
کے تمام متبعین پر۔ بعد حمد و صلاۃ، جان لو اللہ تعالیٰ تمہاری رہنمائی فرمائے کہ یہ ایک
مختصر طوالت سے محفوظ کتاب ہے۔ علم نحو میں جو مبتدی کی لغت کے مفردات یاد کر لینے
اور اشتقاق کو جان لینے اور علم صرف کے مقاصد محفوظ کر لینے کے بعد عربی ترکیب کی
کیفیت کا راستہ باسانی دکھائے گی اور جلد اعراب و بنا کے جاننے میں اور پڑھنے کے
ملکہ میں قوت پہنچائے گی اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے۔

سوال: حمد کے کیا معنی ہیں؟

جواب: زبان سے کسی کی خوبی تعظیماً بیان کرنا۔

سوال: صلوٰۃ کے کیا معنی ہیں؟

جواب: درود شریف۔

سوال: حضور کی آل کے کیا معنی؟

جواب: حضور کی اتباع کرنے والے۔

سوال: نحو کس علم کو کہا جاتا ہے؟

جواب: جس علم سے اسم، فعل، حرف کے اعرابی اور بنائی حالات معلوم ہوں۔

سوال: اس سے فائدہ کیا ہے؟

جواب: عربی کلام میں لفظی غلطی کرنے سے محفوظ رہنا۔

سوال: علم کا موضوع کس کو کہتے ہیں؟

جواب: جس کے احوال علم میں بیان کئے جائیں اس کو علم کا موضوع کہا جاتا ہے۔

سوال: علم نحو کا موضوع کیا ہے؟

جواب: کلمہ اور کلام انہیں دونوں کے احوال نحو میں بیان کئے جاتے ہیں۔

سوال: اشتقاق سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بنانا۔

سوال: مہماتِ تصریف سے کیا مراد ہے؟

جواب: مہمات سے مراد مقاصد۔ اور تصریف اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلمات کے وزن معلوم ہوں اور حروف کلمات کے غیر اعرابی اور غیر بنائی احوال جیسے اصلی ہونا، زائد ہونا صحیح ہونا، معتل ہونا، محذوف ہونا، مدغم ہونا وغیرہ۔

سوال: نحو میر کے مصنف علیہ الرحمۃ کا نام کیا ہے؟

جواب: علی ابن محمد ابن علی۔ سید شریف اور سید سند کے ساتھ مشہور ہیں۔

باقی حالات دیباچہ میں دیکھے جائیں۔

مخفی نہ رہے کہ مذکورہ بالا بیان کے پیش نظر مناسب یہ ہے کہ صرف میر پڑھانے کے بعد نحو میر پڑھائی جائے، نہ دونوں کو ساتھ ساتھ جیسے آج کل مدارس میں معمول ہے۔

تنبیہ ۲۱:

المصباح المنیر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ترجمہ بایں الفاظ

کیا ہے: شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم والے ہیں۔ اور مہر منیر میں بایں الفاظ: اللہ کے نام سے مدد طلب کرتے ہوئے جو بڑا ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ ان دونوں ترجموں میں چند خامیاں ہیں۔

اول یہ کہ دونوں صاحبان نے لفظ ”اور“ اپنی جانب سے بلا ضرورت بڑھا دیا۔ بِسْمِ اللّٰهِ لِرَحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں کوئی عربی کا لفظ ایسا نہیں جس کا ترجمہ لفظ ”اور“ قرار دیا جاسکے۔

دوم یہ کہ اول صاحب نے موصوف صفت کے ترجمے میں لفظ ”ہیں“ ذکر کیا ہے اور دوم صاحب نے لفظ ”ہے“۔ غالباً یہ دونوں صاحبان اس ترجمہ میں مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کے تابع ہیں۔ تھانوی نے ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں اور دیوبندی صاحب نے بایں الفاظ: شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

غرض کہ موصوف اور صفت کے ترجمے میں لفظ ”ہیں“ ذکر کرنا یا لفظ ”ہے“ دونوں غلط ہیں کیونکہ لفظ ”ہیں“ یا لفظ ”ہے“ نسبت تامہ کا ترجمہ ہے اور موصوف و صفت میں نسبت تامہ نہیں ہوتی بلکہ ناقصہ ہوتی ہے اور یہ دونوں لفظ نسبت ناقصہ کا ترجمہ نہیں۔ نظر بر آں تابع اور متبوع دونوں مورد الزام ہیں۔ اسی طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کا ترجمہ المصباح المنیر میں بایں الفاظ کیا ہے (تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہان کے پالنے والے ہیں) اس میں بھی وہ تھانوی صاحب کے تابع ہیں کہ تھانوی صاحب نے بایں الفاظ ترجمہ کیا ہے (سب تعریفیں اللہ ہی کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر عالم کے) اس میں بھی تابع اور متبوع غلطی کا شکار ہیں۔ وجہ وہی جو اوپر گزری کہ موصوف صفت کے ترجمے میں لفظ ”ہیں“ ذکر کرنا صحیح نہیں۔

سوم یہ کہ مہر منیر کا بسم اللہ کے ترجمے میں (اللہ کے نام سے مدد طلب کرتے ہوئے) کہنا دیوبندی مذہب کے خلاف ہے کیونکہ اللہ کا نام اللہ کا غیر ہے اس لئے کہ نام لفظ ہوتا ہے اور ذات اللہ لفظ نہیں تو اللہ کا نام غیر اللہ ہوا اور غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مذہب اہل سنت میں یقیناً درست ہے کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے لیکن دیوبندی مذہب میں جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔ تعجب ہے کہ دیوبندی دارالافتاء نے اس پر اب تک ایکشن کیوں نہیں لیا۔

چہارم یہ کہ ان ترجموں میں اللہ عز وجل کے لئے لفظ ”ہیں“ استعمال کیا ہے جو صیغہ جمع ہے۔ یہ خلاف ادب ہے کہ واحد حقیقی کے شایان شان تو واحد ہی کا صیغہ ہے اسی واسطے خود اللہ عز وجل نے اپنے حق میں صیغہ واحد استعمال کرنے کی سورہ فاتحہ میں بندوں کو تعلیم فرمائی کہ ہو (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) اس میں إِيَّاكَ صیغہ واحد ہے جس کا مخاطب خداوند قدوس۔

پھر فرمایا کہ ہوا هِدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ اس میں بھی اِهْدِ واحد کا صیغہ ہے جس کا مخاطب اللہ عز وجل۔ اور اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا (قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا) اس میں بھی زِدْ واحد کا صیغہ ہے اور مخاطب اللہ تعالیٰ۔

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے جب کبھی اللہ عز وجل کا ذکر کیا تو اس کے لئے واحد ہی کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ پورے قرآن پاک اور تمام احادیث میں واحد ہی کا صیغہ وارد ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا (رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ) اس میں لَّمْ تَغْفِرْ اور تَرْحَمْ واحد کے صیغے ہیں اور مخاطب اللہ تعالیٰ۔

حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا (رَبِّ اسْكُنْ عَلَيَّ الْأَرْضِ مِنْ

الْكَافِرِينَ دَيَّارًا) اس میں بھی لَا تَذَرُ واحد کا صیغہ ہے اور مخاطب خداوند قدوس۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا (فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ
الرَّقِيبَ) اس میں بھی تَوَفَّيْتُ اور كُنْتُ اور أَنْتَ واحد کے صیغے ہیں اور مخاطب اللہ
عز وجل۔

اور محبوب کبریا ﷺ نے عرض کیا (اللَّهُمَّ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ
كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ) اس میں بھی كَ اور أَنْتَ اور أَثْنَيْتَ واحد کے صیغے
ہیں اور مخاطب اللہ عز وجل۔

اور ملائکہ نے عرض کیا (لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا) اس میں بھی عَلَّمْتَ
واحد کا صیغہ ہے مخاطب اللہ عز وجل بلکہ تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین حتی
کے علمائے شریعت بلکہ عام مومنین بھی صیغہ واحد استعمال کرتے رہے یہاں تک کہ
جب مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کا زمانہ آیا، جنہوں نے دشمن اسلام انگریزوں سے
ساز باز کر کے افغانی مسلمانوں پر جہاد کیا تھا اور اسی میں مارے گئے تھے تو انہوں نے
ابن سبا یہودی کے مشن کے ایماء پر جناب باری عز اسمہ کے حق میں صیغہ جمع استعمال
کرنا شروع کیا۔

مشن مذکور کا مقصد یہ تھا کہ ایک دو صدی گزرنے کے بعد مسلمانوں کو تو حید سے
بائیں طور ہٹایا جاسکے گا کہ قرآن کے ترجمے میں علمائے اسلام نے اللہ تعالیٰ کے لئے
لفظ ”ہیں“ استعمال کیا ہے جو صیغہ جمع ہے تو قرآن سے ثابت ہوا کہ خدا چند ہیں ورنہ
خدا ایک ہوتا تو ترجمہ میں ایک کے لئے ”ہیں“ استعمال نہ کرتے کیونکہ ایک کے لئے
”ہے“ استعمال کیا جاتا ہے۔

آتش پرست دو خدا مانتے ہیں ایک خالق خیر اور ایک خالق شر۔ وہ بھی اسی
دلیل سے مسلمانوں کے دل سے عقیدہ تو حید نکال سکیں گے کہ علمائے اسلام نے

قرآن کے ترجمے میں خدا کے لئے لفظ ”ہیں“ استعمال کیا ہے جو ایک کے لئے نہیں آتا بلکہ دو یا زیادہ کے واسطے مستعمل ہوتا ہے تو کم سے کم خدا دو ہیں۔ اگر ایک ہوتا تو لفظ ”ہیں“ کے ساتھ ترجمہ نہ کرتے۔

پس معلوم ہوا کہ وہ بھی کم سے کم دو خدا مانتے تھے اور ان کے نزدیک قرآن سے یہی ثابت تھا۔ انہیں مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی اتباع میں دیوبندی مولوی صاحبان خدائے قدوس کے لئے لفظ ”ہیں“ استعمال کرتے ہیں اور عوام کو بھی اس کی تعلیم دی جاتی ہے چنانچہ عوام میں بھی یہ وبا پھیلی جارہی ہے کہ تعجب بالائے تعجب یہ کہ جملہ اختلافی مسائل جیسے میلاد شریف، قیام، تیجہ، دسواں، بیسواں، چہلم وغیرہ کو یہ حضرات اس لئے بدعت کہتے ہیں کہ یہ امور قرونِ ثلاثہ یعنی صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے زمانہ میں نہ تھے تو جناب باری عزاسمہ کے حق میں صیغہ جمع کے استعمال کو بھی بدعت کہنا چاہیے کہ یہ بھی قرونِ ثلاثہ میں نہ تھا بلکہ اس کو ڈبل بدعت کہنا چاہیے کہ یہ تو قرونِ ثلاثہ کے عمل کے خلاف ہے کہ انہوں نے صیغہ واحد استعمال کیا ہے نہ صیغہ جمع۔ اس استعمال میں یہ حضرات آنکھ بند کر کے مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے مقلد ہیں بلکہ قرونِ ثلاثہ سے پہلے کے انبیاء کرام کے بھی خلاف ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے عہد نبوی تک جملہ انبیاء عظام صیغہ واحد استعمال فرماتے رہے اور قرونِ ثلاثہ کے بعد سے بجز مولوی اسماعیل صاحب اور ان کے مقلدین۔ اب تک جملہ مجتہدین، تمام محدثین، کُل اولیاء، سب علماء حتیٰ کہ عام مسلمین نے بھی صیغہ واحد استعمال کیا اور کر رہے ہیں۔ نظر برآں ثابت ہوا کہ جناب باری عزاسمہ کے حق میں صیغہ جمع استعمال کرنا بدعت ہے۔

ہاں قرآن پاک کی صرف ایک سورہ مومن میں اللہ عزوجل کے حق میں جمع کا صیغہ آیا ہے یعنی رَبِّ ارْجِعُونِ میں ارْجِعُوا صیغہ جمع ہے اور مخاطب اللہ تعالیٰ۔

لیکن یہ کافر کی زبان سے ہے مومن کی زبان سے نہیں۔ مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ کافر کی اتباع کرے اور انبیاء، ملائکہ، صحابہ، اولیاء، مجتہدین، محدثین کی اتباع چھوڑ دے اور الٰہی تعلیم کردہ صیغہ واحد اختیار نہ کرے۔ استعمال کرنے والے حضرات یہ وجہ بیان فرماتے ہیں کہ صیغہ جمع استعمال کرنے میں تعظیم ہے جس کو ہر عام ذہن باسانی قبول کر لیتا ہے لیکن یہ وجہ دوسو سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ باری عز اسمہ کے لئے صیغہ واحد استعمال کرنے میں تعظیم ہے یا نہیں۔ اگر کہیے نہیں تو لازم آتا ہے کہ باری تعالیٰ نے بندوں کو سورۃ فاتحہ میں ایسے صیغے سے خطاب کرنے کی تعلیم دی جس میں تعظیم نہیں اور تعظیمی صیغہ ترک فرما دیا اور انبیاء کرام وغیرہ حضرات عمر بھر اس کو ایسے صیغے سے یاد کرتے رہے جس میں تعظیم نہ تھی دراصل حالیکہ تعظیمی صیغہ موجود تھا اور یہ لازم باطل ہے۔

اور اگر کہیے کہ صیغہ واحد میں بھی تعظیم ہے تو تین حال سے خالی نہیں۔ برابر ہے، یا کم، یا زیادہ۔

اگر برابر ہے تو تعلیم الٰہی کے متعلق صیغہ واحد ہونے اور انبیاء کرام وغیرہ کے صیغہ واحد اختیار فرمانے صیغہ واحد رائج ہوا اور صیغہ جمع مرجوح عاقل کی شان نہیں کہ مرجوح کو اختیار کرے اور رائج کو ترک کر دے۔

اور اگر کم ہے تو لازم آیا کہ کم تعظیمی صیغہ کے ساتھ خطاب کرنے کی تعلیم دی گئی اور انبیاء کرام وغیرہ حضرات تمام عمر کم تعظیمی صیغہ سے باری تعالیٰ کو یاد کرتے رہے جو انبیاء کرام کی شان کے لائق نہیں اور یہ صیغہ جمع استعمال کرنے والے حضرات تعظیم خداوندی بجالانے میں انبیاء کرام سے بڑھ گئے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ثُمَّ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔ خاش بدہن۔

تعلیم خداوندی میں انبیاء کرام کے کوئی برابر بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ بڑھ

جائے۔ وہ پاک ذوات، ہم گندہ صفات

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اور اگر صیغہ واحد میں تعظیم زیادہ ہے یہ صیغہ واحد ہی میں تعظیم ہے صیغہ جمع میں نہیں تو وہی اختیار کرنا چاہیے، تاکہ تعلیم الہی کے خلاف نہ ہو اور اپنا عمل انبیائے کرام کے مطابق رہے اور ان کی سنت کے ترک کا الزام عائد نہ ہونے پائے اور مسلمانوں کو تو حید سے برگشتہ کرنے کا خطرہ بھی باقی نہ رہے۔

صیغہ جمع استعمال کرنے والے حضرات کا ایک شبہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر اپنے لئے صیغہ جمع استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ سورہ ق میں ارشاد ہوا (وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ) اُس کی اتباع میں ہم اُس کے لئے صیغہ جمع استعمال کرتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جمع کا صیغہ کبھی استعمال نہیں فرمایا اور اس آیت میں واقع نَحْنُ کو پیش کرنا لاعلمی پر مبنی ہے نَحْنُ اور اس جیسے متکلم کے صیغے جمع اور واحد دونوں کے لئے موضوع ہیں۔ مگر اُس واحد کے لئے جو اپنے آپ کو معظم ظاہر کرے۔ چنانچہ جمع الجوامع جلد اول صفحہ ۶۰ میں ہے (الْثَّانِي نَحْنُ لِلْمُتَكَلِّمِ مُعَظَّمًا نَفْسَهُ نَحْنُ نَحْنُ نَقْصُ أَوْ مُشَارِكًا..... الخ) اسی طرح نَا ضمیر مرفوع متصل اور نَا ضمیر منصوب متصل جیسے إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكُوثَرَ اور إِنَّا نَا ضمیر منصوب منفصل جیسے خلیفہ وقت کہے إِنَّا نَا أَطِيعُوا اور نَا ضمیر مجرور متصل جیسے:

ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ اور حَافِظُونَ جیسے وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ واحد متکلم معظم کے لئے بھی موضوع ہیں جیسے ان آیات وغیرہ میں متکلم مع الغیر کے لئے بھی جمع متکلم کا صیغہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ صدور فعل میں متکلم کے ساتھ اور بھی شریک ہیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ

قرار دیں تو لازم آئے گا کہ تخلیق سموات وارض میں باری تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی شریک ہے۔

اس اعتقاد کے کفر ہونے میں اصلاً شک نہیں ہو سکتا۔ مگر دیوبندی صاحبان علم سے کوسوں دور ہیں۔ ان دیوبندی صاحبان نے ایسے ترجمے کر کے طلبہ اور عوام الناس کو صحیح راستے سے ہٹا دیا۔

سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا
حال طفلان زبوں شدہ است

تنبیہ ۳:

المصباح المنیر اور مہر منیر میں ہے کہ علمین عالم کی جمع ہے اور عرف عام میں ہر ماسوی اللہ کو عالم کہتے ہیں۔

اقول:

یہ غلط فاحش ہے اور عرف عام پر افتراء عرف عام میں جمیع ماسوی اللہ کو عالم کہتے ہیں۔ ماسوی اللہ کے ہر فرد کو عالم نہیں کہتے ورنہ لازم آئے گا کہ زید کو عالم کہیں کیونکہ وہ بھی ماسوی اللہ ہے حالانکہ زید کو عالم نہیں کہا جاتا۔ فصول اکبری کی شرح نوادر میں ہے (در عرف عام عبارت است از جمیع ماسوی اللہ نہ فردی از افراد لہذا عالم زید و بکرمی گویند) ہاں ہر جنس پر بھی عالم کا اطلاق آیا ہے اسی میں ہے (وہر جنسی را از آں نیز گفته اند مثل عالم افلاک و عناصر) البتہ یہ دونوں صاحبان اگر یوں کہتے کہ دیوبندی عرف میں ہر ماسوی اللہ کو عالم کہتے ہیں تو کوئی اعتراض نہ ہوتا کیونکہ دیوبندی ممت سارے عالم سے جدا ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

بداں کہ لفظ مستعمل در سخن عرب بردو قسم است۔ مفرد مرکب، مفرد لفظی باشد تنہا کہ دلالت کند بر یک معنی وآں را کلمہ گویند۔ و کلمہ بر سه قسم است۔ اسم چون رَجُلٌ و فعل چون ضَرَبَ و حرف چون هَلْ۔ چنانکہ در تصریف معلوم شدہ۔ اما مرکب لفظی باشد کہ از دو کلمہ یا بیشتر حاصل شدہ باشد۔ مرکب بردو گونه است مفید و غیر مفید۔ مفید آنست کہ چون قائل بر آں سکوت کند سامع را خبرے یا طلبی معلوم شود و آں را جملہ گویند و کلام نیز۔ پس جملہ بردو قسم است۔ خبریہ و انشائیہ۔

ترجمہ:

جان لو کہ عرب کی گفتگو میں مستعمل لفظ دو قسم پر ہے۔ مفرد و مرکب۔ مفرد وہ ایک لفظ ہے جو ایک معنی پر دلالت کرے اور اس کو کلمہ بھی کہتے ہیں اور کلمہ تین قسم پر ہے۔ اسم جیسے رَجُلٌ، فعل جیسے ضَرَبَ اور حرف جیسے هَلْ جو کہ علم صرف میں معلوم ہو چکا۔ رہا مرکب وہ ایسا لفظ ہے جو دو کلموں یا بیشتر سے حاصل ہوا ہو۔ مرکب دو قسم پر ہے، مفید اور غیر مفید۔ مفید وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا اس پر سکوت کرے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو اور اس کو جملہ کہتے ہیں اور کلام بھی۔ پس جملہ دو قسم پر ہے، خبریہ اور انشائیہ۔

سوالات:

مستعمل، مفرد، مرکب، مفید کیا صیغے ہیں اور ان کے مصدر کیا ہیں اور کون کون سے باب سے، اور تصریف سے کیا مراد اور کون سے باب کا مصدر ہے؟ اسم ثلاثی مجرد کے کتنے اوزان ہیں؟ رَجُلٌ کس وزن پر ہے؟ ضَرَبَ کون سا فعل ہے اور کون سا صیغہ اور کس باب سے اور ان سب صیغوں میں سے کس کا باب ثلاثی

مجرد کا ہے اور کس کس کے باب ثلاثی مزید کے ہیں؟ ثلاثی مجرد کے باب کتنے ہیں اور کیا کیا؟ ثلاثی مزید کے کتنے باب ہیں اور کیا کیا؟

فصل:

بداں کہ جملہ خبریہ آنست کہ قائلش را بصدق و کذب صفت تو اں کرد و آں برد و نوع است۔ اول آں کہ جز و اولش اسم باشد و آں را جملہ اسمیہ گویند چوں زَيْدٌ عَالِمٌ یعنی زید دانا است۔ جز و اولش مسندالیہ است و آں را مبتدا گویند و جز و دوم مسندست و آں را خبر گویند۔

دوم آنکہ جز و اولش فعل باشد و آں را جملہ فعلیہ گویند چوں ضَرَبَ زَيْدٌ، زد زید، جز و اولش مسندست و آں را فعل گویند و جز و دوم مسندالیہ است و آں را فاعل گویند۔

ترجمہ:

جان لو کہ جملہ خبریہ وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچ اور جھوٹ کے ساتھ موصوف کیا جاسکے اور وہ دو قسم پر ہے۔ اول وہ جملہ خبریہ جس کا پہلا جز و اسم ہو اور اُس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں جیسے زَيْدٌ عَالِمٌ معنی یہ کہ زید جاننے والا ہے۔ اس کا پہلا جز و مسندالیہ ہے اور اُس کو مبتدا کہتے ہیں اور جز و دوم مسند ہے اور اس کو خبر کہتے ہیں۔

دوم وہ جملہ خبریہ جس کا پہلا جز و فعل ہو اور اُس کو جملہ فعلیہ کہتے ہیں جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ معنی یہ کہ مارا زید نے اس کا پہلا جز و مسند ہے اور اُس کو فاعل کہتے ہیں اور جز و دوم مسندالیہ ہے اور اُس کو فاعل کہتے ہیں۔

سوالات:

قَائِلٌ، عَالِمٌ، مُسْنَدٌ کون سے صیغے ہیں؟ ہر ایک کا مصدر اور باب بتائیے

اور ہر مصدر کے معنی اسی طرح آخر کتاب تک اساتذہ طلبہ سے سوالات کریں تاکہ صیغوں اور ابواب کی شناخت میں پوری مہارت حاصل ہو جائے۔

سوال: زَيْدٌ عَالِمٌ کی ترکیب کیسے کی جائے گی؟

جواب: یوں زَيْدٌ مبتدا عَالِمٌ صیغہ واحد مذکر اسم فاعل اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال: ضَرَبَ زَيْدٌ کی ترکیب کیسے کی جاتی ہے؟

جواب: اسی طرح ضَرَبَ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب زَيْدٌ فاعل ضَرَبَ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوال: جس جملہ کے قائل کو سچ اور جھوٹ کے ساتھ موصوف کر سکیں اس کو خبریہ کے ساتھ موسوم کرنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: خبریہ میں یائے نسبت ہے تو اس کے معنی ہوئے خبر والا۔

اور خبر کہتے ہیں اصطلاح میں اُس کلام کو جس کے کہنے والے کو سچ اور جھوٹ کے ساتھ موصوف کر سکیں اور جملہ کہتے ہیں اس کلام کو جس کے کہنے والے کو سچ اور جھوٹ کے ساتھ موصوف کر سکیں یا نہ کر سکیں۔ نظر برآں جملہ عام ہے اور خبر خاص تو یہ تسمیہ از قبیل نسبة العام الی الخاص ہوا جیسے علم کو تصوری اور تصدیقی کے ساتھ موسوم کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

سوال: جملہ کو اسمیہ اور فعلیہ کے ساتھ موسوم کرنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: جملہ کو اسمیہ اور فعلیہ کے ساتھ موسوم کرنا از قبیل (نِسْبَةُ الْكُلِّ إِلَى اسْمِ جُزْءٍ الْأَوَّلِ) ہے کہ اسمیہ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ کے جزو اول زَيْدٌ کو اسم کہتے ہیں اور فعلیہ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ کے جزو اول ضَرَبَ کو فعل کہتے ہیں۔

تنبیہ ۴:

نحو میر کی شروح المصباح المنیر اور مہر منیر میں اسمیہ اور فعلیہ کے ساتھ جملہ کے تسمیہ کو (تَسْمِیَةُ الْکُلِّ بِاسْمِ اَوَّلِ الْجُزْءِ) قرار دیا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے جس سے طلبہ گمراہ ہو رہے ہیں۔ جملہ کو اسمیہ اور فعلیہ کے ساتھ موسوم کیا گیا ہے اور اسمیہ اور فعلیہ جزو اول کے نام نہیں پھر یہ (تَسْمِیَةُ الْکُلِّ بِاسْمِ اَوَّلِ الْجُزْءِ) کے قبیل سے کیسے ہو گیا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

بدانکہ مسند حکم است و مسندالیہ آنچہ برو حکم کنند و اسم مسند و مسندالیہ تواند بود و فعل مسند باشد و مسندالیہ نہ تواند بود و حرف نہ مسند باشد نہ مسندالیہ۔

ترجمہ:

جان لو کہ مسند محکوم بہ ہے اور مسندالیہ وہ جس پر حکم کریں۔ اور اسم مسند اور مسندالیہ ہو سکتا ہے اور فعل مسند ہوتا ہے اور مسندالیہ نہیں ہو سکتا اور حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسندالیہ۔

سوال: حکم کے کیا معنی ہیں؟

جواب: کبھی حکم کے معنی اسناد آتے ہیں یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف منسوب کرنا اس طرح کہ سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو جیسے مثال مذکور میں عَالِمٌ کَوْزِیْدٌ کی طرف منسوب کیا تو اس سے یہ خبر معلوم ہوئی کہ زید صفتِ علم کے ساتھ موصوف ہے یا ضَرْبِ کَوْزِیْدٌ کی جانب منسوب کیا تو اس سے زید کے مارنے کی

خبر معلوم ہوئی اور جب کسی نے کسی سے کہا اَضْرِبْ جس کا اردو ترجمہ ”مار“ ہے تو اس سے مارنے کی طلب مفہوم ہوئی کہ کہنے والا اپنے مخاطب سے ضرب طلب کرتا ہے اس منسوب کرنے کو نسبت بھی کہتے ہیں تو حکم، اسناد، نسبت تینوں کے ایک معنی ہیں۔

مذکورہ بالا عبارت (مند آچہ برو حکم کنند) میں حکم کے یہی معنی ہیں اور اس کا مطلب یہ کہ مسند الیہ وہ ہے جس کی طرف کسی چیز کو منسوب کریں اس طرح کہ سننے والے کو کوئی خبر معلوم ہو یا طلب۔

چونکہ مسند الیہ پر کسی چیز کا حکم ہوتا ہے اس لئے مسند الیہ کو محکوم علیہ بھی کہتے ہیں اور کبھی حکم کے معنی محکوم بہ آتے ہیں چنانچہ (مند حکم است) میں یہی معنی مراد ہیں اور مقصود یہ کہ مسند وہ ہے جس کے ساتھ حکم کیا جائے یعنی جس کو کسی چیز کی طرف منسوب کریں اس طرح کہ سننے والے کو اس سے کوئی خبر معلوم ہو یا طلب۔ اور کبھی حکم جملہ خبریہ کو کہتے ہیں اور کبھی علم تصدیقی کو جس کا بیان صغریٰ، کبریٰ وغیرہ منطق کی کتابوں میں ہوتا ہے۔

بدانکہ جملہ انشائیہ آں ست کہ قاکش رابصدق وکذب صفت نہ
تواں کرد و آں بر چند قسم است امر چوں اَضْرِبْ و نہی چوں لَا تَضْرِبْ و استفہام
چوں هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ و تمنی چوں لَيْتَ زَيْدًا حاضِر و ترجی چوں لَعَلَّ
عَمْرًا وَاغَائِبْ اور عقود جیسے بَعَثْ و اشتریت و ندا چوں يَا اَللّٰهُ و عرض چوں اَلَا تَنْزِلُ
بِنَا فَتَصِيبَ خَيْرًا و قسم چوں وَاللّٰهِ لَا ضَرِبَنَّ زَيْدًا و تعجب چوں مَا اَحْسَنَهُ و اَحْسِنُ
بہ۔

ترجمہ:

جان لو کہ جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچ اور جھوٹ کے ساتھ موصوف نہ کیا جاسکے اور وہ چند قسم پر ہے امر جیسے اَضْرِبْ اور نہی جیسے

لَا تَضْرِبْ اور استفہام جیسے هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ اور تمنیٰ جیسے لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ اور ترجیٰ لَعَلَّ عَمْرُوًا غَائِبٌ اور عقود جیسے بَعَثُ اور اشتراک اور ندا جیسے يَا اَللّٰهُ اور عرض جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَافْتُصِبَ خَيْرًا اور قسم جیسے وَاللّٰهِ لَا ضَرْبَنَ زَيْدًا اور تعجب جیسے مَا اَحْسَنَهُ وَاَحْسَنُ بِهِ۔

ترکیب:

(اَضْرِبْ) فعل امر حاضر معروف صیغہ واحد مذکر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر فاعل (تَا) علامت خطاب، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اسی طرح امر غائب معروف اور مجہول بھی جملہ انشائیہ ہوتے ہیں

(لَا تَضْرِبْ) فعل نہی معروف صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر فاعل (تَا) علامت خطاب۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اسی طرح نہی غائب اور مجہول کے صیغے بھی جملہ انشائیہ ہوتے ہیں (هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ) حرف استفہام (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔ یہ مثال استفہام کی ہے جس کے معنی ہیں (دریافت کرنا) اور یہاں مراد وہ جملہ جس سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہوں۔

تنبیہ ۵:

(المصباح المنیر صفحہ ۲۰) میں استفہام کی تعریف بایں الفاظ کی ہے (وہ جملہ انشائیہ ہے جس سے کسی واقعہ گذرے ہوئے یا موجودہ یا آئندہ سے سوال ہو اور اس میں حرف استفہام شروع میں داخل ہو)

اور (مہر منیر صفحہ ۱۹) میں بایں الفاظ (جملہ استفہامیہ، اصطلاح میں اس جملہ کو کہتے ہیں جس میں کوئی ناواقف آدمی کسی واقف کار مخاطب سے کسی نامعلوم چیز کو سمجھنے کی خواہش کرے اور اپنی خواہش کے اظہار میں استفہام کا کوئی حرف لائے)۔

اقول:

یہ دونوں تعریفیں جامع نہیں اور اصطلاحی کہنا افتراء کیونکہ (مَنْ أَبُوكَ) بالاجماع جملہ استفہامیہ ہے۔ حالانکہ اس میں حرف استفہام نہیں نہ شروع میں، نہ بیچ میں، نہ آخر میں مذکور نہ مقدر۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا
حال طفلان زبوں شدہ است

(لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرًا) (لَيْتَ) حرف مشبہ بہ فعل (زَيْدًا) اُس کا اسم (حَاضِرًا) اسم فاعل۔ صیغہ واحد مذکر اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ (لَيْتَ) اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ یہ مثال تمنی کی ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کے حصول کی محبت خواہ حصول کی اُمید ہو یا نہ ہو اور مراد وہ جملہ جس سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہوں۔

(لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبًا) (لَعَلَّ) حرف مشبہ بہ فعل (عَمْرًا) اُس کا اسم (غَائِبًا) اسم فاعل۔ صیغہ واحد مذکر اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر (لَعَلَّ) اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ یہ ترجی کی مثال ہے جس کے معنی ہیں ایسے امر محبوب یا مکروہ کی اُمید کرنا جس کے حصول پر وثوق نہ ہو۔

اور مراد وہ جملہ جس سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہوں۔ (بَعَثَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم۔ اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا (اِشْتَرَيْتَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ یہ عقود کی مثال ہے اور (عُقُودٌ) جمع (عَقْدٌ) ہے اور (عَقْدٌ) کے معنی ایجاب و قبول۔ اور ایجاب و قبول

وہ جملے جو عَاقِدِیْن بولتے ہیں مثلاً کسی چیز کی خرید و فروخت کرتے وقت بائع نے کہا:
(بِعْتُ) اور مشتری نے کہا (اَشْتَرِیْتُ) تو جملہ (بِعْتُ) ایجاب
ہوا اور جملہ (اَشْتَرِیْتُ) قبول۔ (يَا اَللّٰهُ) اس میں (يَا) حرف ندا قائم
مقام (اَدْعُوْ) اور (اَدْعُوْ) فعل مضارع معروف صیغہ واحد متکلم اس
میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل۔ اسم جلالت منادی مفرد معرفہ مبنی بر ضم
منصوب محلاً مفعول بہ (اَدْعُوْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ
انشائیہ ہوا۔ یہ (نَدَا) کی مثال ہے جس کے معنی ہیں (پکارنا) اور مراد وہ جملہ ہے جس
سے یہ معنی بذریعہ حرف ندا مفہوم ہوتے ہوں۔

(اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيبُ خَيْرًا) اس میں (اَلَا تَنْزِلُ بِنَا) بمعنی (اَلَا يَكُوْنُ مِنْكَ
نُزُوْلٌ) جس میں ہمزہ استفہام برائے عرض اور (لَا يَكُوْنُ) نفی فعل مضارع معروف
صیغہ واحد مذکر غائب فعل تام (مِنْ) حرف جار (كَ) ضمیر مجرور، جار مجرور مل
کر ظرف لغو۔ (نُزُوْلٌ) معطوف علیہ (فَا) برائے عطف اس کے بعد (اَنْ) ناصبہ
موصول حرفی مقدر۔ (تُصِيبُ) فعل مضارع متصل فاعل (تَا) علامت
خطاب (خَيْرًا) مفعول بہ (تُصِيبُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ
فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (اَنْ) موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل
مفرد ہو کر معطوف (نُزُوْلٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل
(لَا يَكُوْنُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

یہ (عرض) کی مثال ہے جس کے معنی ہیں (نرمی کے ساتھ کوئی چیز طلب
کرنا) اور مراد وہ جملہ جس سے یہ معنی بذریعہ ہمزہ استفہام مفہوم ہوں اور بعض
اساتذہ (اَلَا تَنْزِلُ بِنَا) کی ترکیب علیحدہ کرتے ہیں بایں طور کہ ہمزہ استفہام برائے
عرض (اَلَا تَنْزِلُ) نفی فعل مضارع معروف، صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس

میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل (تَا) علامت خطاب (بَا) حرف جار (نَا) ضمیر مجرور متصل مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اور (اَلَا یَکُونُ مِنْکَ نُزُولٌ) کی ترکیب علیحدہ جو ذکر کر دی گئی۔

تنبیہ ۶، ۷:

(المصباح المنیر صفحہ ۱۸) اور (مہر منیر صفحہ ۲۱) دونوں میں (فَا) کے بعد اَنْ ناصبہ مقدر ماننے کے باوجود (تُصِيبُ خَيْرًا) جملے کو جوابِ عرض قرار دیا ہے۔

اقول:

مبتدی طلبہ بھی یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ یہ باطل فاحش ہے کیونکہ (اَنْ) ناصبہ فعل کے ساتھ مل کر بمعنی مصدر ہوتا ہے اور مصدر مفرد ہوتا ہے نہ جملہ۔ پھر جوابِ عرض کیسے ہو جائے گا کہ جواب تو جملہ ہوتا ہے نہ مفرد۔ پھر (المصباح المنیر) میں اس مثال کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے (کیوں نہیں آیا تو ہمارے پاس کہ حاصل کرتا تو بھلائی کو) مثال میں (لَا تَنْزِلُ) فعل مضارع ہے اور ترجمہ کیا ہے ماضی کا۔ یہ فاضل دیوبند ہیں جن سے ترجمہ بھی صحیح نہیں ہوتا اور شرح لکھنے کا شوق دامنگیر۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

(وَاللّٰهُ لَا ضَرِبَنَّ زَيْدًا) اس میں (وَاو) حرف جار برائے قسم۔ اسم جلالت مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (اُقْسِمُ) مقدّم (اُقْسِمُ) فعل مضارع معروف صیغہ واحد متکلم اُس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ قسمیہ ہوا۔ یہ قسم کی مثال ہے جس کے

معنی ہیں فارسی میں (سوگند) اور مراد وہ جملہ جو سوگند پر مشتمل ہو۔
 (أُقْسِمُ وَاللَّهِ) چونکہ (وَاللَّهِ) پر مشتمل ہے اور (وَاللَّهِ) سوگند ہے لہذا پورے
 جملہ کو قسم کے ساتھ موسوم کیا گیا۔ یہ تسمیہ از قبیل تسمیۃ الكل باسم الجزوہوا۔ فتأمل۔
 (لَا ضَرِبَنَّ زَيْدًا) میں (لَا ضَرِبَنَّ) صیغہ واحد متکلم بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ
 در فعل مستقبل معروف۔ اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل (زَيْدًا) مفعول
 بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب قسم ہوا۔

تنبیہ ۸:

(المصباح المنیر صفحہ ۱۹) اور (مہر منیر صفحہ ۲۱) دونوں میں قسم اور جواب قسم
 دونوں کو ملا کر جملہ قسمیہ قرار دیا ہے۔

اقول:

یہ فاحش غلطی ہے کیونکہ جملہ انشائیہ صرف قسم سے اور قسم کا جواب مذکور جملہ
 خبریہ ہے۔ حاشیہ ملاً عبد الحکیم بر حاشیہ ملاً عبد الغفور قدس سرہا میں صفحہ ۴۴۶ پر مذکورہ
 جیسی صورت میں فرمایا: وَالْإِنْشَائِيَّةُ أَنْمَا هِيَ الْقَسْمُ غالباً ترکیب زینی زادہ نظر سے
 نہیں گذری ورنہ معلوم ہو جاتا کہ نحوی قسم اور جواب قسم کو ملا کر ایک جملہ قرار نہیں دیتے
 بلکہ قسم اور جواب قسم کو الگ الگ دو جملے قرار دیتے ہیں۔ جملہ انشائیہ اور جملہ خبریہ
 کو ملا کر جملہ انشائیہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بیوقوف کہہ بیٹھے کہ سفیدی اور سیاہی مل
 کر سفیدی ہوگئی۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملاً

حال طفلان زبوں شدہ است

(مَا أَحْسَنَهُ) میں (مَا) اسمیہ استفہامیہ برائے تعجب مبتداء (أَحْسَنَ) فعل ماضی
 معروف صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل۔ راجع

بسوئے مبتداء (ہا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ راجع بسوئے غائب مثلاً زید۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مبتداء خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(أَحْسَنُ بِهِ) اس میں (أَحْسَنُ) فعل امر حاضر معروف بمعنی فعل ماضی معروف (أَحْسَنَ) (با) حرف جار زائد (ہا) ضمیر مجرور متصل۔ مجرور باعتبار محل قریب، مرفوع باعتبار محل بعید فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ یہ دونوں مثالیں تعجب کی ہیں جس کے معنی ہیں وہ کیفیت جو نفس میں ایسے امر کے علم سے پیدا ہوئی جس کا سبب مخفی ہو۔ اسی واسطے کہا گیا کہ بروقت ظہور سبب تعجب زائل ہو جاتا ہے اور مراد وہ جملہ جو اس معنی کے انشاء پر دلالت کرے۔

تنبیہ ۹:

(مہر منیر صفحہ ۲۱) میں باعتبار لغت (تعجب) کو بمعنی حیرت بتایا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے اور لغت پر افتراء خالص۔ تعجب کے لغوی معنی تو وہی ہیں جو ہم نے اوپر ذکر کئے اور اردو میں اس کا ترجمہ ہے (اچھنبا) اور حیرت کے معنی ہیں (سرگشتہ شدن) جس کا ترجمہ ٹھیٹ اردو میں ”ڈانواں ڈول ہونا“

اگر (حیرت) کو مجازاً بمعنی (تعجب) استعمال کریں

تو یہ لغوی معنی نہ ہوں گے کیا کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ لفظ (اسد) کے لغوی معنی (رجل شجاع) ہیں۔ ہرگز نہیں کیونکہ یہ معنی مجازی ہیں اور لغوی معنی حقیقی ہوتے ہیں نہ مجازی اس لئے کہ لغت کا موضوع حقیقی معنی بیان کرنا ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب وہی ملّا ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

بدانکہ مرکب غیر مفید آنت کہ چون قائل بر سکوت کند۔ سامع را خبرے یا طلبی حاصل نشود۔ وآں بر سه قسم است اول مرکب اضافی۔ چون غُلامٌ زَیْدٌ جزو اول را مضاف گویند و جزو دوم را مضاف الیہ۔ و مضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد۔ دوم مرکب بنائی و آوا آنت کہ دو اسم را یکے کردہ باشد و اسم دوم متضمن حرفے باشد چون اَحَدَ عَشَرَ تا تِسْعَةَ عَشَرَ کہ در اصل اَحَدٌ و عَشْرٌ و تِسْعَةٌ و عَشْرٌ بودہ است و اورا حذف کردہ ہر دو اسم را یکے کردند۔

و ہر دو جزو مبنی باشد بر فتح اِلَا اِثْنَا عَشَرَ کہ جزو اول معرب است۔ سوم مرکب منع صرف و آوا آنت کہ دو اسم را یکے کردہ باشند و اسم دوم متضمن حرفے نباشد چون بَعْلَبَکْ و حَضْرَمَوْتُ کہ جزو اول مبنی باشد بر فتح بر مذہب اکثر علماء و جزو دوم معرب بدانکہ غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد

چون غُلامٌ زَیْدٌ قَائِمٌ۔ وَعِنْدِی اَحَدُ عَشَرَ دِرْهَمًا۔ وَجَاءَ بَعْلَبَکْ

ترجمہ:

جان لو کہ مرکب غیر مفید وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا اس پر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب حاصل نہ ہوا۔ اور وہ تین قسم پر ہے۔ پہلا مرکب اضافی جیسے غُلامٌ زَیْدٌ۔ پہلے جزو کو مضاف کہتے ہیں اور دوسرے جزو کو مضاف الیہ۔ اور مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔ دوسرا مرکب بنائی اور وہ ایسا مرکب ہے کہ دو اسم کو ایک کر دیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کے معنی پر مشتمل ہو جیسے اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک کہ یہ اصل میں اَحَدٌ و عَشْرٌ اور تِسْعَةٌ و عَشْرٌ تھے و او حذف کر کے دونوں اسم کو ایک کر دیا۔ اور اس کے دونوں جزو فتح پر مبنی ہوتے ہیں سوائے اِثْنَا عَشَرَ کہ اس کا جزو اول معرب ہے۔ تیسرا مرکب منع صرف اور وہ

ایسا مرکب ہے کہ دو اسم کو ایک کر دیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کے معنی پر مشتمل نہ ہو جیسے بَعْلَبَکْ اور حَضْرَ مَوْتُ کہ اس کا جز اول مَنی ہوتا ہے فتح پر اکثر علماء کے مذہب میں اور دوسرا جز و معرب۔ جان لو کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جملہ کا جزو ہوتا ہے جیسے غَلَامُ زَيْدٍ قَائِمٌ وَعِنْدِي أَحَدُ عَشَرَ دِرْهَمًا. وَجَاءَ بَعْلَبَکْ۔

(بَعْلَبَکْ) یہ ایک شہر کا نام ہے جو ملک شام میں تھا دو اسم سے مرکب ہے ایک (بَعْل) کہ ایک بت کا نام ہے جو اُس شہر میں تھا۔ الیاس علیہ السلام کی قوم اس کو پوجتی تھی اس کے بارے میں ارشاد قرآن ہوا (اتَّذَعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ) اور بَکْ بادشاہ کا نام ہے جو اُس شہر کا مالک اور اُس بت کو پوجتا تھا تو اس شہر کا نام معبودِ باطل اور عابد لا یتقعل کے ناموں سے مل کر بنا اور (حَضْرَ مَوْتُ) ایک شہر کا نام ہے جو ملک (یمن) میں واقع۔ (حَضْرَ) بمعنی شہر اور (موت) بمعنی مرگ سے مل کر بنا ہے۔ غالباً بایں مناسبت کہ وہاں موت کا وقوع بکثرت ہوتا تھا (بر مذہب اکثر علماء) کہنے سے مفہوم ہوتا ہے کہ بعض علماء کا مذہب کچھ اور ہے چنانچہ وہ دو مذہب ہیں اول یہ کہ دونوں جز و معرب ہیں اور اول مضاف بسوئے ثانی اور جز و ثانی معرب منصرف۔ دوم یہ کہ دونوں معرب اور اول مضاف بسوئے ثانی اور جز و ثانی معرب غیر منصرف۔

ترکیب:

(غَلَامُ زَيْدٍ قَائِمٌ)

ترجمہ: زید کا غلام کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔

(غَلَامُ) مضاف (زَيْدٍ) مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل

کر مبتدا (قَائِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع

بسوئے مبتدا۔

اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (عِنْدِي أَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا)

ترجمہ: میرے پاس گیارہ روپے ہیں

(عِنْدِ) مضاف (يَايَ مُتَكَلِّم) مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثَابِت) مقدر کا (ثَابِت) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع بسوئے مبتدائے مؤخر۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم (أَحَدَ عَشَرَ) مرکب بنائی جس کے دونوں جزو مبنی بر فتح ممیز (دِرْهَمًا) تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(جَاءَ بَعْلَبَكُ)

ترجمہ: بَعْلَبَكُ آگیا۔

(جَاءَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (بَعْلَبَكُ) مرکب منع صرف جس کا جزو اول مبنی بر فتح اور جزو ثانی غیر منصرف مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فصل:

بدانکہ ہج جملہ کتر از دو کلمہ نباشد لفظاً چوں ضَرْبَ زَيْدٍ وَ زَيْدٌ قَائِمٌ یا تقدیراً چوں اِضْرِبْ کہ اَنْتَ درو مستتر است و ازیں بیشتر باشد و بیشتر احدے نیست ترجمہ:

جان لو کہ کوئی جملہ کم دو کلموں سے نہیں ہوتا۔ دونوں ملفوظ ہوں جیسے ضَرْبَ زَيْدٍ اور زَيْدٌ قَائِمٌ یا ایک مقدر جیسے اِضْرِبْ کہ اَنْتَ اس میں پوشیدہ ہے اور جملہ دو کلموں سے زائد بھی ہوتا ہے اور زائد کے لئے کوئی حد نہیں۔

(ضَرَبَ زَيْدٌ) یہ اس جملہ کی مثال ہے جو دو کلموں سے مرکب ہے اور دونوں ملفوظ ہیں۔

ترکیب:

(ضَرَبَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہ مثال جملہ فعلیہ کی ہوئی اس کے معنی مارا زید نے۔

(زَيْدٌ قَائِمٌ) یہ اُس کی مثال ہے جو دو کلموں سے مرکب ہے اور دونوں ملفوظ پہلا کلمہ (زَيْدٌ) اسم ہے اور دوسرا کلمہ (قَائِمٌ) بھی اسم ہے اور معنی یہ کہ زید کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا (زَيْدٌ) مبتدا (قَائِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع بسوئے مبتدا۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

یہ جملہ اسمیہ کی مثال ہوئی اور (اضْرَبْ) یہ اُس جملہ کی مثال ہے جو دو کلموں سے مرکب ہے لیکن دونوں ملفوظ نہیں بلکہ ایک ملفوظ ہے۔

یعنی (اضْرَبْ) اور دوسرا مقدر یعنی (أَنْتَ) جو (اضْرَبْ) میں پوشیدہ ہے جملہ دو کلموں سے زیادہ کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرٌ وَاضْرَبْنَا۔ یہ چار کلموں سے مرکب ہے اور چاروں ملفوظ ہیں۔

اس کا ترجمہ ہے: زید نے عمرو کو حقیقتہً مارا۔

تنبیہ ۱۰، ۱۱:

المصباح المنیر صفحہ ۲۵) میں مثال کتابِ اضْرَبْ کی بجائے اَنْضُرْ مثال بیان کر کے فرماتے ہیں کہ (اصل میں اَنْضُرْ اَنْتَ ہے)۔

اقول:

یہ غلط فاحش ہے کہ یہ مثال تھی ایک کلمہ کے ملفوظ اور دوسرے کلمہ کے مقدر ہونے کی اور اب دونوں ملفوظ ہو گئے پھر تھلیل میں ترقی کرتے ہوئے فرماتے ہیں (اور اسی طرح تمام امر حاضر معروف و مجہول کے صیغوں میں ضمائر مرفوع منفصل مستتر ہوا کرتی ہیں اور وہ ضمائر فاعل ہوا کرتی ہیں) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ثُمَّ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔

اور (مہر منیر صفحہ ۲۶) میں ضَرْبَ زَيْدٍ عَمْرٍ وَاَضْرَبَا کا ترجمہ کیا ہے (زید نے عمرو کو اچھی طرح مارا) یہ بھی غلط فاحش ہے کہ (ضَرْبًا) اس مثال میں مفعول مطلق تاکید ہے اور ترجمہ مفعول مطلق نوعی کا کر دیا کیونکہ (اچھی طرح مارنا) مارنے کی ایک نوع ہے صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم نے کیا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملاً

حال طفلان زبوں شدہ است

بدانکہ چوں کلمات جملہ بسیار باشند اسم و فعل و حرف را بایکدیگر تمیز باید کردن و نظر نمودن کہ معرب است یا مبنی و عامل است یا معمول و باید دانستن کہ تعلق کلمات بایکدیگر چگونه است تا مسند و مسند الیہ پیدا گردد و معنی جملہ تحقیق معلوم شود۔

ترجمہ: جان لو کہ جب جملہ کے کلمات زیادہ ہوں تو اسم اور فعل اور حرف کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ معرب ہے یا مبنی اور عامل ہے یا معمول اور یہ جاننا چاہیے کہ کلمات کا تعلق آپس میں کیسا ہے تاکہ مسند اور مسند الیہ ظاہر ہوں اور جملہ کے معنی تحقیق کے ساتھ معلوم ہو جائیں۔

چنانچہ درود رضوی

اللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْهِ وَسَلَّم

نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْهِ وَسَلَّم

کے کلمات میں بایں طور تمیز کی کہ اسم جلالت (اَللّٰہ) اسم ہے اسی طرح (رَبُّ) اسم ہے اور اسم رسالت (مُحَمَّدٍ) بھی اسم اور (صَلَّى) فعل ہے اور (عَلَى) حرف جار ہے اور (ہَا) ضمیر مجرور اسم ہے اور (وَ) حرف عطف ہے اور (سَلَّمَ) فعل ہے اور (اِ) برائے اشباع حرف ہے اور (نَحْنُ) ضمیر جمع متکلم اسم ہے (عِبَادُ) جمع (عَبْدُ) اسم ہے باقی حسب مذکور۔

معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے نظر کی تو معلوم ہوا کہ اسم جلالت (اَللّٰہ) معرب ہے اور (رَبُّ) بھی اسی طرح اسم رسالت (محمد) بھی اور (صَلَّى) مبنی ہے اور (عَلَى) بھی اور (اِ) برائے اشباع اور (نَحْنُ) بھی اور (عِبَادُ) معرب ہے۔ باقی حسب مذکور اور عامل و معمول ہونے کے لحاظ سے نظر کی تو ظاہر ہوا کہ اسم جلالت معمول ہے۔

اسی طرح (رَبُّ مُحَمَّدٍ) بھی کہ مبتدا و خبر ہیں دونوں کا عامل (ابتدا) اور (صَلَّى) فعل عامل ہے اور اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل معمول ہے اور (عَلَى) حرف جار عامل ہے اور (ہَا) ضمیر مجرور معمول۔

اور (وَ) حرف عطف غیر عامل اور (سَلَّمَ) فعل عامل ہے اور (ہَا) ضمیر مجرور معمول۔ اور (وَ) حرف عطف غیر عامل اور (سَلَّمَ) فعل عامل ہے اور اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل معمول ہے اور (اِ) برائے اشباع غیر عامل اور (نَحْنُ) معمول ہے اور (عِبَادُ مُحَمَّدٍ) بھی۔ دونوں کا عامل ابتدا ہے باقی حسب مذکور۔

اور ان کلمات کو باہمی تعلق کے اعتبار سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسم جلالت (اَللّٰہ) اور (رَبُّ مُحَمَّدٍ) میں یہ تعلق ہے اول مسند الیہ ہے اور دوم مسند۔ اور (رَبُّ) اور اسم رسالت میں یہ تعلق ہے کہ اول مضاف اور دوم مضاف الیہ ہے اور (صَلَّى) کا اس میں پوشیدہ ضمیر (هُوَ) کے ساتھ یہ تعلق ہے کہ اول

مسند اور دوم مسند الیہ ہے اور (عَلٰی) حرف جار کا تعلق (صَلٰی) کے ساتھ یہ ہے کہ وہ (صَلٰی) کے معنی کو اپنے مجرور تک پہنچاتا ہے اور اُس کا ظرف لغو ہے اور (وَ) کا تعلق ماقبل اور مابعد دونوں سے ہے کہ اپنے مابعد (سَلَّمَ) کو اپنے ماقبل (صَلٰی) پر عطف کرتا ہے اور (سَلَّمَ) کا تعلق اُس میں پوشیدہ ضمیر (هُوَ) کے ساتھ وہی جو (صَلٰی) کا تھا اور (نَحْنُ) کا تعلق (عِبَادُ مُحَمَّدٍ) کے ساتھ یہ ہے کہ اول مسند الیہ اور دوم مسند ہے اور (عِبَادُ) کا تعلق اسم رسالت کے ساتھ یہ کہ اول مضاف اور دوم مضاف الیہ ہے۔ باقی کا وہی جو مذکور ہوا۔

اور (صَلٰی) اور (سَلَّمَ) دونوں بمعنی مستقبل کہ مقام دعائیں ہیں۔ اس تفصیل سے درود رضوی کے معنی جو بہ تحقیق معلوم ہوئے وہ یہ ہیں کہ اللہ (تَعَالٰی) محمد (ﷺ) کا مالک ہے اللہ ان پر درود و سلام بھیجتا ہے ہم محمد (ﷺ) کے مملوک ہیں اللہ تعالیٰ ان پر درود و سلام بھیجتا رہے۔ اس سے مدّعی یہ ہے کہ اے رب! ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے اس سے بڑھ کر تیری سمت اور وسیلہ کیا ہے

فصل:

بدانکہ علامت اسم آنت کہ الف ولام یا حرف جر در اولش باشد چوں اَلْحَمْدُ و بَزِيدُ یا تنوین در آخرش باشد چوں زَيْدُ یا مسند الیہ باشد چوں زَيْدٌ قائم مضاف باشد چوں غُلَامٌ زَيْدٌ یا مصغر باشد چوں قُرَيْشٌ یا منسوب باشد چوں بَنُو فَدَادٍ یا ثنی باشد چوں رَجُلَانِ یا مجموع باشد چوں رَجَالٌ یا موصوف باشد چوں جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ یا تائے متحرک بدو پیوند چوں ضَارِبَةٌ۔

ترجمہ جان لو کہ اسم کی علامت یہ ہے کہ الف لام (حرف تعریف) یا حرف جر اُس

کے اول میں ہو جیسے اَلْحَمْدُ اور بَزِيدُ یا تَوْنِ اُس کے آخر میں ہو جیسے زَيْدُ یا مَسْدَالِيہ ہو جیسے زَيْدُ قَائِمٌ میں (زَيْدُ) یا مضاف ہو جیسے غُلَامُ زَيْدُ میں (غلام) یا مصغر ہو جیسے قُرَيْشٌ یا منسوب ہو جیسے بَغْدَادِيٌّ یا ثنی ہو جیسے رَجُلَانِ یا جمع رَجَالٌ یا موصوف ہو جیسے جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ میں (رَجُلٌ) یا تائے متحرک (آخر) میں اُس کے لگی ہو جیسے ضَارِبَةٌ۔

(علامت) بمعنی (خاصہ) ہے اور نحو یوں کی اصطلاح میں (خاصۃ الشیء) وہ ہے جو شی سے خارج ہو اور شی کے ساتھ پایا جائے اور شی کے غیر کے ساتھ نہ پایا جائے۔

مصنف علیہ الرحمہ نے یہاں پر اسم کی جو علامتیں بیان فرمائی ہیں وہ سب کی سب ایسی ہیں کہ اسم میں پائی جاتی ہیں غیر میں نہیں۔

پھر علامت کی دو قسم اول شاملۃ جو اسم کے ہر فرد میں پائی جائے، کوئی فرد اس سے کسی وقت خالی نہ ہو۔ ان میں ایسی کوئی علامت نہیں۔

دوم غیر شاملۃ جو اسم کے بعض افراد میں بعض اوقات پائی جائے۔ یہاں پر مذکورہ علامت سب کی سب ایسی ہی ہیں بلکہ اسم کے لئے علامت (شاملۃ) ہے ہی نہیں جو اس کے ہر فرد میں ہر وقت پائی جائے۔ پھر یہ علامتیں دو قسم پر ہیں۔

اول لفظی جو پڑھنے میں آئیں جیسے اَلْحَمْدُ میں الف لام اور بَزِيدُ میں (با) حرف جار اور زَيْدُ میں تَوْنِ۔

دوم معنوی پڑھنے میں نہ آئیں جیسے زَيْدُ عَالِمٌ۔ میں (زَيْدُ) کا مسند الیہ ہونا کہ وہی حکم ہے جو پڑھنے میں نہیں آتا اور غُلَامُ زَيْدُ میں (غُلَامُ) کا مضاف ہونا کہ یہ وہی حکم ہے جو زبان سے پڑھا نہیں جاسکتا اور (قُرَيْشٌ) میں یاے تصغیر لفظی علامت ہے۔ یہ (قُرَيْشٌ) کی تصغیر ہے اور (قُرَيْشٌ) ایک دریائی جانور کو کہتے

ہیں جو تمام دریائی جانوروں پر غالب رہتا ہے اسی مناسبت سے عرب کا ایک قبیلہ اس لفظ کے ساتھ موسوم ہوا کہ وہ بھی تمام قبائل پر غالب تھا۔ نظر برآں یہ تصغیر برائے تعظیم ہے اور (بَغْدَادِيّ) میں یائے نسبت لفظی علامت ہے۔ یہ (بغداد) شہر کی طرف نسبت ہے جہاں پر حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی اپنے مزار پاک میں آرام فرما ہیں اور (رَجَال) میں موجود تغیر جو (رَجُل) میں ہوا، ملفوظ ہونے کی وجہ سے علامت لفظی ہے۔ یہ (رَجُل) کی جمع ہے اور جَاءَ نِسْی رَجُلٌ عَالِمٌ میں (رَجُل) کا موصوف ہونا یہ بھی ذہنی حکم ہے جس کو زبان سے نہیں پڑھ سکتے لہذا یہ علامت معنوی ہے اور (ضَارِبَةٌ) تائے متحرکہ یہ بھی علامت لفظ سے۔

الحاصل مصنف علیہ الرحمۃ نے اسم کی یہاں پر گیارہ علامتیں بیان فرمائیں جن میں آٹھ لفظی ہیں اور تین معنوی۔

ترکیب:

(زَيْدٌ عَالِمٌ) کی ترکیب ہو چکی (جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ) کی یوں کی جائے گی (جَاءَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (رَجُلٌ) موصوف (عَالِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع بسوئے موصوف۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت موصوف صفت سے مل کر فاعل (جَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس مرد دانا آیا۔

تنبیہ ۱۲ تا ۱۵:

(المصباح المنیر) اور مہر منیر میں اس مقام پر چند غلطیاں واقع ہوئیں۔

اول جو سب سے انخش اور اقبح ہے یہ کہ (المصباح المنیر صفحہ ۲۷) میں (خاصہ) کی دو قسم (شاملۃ) اور (غیر شاملۃ) کر کے دوسری قسم یعنی (غیر شاملۃ) کی تعریف

کرتے ہوئے فرمایا (اور ایک وہ جو تمام افراد میں نہ پائی جائے بلکہ بعض میں پائی جائے جیسے بالفعل لکھنا۔ بہت سے لکھے پڑھے بھی بعض اوقات اس صفت سے متصف نہیں ہوتے لیکن اس کے باوجود انسان کے سوا کسی اور نوع میں یہ خاصہ نہیں پایا جاسکتا۔

اقول:

اور قرآن کریم نے فرمایا کہ انسان کے سوا دوسری نوع میں یہ خاصہ پایا جاتا ہے سورہ یونس شریف میں ہے (اِنَّ رُّسُلَنَا يُكْتَئِبُونَ مَا تَمْكُرُونَ) ترجمہ بیشک ہمارے فرشتے تمہارے مکر لکھ رہے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ فرشتہ انسان کے سوا نوع ہے تو قرآن کریم نے انسان کے سوا دوسری نوع میں بالفعل لکھنے کا اثبات فرمایا اور آپ اُس کی نفی کرتے ہیں پس آپ کے اس قول سے مذکورہ آیت کی تکذیب لازم آئی۔

اب دیوبندی دارالافتاء سے دریافت کیجئے کہ ایمان رہایا گیا۔ (اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ) لزوم تکذیب کی وجہ یہ کہ آپ نے (کتابت) کو انسان کے لئے (خاصہ حقیقہ) قرار دے دیا جس کے معنی ہیں کہ وہ شی کے کسی غیر میں نہ پائی جائے۔

اور آپ نے یہی کہا کہ (انسان کے سوا کسی اور نوع میں یہ خاصہ نہیں پایا جاسکتا) حالانکہ (کتابت) (انسان) کے لئے (خاصہ اضافی) ہے جس کے معنی ہیں کہ وہ شی کے بعض اغیار میں نہ پایا جائے اور بعض میں پایا جائے۔

اور (کتابت) ایسی ہی ہے کہ انسان کے بعض اغیار میں نہیں پائی جاتی جیسے شجر، حجر اور بعض میں پائی جاتی ہے جیسے فرشتے، جن۔ یہ الزام عارف جامی قدس سرہ السامی پر وارد نہ ہوگا کہ انہوں نے خاصہ حقیقی ہونے کی تصریح نہیں کی جیسے ان حضرت نے کی ہے۔

دوم یہ کہ (مہر منیر صفحہ ۲۹) میں (منسوب) کی تعریف بایں الفاظ تحریر فرمائی ہے (قولہ یا منسوب باشد الخ نسبتہ سے اسم مفعول کا صیغہ ہے جو کسی اسم کے آخری حرف کو کمسور کر کے آخر میں ایک یا ئے مشد نسبتی لگا دینے کو کہتے ہیں) یہ غلط ہے یا ئے نسبتی لگا دینے کو منسوب نہیں کہتے ہیں بلکہ منسوب اُس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر یا ئے نسبتی لگی ہو۔

اتنا بھی خیال نہیں کیا کہ خود (منسوب) کو اسم مفعول کا صیغہ بتا رہے ہو اور تعریف کرتے ہو معنی مصدری کے ساتھ۔ شارح بننے کا شوق اور یہ بے تکاذوق سلیقہ یہ ہے علم کے حاملوں کا تو پھر پوچھنا کیا نرے۔ جاہلوں کا

سوم یہ کہ مصنف علیہ الرحمہ نے علامات اسم میں بیان فرمایا کہ (یاشنی باشد) یعنی اس میں علامت تشنیہ ہو (یا مجموع باشد) یعنی یا اُس میں علامت جمع ہو۔ اس پر یہ اعتراض وارد ہوا کہ فعل بھی تشنیہ جمع ہوتا ہے تو علامت تشنیہ جمع اسم کی علامت نہ ہوئی۔

اس کا جواب دیا کہ فعل کو تشنیہ جمع مجازاً کہتے ہیں۔ حقیقتہً اُس کا فاعل تشنیہ جمع ہوتا ہے یہاں تک تو بات صحیح ہے لیکن اس کے بعد، (المصباح المہر صفحہ ۲۹) میں تحریر کیا جس کو (مہر منیر صفحہ ۲۹) میں بھی تسلیم کیا ہے کہ (ضَرَبُوا) میں هُمْ ضمیر جمع ہے اور تَضَرَّبُوا میں اَنْتُمْ ضمیر جمع فاعل ہے)۔

اقول:

یہ غلط فاحش ہے جو صرف میر اور نحو میر یاد نہ ہونے پر مبنی۔ اس لئے کہ صرف میر میں فعل ماضی کے صیغہ جمع مذکر غائب کا فاعل (واو) کو بتایا ہے جو ضمیر بارز ہے نہ یہ کہ اُس میں (هَمْ) ضمیر پوشیدہ فاعل ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ (واو) در نَصْرُ وُاعلامت جمع مذکر و ضمیر فاعل است۔ اسی طرح (تَضْرِبُونَ) میں (اَنْتُمْ) ضمیر پوشیدہ کو فاعل کہنا غلط ہے کہ اُس میں ضمیر فاعل (واو) ہے نہ (اَنْتُمْ) پوشیدہ۔

اسی صرف میر میں ہے کہ (تادرتَنْصُرُونَ) علامت خطاب است و حرف استقبال و واو ضمیر جمع مذکر..... الخ)۔

اور نحو میر میں بھی اعراب مضارع کے بیان میں آ رہا ہے کہ تثنیہ اور جمع مذکر میں ضمیر بارز فاعل ہوتی ہے نہ پوشیدہ۔

نحو میر بھی یاد نہیں جس کی شرح تحریر فرما رہے ہیں۔

چہارم یہ کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے اسم کی علامت بیان فرمائی (تائے متحرک) اور (المصباح المنیر صفحہ ۲۹) اور (مہر منیر صفحہ ۲۹) میں اپنی طرف سے قید اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ (تائے متحرک سے مع تنوین مراد ہے)۔

یہ مصنف علیہ الرحمۃ پر افتراء ہوا جو دیوبندی صاحبان کی امتیازی شان ہے۔ اس سے لازم آیا کہ (الضَّارِبَةُ) میں تائے متحرک علامت اسم نہ ہو جو باطل محض ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملاً

حال طفلان زبوں شدہ است

و علامت فعل آنست کہ قد در اولش باشد چوں قَدْ ضَرَبَ یاسین

باشد چوں سَيَضْرِبُ یاسوف باشد چوں سَوْفَ يَضْرِبُ یا حرف جزم ہو د چوں لَمْ

يَضْرِبُ یا ضمیر مرفوع متصل بدو پیوند چوں ضَرَبْتُ یا تائے ساکن چوں ضَرَبْتُ

یا امر باشد چوں اِضْرِبُ یا نہی باشد چوں لَا تَضْرِبُ و علامت حرف آن است کہ یحج

علامتے از علامات اسم و فعل درو نبود۔

ترجمہ:

اور فعل کی علامت یہ ہے کہ قَدْ اُس کے اول میں ہو جیسے قَدْ ضَرَبَ
یا سِن ہو جیسے سَيَضْرِبُ یا سَوْفَ ہو جیسے سَوْفَ يَضْرِبُ یا حرف جزم ہو جیسے لَمْ
يَضْرِبُ یا ضمیر مرفوع متصل اُس سے لگی ہو جیسے ضَرَبْتُ یا تائے ساکن جیسے
ضَرَبْتُ یا امر ہو جیسے اضْرِبْ یا نہی ہو جیسے لَا تَضْرِبْ اور حرف کی علامت یہ ہے کہ
اسم و فعل کی علامتوں میں سے کوئی علامت اُس میں نہ ہو۔

مصنف علیہ الرحمہ نے یہاں فعل کی آٹھ علامتیں بیان فرمائیں جن میں اول
چھ لفظی ہیں کہ ان کو زبان سے پڑھا جاسکتا ہے اور آخری دو یعنی کسی کلمہ
کا امر حاضر معروف ہونا اور کسی کلمہ کا نہی ہونا معنوی ہیں جو زبان سے ملفوظ
نہیں ہوتیں جیسے (قَدْ) وغیرہ علامتیں ملفوظ ہوتی ہیں۔ ہکذا قالوا لیکن فقیر کا تب
الحروف کی نظر قاصر میں کلمہ کے نہی ہونے پر (لا) دلالت کرتا ہے جس کو لائے نہی
کہتے ہیں اور وہ ملفوظ ہے۔

جس طرح کلمہ کے امر غائب معروف ہونے پر اور امر مجہول ہونے پر لام
دلالت کرتا ہے جس کو لام امر کہتے ہیں اور یہ بھی ملفوظ ہے نظر برآں (یا نہی
باشد) بتقدیر مضاف ہے یعنی (یا لائے نہی باشد) فاعل۔
ترکیب:

قَدْ ضَرَبَ میں (قَدْ) برائے تحقیق (ضَرَبَ) فعل ماضی
معروف صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع بسوئے غائب
مثلاً (زَيْدٌ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: بیشک مارا زید نے۔

(سَيَضْرِبُ) میں (سین) حرف استقبال قریب (يَضْرِبُ) فعل مضارع معروف

صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل۔ راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید عنقریب مارے گا

(سَوْفَ يَضْرِبُ) میں (سَوْفَ) حرف برائے استقبال بعید (يَضْرِبُ) فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید زمانہ بعید میں مارے گا۔

(لَمْ يَضْرِبْ) میں (لَمْ) حرف جازم (يَضْرِبُ) فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے نہیں مارا۔

(ضَرَبْتُ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم یا واحد مذکر حاضریا واحد مؤنث حاضر (تَا) ضمیر مرفوع متصل فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے مارا یا تجھ ایک مرد نے مارا۔ یا تجھ ایک مؤنث نے مارا۔

(ضَرَبْتُ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مؤنث غائب اُس میں (هِيَ) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْنَبٌ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زینب نے مارا۔

(اَضْرِبْ) اور (لَا تَضْرِبْ) کی ترکیب گذر گئی۔

تنبیہ ۱۶:

مہ ۳۱ میں (لَمْ يَضْرِبْ) کا ترجمہ کیا ہے (اُس نے ہرگز نہیں مارا)۔

یہ غلط ہے کیونکہ (لَمْ) تاکید نفی کے لئے نہیں آتا۔ صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم بیان کر آئے۔ یہ شرح علم کی خدمت ہے یا جہل کی اشاعت۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا
حال طفلان زبوں شدہ است

بدانکہ جملہ کلمات معرب بردو قسم است معرب و مثنیٰ۔ معرب آن است کہ
آخرش باختلاف عوامل مختلف شود چون زَیْدٌ درجاءِ نَبِیْ زَیْدٌ و رَأِیْتُ زَیْدًا و مَرَرْتُ
بِزَیْدٍ۔ جَاءَ عامل است و زَیْدٌ معرب است و ضمہ اعراب است و دال محل اعراب و مثنیٰ
آں است کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف نہ شود چون هُوَ لِأَنَّہُ کہ در حالتِ رفع و نصب
و جر یکساں است۔

جان لو کہ تمام کلمات عرب دو قسم پر ہیں معرب اور مبنی۔ معرب وہ کلمہ ہے جس کا آخر عوامل کے اختلاف سے مختلف ہو جیسے زَيْدٌ جَاءَ نِيْ زَيْدًا اور رَأَيْتُ زَيْدًا اور مَرَرْتُ بِرَيْدٍ میں۔ جَاءَ عامل ہے اور زید معرب ہے اور ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب۔ اور مبنی وہ کلمہ ہے جس کا آخر عوامل کے اختلاف سے مختلف نہ ہو جیسے هُوَ لَا يَكْفُرُ اور نصب اور جر (تینوں) حالت میں یکساں رہتا ہے۔

(جاء) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ (یا) ضمیر مفعول بہ (زید) فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس زید آیا۔

(رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم (تا) ضمیر مرفوع متصل
بارز فاعل (زَيْدًا) مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ
ہوا۔

ترجمہ: میں نے زید کو دیکھا۔

(مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم (تا) ضمیر مرفوع متصل
بارز۔ فاعل (با) حرف جار (زَيْدٍ) مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل
اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
تنبیہ ۱۸، ۱۷:

(جَاءَ نِيْ زَيْدٌ) میں واقع (جَاءَ) کو المصباح المنیر صفحہ ۳۲ میں فعل لازم
قرار دیا ہے اور (نِيْ) میں یہ توڑ جوڑ کی ہے کہ اصل میں (اَلْيَ) تھا (اَلْيَ) حرف
جار کو حذف کر کے (یا) کو (جَاءَ) فعل سے ملا دیا اور اُس سے پہلے (نون) لے
آئے۔ اس کو صحیح ترکیب بتایا ہے۔

اقول:

یہ غلط محض ہے کیونکہ (جَاءَ) متعدی اور لازم دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے۔
الفائد الشافیہ صفحہ ۱۸۵ میں (جَاءَ نِيْ زَيْدٌ زَيْدٌ) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (جَاءَ
نِيْ فِعْلٌ وَزَيْدٌ مَرْفُوعٌ عَامِلُهُ وَزَيْدٌ الثَّانِي مَرْفُوعٌ تَاكِيدٌ لَّفْظِيٌّ لِّزَيْدِنِ الْاَوَّلِ
اھ اور (اِمْلَاءُ مَا مَنَ بِهِ الرَّحْمَنُ) جلد اول صفحہ ۲۸ میں علامہ محبت الدین
ابو البقا عکمری متعدی ہونے کی تصریح بایں طور فرماتے ہیں

(وَجَاءَ كُمْ)۔ يَتَعَدَّى بِنَفْسِهِ وَبِحَرْفِ الْجَرِّ تَقُولُ جِئْتُهُ وَجِئْتُ إِلَيْهِ اھ
نظر بر آں مذکورہ (توڑ جوڑ) باطل ٹھہری۔ اور مہر منیر صفحہ ۳۲ میں اسی مقام

پر بیان کیا کہ (فعل کے اعراب، رفع، نصب اور سکون کہلاتے ہیں)۔

اقول:

یہ غلط ہے اولاً اس لئے کہ یہ دیوبندی بولی ہے نحو یوں کی بولی نہیں کیونکہ نحو یوں کی اصطلاح میں اس مقام پر فعل کے اعراب کو (جزم) کہتے ہیں سکون نہیں کہتے۔ چنانچہ اسی نحو میر میں فعل مضارع کے اعراب کے بیان میں آرہا ہے جو آپ کو یاد نہیں رہی اور شرح لکھنے کا شوق دامنگیر۔

ثانیاً اس لئے کہ اعراب کو (سکون) کہنے کی بناء پر لازم آتا ہے کہ فعل مضارع معرب کے سات صیغے یعنی چارثنیہ کے اور دو جمع مذکر غائب و حاضر کے اور ایک واحد مؤنث حاضر کا بر تقدیر دخول جازم ہمیشہ بغیر اعراب رہیں کہ اس صورت میں ان پر (سکون) نہیں آتا بلکہ ان کا اعراب (حذف نون) ہے اور پانچ صیغے یعنی واحد مذکر غائب و حاضر کے اور ایک واحد مؤنث غائب کا اور دو متکلم کے جبکہ معتل ہوں بغیر اعراب رہیں کیونکہ صورت مذکورہ میں ان کا اعراب بھی (حذف لام) ہوتا ہے نہ (سکون)۔ ہاں ان پانچ صیغوں پر سکون صرف اُس وقت آتا ہے جب کہ یہ صحیح ہوں تو اعراب کو مطلقاً سکون کہنا غلط ہوا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا
حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

بدانکہ جملہ حروف مبنی است و از افعال فعل ماضی و امر حاضر معروف و فعل مضارع بانونہائے جمع مؤنث و بانونہائے تاکید نیز مبنی است بدانکہ اسم غیر متمکن مبنی است و اما اسم متمکن معرب است بشرط آنکہ در ترکیب واقع شود و فعل مضارع معرب است بشرط آنکہ از نونہائے جمع مؤنث و نون تاکید خالی باشد در کلام عرب بیش

ازیں دو قسم معرب نیست باقی ہمہ مبنی است واسم غیر متمکن اسمیت کہ بامبنی اصل مشابہت دارد مبنی اصل سہ چیز است فعل ماضی و امر حاضر معروف و جملہ حروف واسم متمکن اسمیت کہ بامبنی اصل مشابہ نہ باشد۔

ترجمہ:

جان لو کہ تمام حروف مبنی ہیں اور افعال سے فعل ماضی اور امر حاضر معروف اور فعل مضارع بھی دونوں نون جمع مؤنث اور ہر دونوں تاکید کے ساتھ مبنی ہیں۔ جان لو کہ اسم غیر متمکن مبنی ہے البتہ اسم متمکن معرب ہے بشرطیکہ ترکیب میں واقع ہو اور فعل مضارع معرب ہے بشرطیکہ دونوں نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو۔ پس کلام عرب میں ان دو قسموں سے زیادہ معرب نہیں باقی سب مبنی ہیں اور اسم غیر متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھے اور مبنی اصل تین چیزیں ہیں فعل ماضی اور امر حاضر معروف اور کل حروف اور اسم متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔

مصنف علیہ الرحمۃ مبنی اور معرب کی تعریف کرنے کے بعد اس فصل میں اُن کو شمار فرماتے ہیں کہ فلاں فلاں کلمات مبنی ہیں اور فلاں فلاں معرب۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ حروف سب کے سب مبنی ہیں اور فعل میں یہ تفصیل کہ کتب نحو میں اس کی تین قسم قرار دی گئی ہیں۔

اول ماضی، دوم امر حاضر معروف، سوم مضارع اور امر غائب معروف اور امر مجہول مطلقاً اور نہی خواہ معروف ہو یا مجہول سب مضارع میں داخل ہیں کہ جو حکم مضارع کا وہی ان کا۔

ماضی اور امر حاضر معروف کا حکم یہ کہ مطلقاً مبنی ہیں اور مضارع میں یہ تفصیل ہے کہ بر مذہب جمہور جب نون جمع مؤنث غائب یا حاضر متصل ہو تو مبنی ہوتا ہے

اور جب نون تاکید متصل ہو تب بھی۔

ان دونوں صورتوں کے ماسوا میں معرب ہوتا ہے اور نون تاکید کا اتصال صرف پانچ صیغوں میں ہوتا ہے۔

واحد مذکر غائب۔

واحد مؤنث غائب۔

واحد مذکر حاضر۔

اور دو متکلم کے صیغوں میں۔

تو بوقت اتصال یہی مبنی ہوں گے باقی سات صیغوں میں اتصال نہیں ہوتا کہ ضمیر فاعل فاصل ہوتی ہے۔ لہذا وہ معرب رہیں گے۔ یہی حکم امر غائب معروف و مجہول اور نہی کا ہے کہ بروقت اتصال نون جمع مؤنث یا نون تاکید مبنی ہوتے ہیں ورنہ معرب۔ اور اسماء میں اسم غیر متمکن مبنی ہوتا ہے جس کی اقسام کتاب میں آرہی ہیں اور اسم متمکن جب کہ ترکیب میں واقع ہو یعنی عامل کے ساتھ پایا جائے تو معرب ہوتا ہے جیسے جَاءَ زَيْدٌ میں (زَيْدٌ) اسم متمکن معرب فاعل ہے کیونکہ اپنے عامل (جَاءَ) کے ساتھ پایا جا رہا ہے اور اگر عامل کے ساتھ نہ پایا جائے تو معرب نہیں ہوتا بلکہ مبنی ہوتا ہے جیسے زَيْدٌ، بَكْرٌ، خَالِدٌ۔

اسم غیر متمکن اُس اسم کو کہتے ہیں جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہ ہو اور اسم متمکن اُس اسم کو کہتے ہیں جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔

مبنی اصل تین ہیں اول حروف، دوم ماضی، سوم امر حاضر معروف۔

انہیں کے ساتھ مشابہت رکھنے کی بنا پر اسماء مبنی ہوتے ہیں جس کی تفصیل اگلی کتابوں میں آئے گی یہ مقام اس کے بیان کا نہیں۔

تنبیہ ۲۰، ۱۹:

مصنف علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا تھا کہ افعال سے تین فعل مبنی ہوتے ہیں۔ فعل ماضی، امر حاضر معروف اور فعل مضارع جب کہ اُس سے نون جمع مؤنث یا نون تاکید متصل ہو۔

المصباح المنیر صفحہ ۳۴ میں تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں (یعنی افعال میں سے فعل ماضی، فعل امر اور فعل نہی اور بعض صورتوں میں فعل مضارع بھی مبنی ہوتا ہے) اس تشریح میں مطلقاً فعل امر کو مبنی میں داخل کر دیا۔ خواہ امر حاضر معروف ہو یا امر غائب یا امر مجہول۔ اسی طرح فعل نہی کو بھی اور فعل مضارع سے فعل نہی کو علیحدہ ذکر کیا جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ فعل نہی فعل مضارع میں داخل نہیں۔

اور (مہر منیر صفحہ ۳۵) میں مبنیات کو شمار کرتے ہوئے تحریر کیا (اسم غیر متمکن۔ فعل ماضی۔ امر حاضر معروف۔ نہی حاضر معروف، فعل مضارع نون ہائے جمع مؤنث و تاکید کے وہ تمام حروف اور صاحب مفصل کے نزدیک جملہ مبنی ہوتے ہیں) انہوں نے فعل نہی میں (حاضر معروف) کی قید بڑھائی اور فعل نہی کو مضارع سے علیحدہ ذکر کیا۔

اقول:

یہ سب غلط ہے جو فن سے ناواقفیت پر مبنی اور کتاب نہ سمجھنے سے ناشی نظر برآں یہ تشریح نہیں بلکہ تھلیل ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا
حال طفلان زبوں شدہ است

بدانکہ اسم غیر متمکن ہشت قسم است اول مضمرات چوں اَنَا من مردوزن
وَضَرَبْتُ زدم من۔ وَاِیَّای خاص مرا۔ وَضَرَبَنِی بزد مرا۔ وَلِی
مرا این هفتاد ضمیر است۔ چهارده مرفوع متصل۔ ضَرَبْتُ ضَرَبْنَا ضَرَبْتَ
ضَرَبْتُمْ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُمْ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُمْ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُمْ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُمْ

ترجمہ: جان لو کہ اسم غیر متمکن آٹھ قسم پر ہے۔

پہلی قسم ضمیریں جیسے (اَنَا) بمنی (میں) مرد یا عورت اور (ضَرَبْتُ) بمعنی مارا میں نے اور (اِيَّايَ) بمعنی خاص مجھ کو اور (ضَرَبَنِي) بمعنی مارا مجھ کو اور (لِي) بمعنی میرے لئے۔

یہ ستر ضمیریں ہیں چودہ مرفوع متصل مارا میں نے، مارا ہم نے، مارا تو نے
مارا تم دو مذ کرنے، مارا تم سب مذ کرنے، مارا تجھ ایک مؤنث نے، مارا تم دو مؤنث
نے، مارا تم سب مؤنث نے، مارا اُس ایک مذ کرنے، مارا ان دو مذ کرنے، مارا ان
سب مذ کرنے، مارا اُس ایک مؤنث نے، مارا ان دو مؤنث نے مارا ان سب مؤنث
نے۔

ضمیر مرفوع متصل اُس ضمیر کو کہتے ہیں جو محل رفع میں واقع ہو اور اپنے عامل سے متصل ہو وہ دو قسم پر ہے (بارز) اور مستتر چنانچہ (ضَرْبْتُ) میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز ہے برائے واحد متکلم مبنی بر ضم (ضَرْبْنَا) میں (نَا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع متکلم یا متکلم مع الغیر مبنی بر سکون (ضَرْبْتُ) میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر فتح (ضَرْبُتُمَا) میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائےثنیہ مذکر حاضر مبنی بر ضم (مِیم) حرف عما مبنی بر فتح (ا) علامت ثثنیہ مبنی

برسکون (ضَرْبُتُمْ) میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مذکر حاضر مبنی برضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی برسکون (ضَرْبُتِ) میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد مؤنث حاضر مبنی برکسر (ضَرْبُتُمَا) میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مؤنث حاضر مبنی برضم (میم) حرف عدا مبنی برفتح (ا) علامت تثنیہ مبنی برسکون (ضَرْبُتُنَّ) میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مؤنث حاضر مبنی برضم (نون مشدد) علامت جمع مؤنث مبنی برفتح (ضَرْبَ) میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل مستتر برائے واحد مذکر غائب مبنی برفتح۔ راجع بسوئے غائب مثلاً زید۔

(ضَرْبَا) میں (ا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مذکر غائب مبنی برسکون، راجع بسوئے غائب مثلاً زیدان (ضَرْبُوَا) میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مذکر غائب مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زیدون۔

(ضَرْبَتْ) میں (ہی) ضمیر مرفوع متصل (مستتر برائے واحد مؤنث غائب مبنی بر راجع بسوئے غائب مثلاً زینب (تا) علامت تانیث مبنی برسکون۔

(ضَرْبَتَا) میں (ا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مؤنث غائب مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً ہندان۔ (تا) علامت تانیث مبنی برسکون۔ فتح موجودہ حرکت مناسبت۔ (ضَرْبُنْ) میں (نون) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مؤنث غائب مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً ہندات۔

اس تفصیل سے ظاہر ہوا کہ ماضی کے صرف دو صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل مستتر یعنی (پوشیدہ) ہوتی ہے باقی تمام صیغوں میں بارز یعنی (ظاہر)۔ رہا (مضارع تو اُس کے پانچ صیغوں میں یعنی واحد مذکر غائب میں (هُوَ) واحد مؤنث غائب میں (ن) اور واحد مذکر حاضر میں (أَنْتَ) جس میں (أَنْ) ضمیر (تا) علامت خطاب، اور واحد متکلم میں (أَنَا) اور جمع متکلم میں (نَحْنُ) ضمیر مستتر ہوتی ہے۔

باقی میں بارز اور امر حاضر معروف کے صرف ایک صیغہ میں واحد مذکر حاضر میں (أَنْتَ) مستتر ہوتی ہے جس میں (أَنْ) ضمیر ہے اور (تَا) علامت خطاب۔
باقی صیغوں میں بارز۔ اور وہ بارز ضمیریں یہ تثنیہ میں (الف) اور جمع مذکر میں (واو) اور جمع مؤنث میں (نون) اور واحد مؤنث حاضر میں (یا)۔

تنبیہ ۲۱ تا ۲۵:

(المصباح المنیر صفحہ ۳۶) میں ضمیر مرفوع متصل مستتر چار شمار کی ہیں:
(هُوَ يَاهِيَ. أَنْتَ يَا أَنْتَ. أَنَا. نَحْنُ)

اقول:

یہ حصر غلط ہے بلکہ چودہ ہیں (هُوَ ضَارِبٌ) میں (هُوَ) هَمَا ضَارِبَانِ میں (هُمَا) هُم ضَارِبُونَ میں (هُم) هِيَ ضَارِبَةٌ میں (هِيَ) هُمَا ضَارِبَتَانِ میں (هُمَا) هُنَّ ضَارِبَاتٌ میں (هُنَّ) أَنْتَ ضَارِبٌ میں (أَنْتَ) أَنْتُمَا ضَارِبَانِ میں (أَنْتُمَا) أَنْتُمْ ضَارِبُونَ میں (أَنْتُمْ) أَنْتِ ضَارِبَةٌ میں (أَنْتِ) أَنْتُمَا ضَارِبَتَانِ میں (أَنْتُمَا) أَنْتُنَّ ضَارِبَاتٌ میں (أَنْتُنَّ) أَنَا ضَارِبٌ میں (أَنَا) وَأَنَا نَحْنُ ضَارِبُونَ میں (نَحْنُ)۔

یہ تفصیل آئندہ مرفوع متصل ضمیریں صفات کے صیغوں میں مستتر ہیں۔ پھر ضمیر مرفوع متصل کی تشریح میں لکھتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ چودہ ضمیریں مرفوع متصل کی ہیں)۔

یہ ضمائر فاعل اور نائب فاعل، مبتدا، خبر واقع ہوتی ہے۔ پھر اس کے بعد لکھتے ہیں مثال مبتدا ہونے کی أَنْتُمْ مُؤْمِنُونَ میں أَنْتُمْ ضمیر مرفوع متصل بارز مبتدا ہے مثال خبر ہونے کی أَشَاهِدُ أَنْتَ یہاں أَنْتَ خبر ہے۔ مثال فاعل ہونے کی فَلَا اس میں ضمیر هُمَا فاعل ہے۔ مثال نائب فاعل ہونے کی نَصِرُوا اس میں ضمیر (هُم) نائب فاعل ہے (یہ سب خرافات ہے)۔ (أَنْتُمْ) اور (أَنْتَ) مذکور کو ضمیر متصل

کہنا خالص جہل ہے۔

اور قَالَ میں هُمَا ضمیر مستتر کو فاعل کہنا اور (نَصِرُوا) میں (هُمْ) ضمیر مستتر کو نائب فاعل کہنا جہل بالائے جہل ہے جو مبتدیوں پر بھی مخفی نہیں۔

اسی المصباح المنیر صفحہ ۳۶ میں تعریف ضمیر کرتے ہوئے جو فرماتے ہیں (ضمیر یا مضمروہ اسم کہلاتا ہے جو ایسے متکلم یا مخاطب یا غائب پر دلالت کرے جس کا تذکرہ اُس سے پہلے حقیقتاً یا حکماً آچکا ہو)۔

دیوبندی صاحبان کی ہٹی میں تسقیص داخل ہے اس لئے ان سے کسی چیز کی صحیح تعریف نہیں ہوتی۔ ضمیر غائب کا ماقبل میں تذکرہ یعنی مرجع ہوا کرتا ہے، نہ ضمیر متکلم اور مخاطب کا۔ پوری شرح اسی قسم کے اباطیل پر مشتمل ہے جس سے طلبہ گمراہ ہو رہے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

وچار دہ مرفوع منفصل (اور چودہ مرفوع منفصل)

أَنَا	نَحْنُ	أَنْتَ	أَنْتُمَا	أَنْتُمْ
میں	ہم	تو ایک مذکر	تم دو مذکر	تم سب مذکر
أَنْتِ	أَنْتُمَا	أَنْتُنَّ	هُوَ	هُمَا
تو ایک مؤنث	تم دو مؤنث	تم سب مؤنث	وہ ایک مذکر	وہ دو مذکر
هُمْ	هِيَ	هُمَا	هُنَّ	
وہ سب مذکر	وہ ایک مؤنث	وہ دو مؤنث	وہ سب مؤنث	

ضمیر مرفوع منفصل اس ضمیر کو کہتے ہیں جو محل رفع میں واقع ہو اور اپنے عامل

سے ملی نہ ہو یہ ضمیر مرفوع متصل کی طرح دو قسم پر نہیں (بارز) اور (مستتر) بلکہ یہ ہمیشہ بارز ہوتی ہے (اَنَا) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد متکلم مبنی بر فتح اُن کے نزدیک جو صرف (اَنْ) کو ضمیر قرار دیتے ہیں اور الف برائے اشباع۔ یا مبنی بر سکون ان کے نزدیک جو پورے کو ضمیر کہتے ہیں (نَحْنُ) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد متکلم معظم یا برائے متکلم مع الغیر مبنی بر ضم (اَنْتَ) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح (اَنْتُمَا) ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مذکر حاضر مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر ضم (مِیم) حرف عدا مبنی بر فتح (اَنْتُمْ) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (اَنْتُمْ) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مذکر حاضر مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر ضم (مِیم) حرف عدا مبنی بر سکون (اَنْتُمْ) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مؤنث حاضر مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر ضم (مِیم) حرف عدا مبنی بر فتح (اَنْتُمْ) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (اَنْتُمْ) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مؤنث حاضر مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر ضم (نون مشدود) علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح (هُوَ) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مذکر غائب مبنی بر فتح (هُمَا)

میں (ہَا) ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مذکر غائب مبنی بر ضم (مِیم) حرف عدا مبنی بر فتح (اَنْتُمْ) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (هُم) میں (ہَا) ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مذکر غائب مبنی بر ضم (مِیم) حرف عدا مبنی بر سکون (ہِی) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مؤنث غائب مبنی بر فتح (هُمَا) میں (ہَا) ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مؤنث غائب مبنی بر ضم (مِیم) حرف عدا مبنی بر فتح (اَنْتُمْ) علامت تثنیہ مبنی بر سکون (هُنَّ) میں (ہَا) ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مؤنث غائب مبنی بر ضم (نون مشدود) علامت

مؤنث مئی بر فتح۔

و چہار دہ منصوب متصل (اور چودہ منصوب متصل)

ضَرْبَيْنِي	ضَرْبَيْنَا
اس نے مارا مجھ کو	اس نے ہم کو مارا
ضَرْبَكَ	ضَرْبَكُمَا
اس نے مارا تجھ ایک مذکر کو	اس نے مارا تم دو مذکر کو
ضَرْبَكُمْ	ضَرْبَكِ
اس نے مارا تم سب مذکر کو	اس نے مارا تجھ ایک مؤنث کو
ضَرْبَكُمَا	ضَرْبَكُنَّ
اس نے مارا تم دو مؤنث کو	اس نے مارا تم سب مؤنث کو
ضَرْبَهُ	ضَرْبَهُمَا
اس نے مارا اُس ایک مذکر کو	اس نے مارا اُن دو مذکر کو
ضَرْبَهُمْ	ضَرْبَهَا
اس نے مارا اُن سب مذکر کو	اس نے مارا اُس ایک مؤنث کو
ضَرْبَهُمَا	ضَرْبَهُنَّ
اس نے مارا ان دو مؤنث کو	اس نے مارا اُن سب مؤنث کو

ضمیر منصوب متصل اُس ضمیر کو کہتے ہیں جو محل نصب میں واقع ہو اور اپنے

عامل سے متصل ہو۔

ترکیب:

(ضَرْبَيْنِي) میں (ضَرْبَ) فعل ماضی معروف مئی بر فتح۔ صیغہ

واحد مذکر غائب اُس میں ھُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) نون برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل برائے واحد متکلم مبنی بر سکون مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے مجھ کو مارا۔

(ضَرْبًا) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں ھُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (نَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے ہم کو مارا۔

(ضَرْبَكَ) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں ھُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (كَ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر فتح۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے تجھ کو مارا۔

(ضَرْبَكُمَا) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں ھُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (ك) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم (میم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت تشنیہ مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے تم دو مذکر کو مارا۔

(ضَرَبَكُم) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی برفتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (ک) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے تم سب کو مارا۔

(ضَرَبَكَ) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی برفتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (ک) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برکسر فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے تجھ ایک مؤنث کو مارا۔

(ضَرَبَكُمَا) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی برفتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (ک) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برنعم (میم) حرف عما مبنی برفتح (الف) علامت تشنیہ مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے تم دو مؤنث کو مارا۔

(ضَرَبَكُنَّ) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی برفتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (ک) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برضم (نون) مشدود علامت جمع مؤنث مبنی برفتح۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل

کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے تم سب کو مارا۔

(ضَرَبَہُ) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں ھُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (ہا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی برضم راجع بسوئے غائب مثلاً خالد۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے خالد کو مارا۔

(ضَرَبَهُمَا) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں ھُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (ہما) میں (ہا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی برضم راجع بسوئے غائب مثلاً عمرو بکر (میم) حرف عما مبنی برفتح۔ الف علامت تشنیعیہ بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے عمرو بکر کو مارا۔

(ضَرَبَهُمْ) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں ھُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (ہم) میں (ہا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی برضم راجع بسوئے غائب مثلاً عمرو، بکر، خالد۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے عمرو، بکر، خالد کو مارا۔

(ضَرَبَهَا) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی برفتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں ھُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے غائب

مثلاً (زَيْدٌ) (ہا) بتامہ ضمیر منصوب متصل یا صرف (ہ) اور (الف) برائے فرق بین المذکر والمؤنث علی اختلاف القولین مفعول بہ منصوب محلاً۔ بر تقدیر اول مبنی بر سکون۔ بر تقدیر ثانی مبنی بر فتح اور (الف) مبنی بر سکون۔ راجع بسوئے غائب مثلاً زینب۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے زینب کو مارا۔

(ضَرَبَهُمَا) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (هُمَا) میں (ہا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم۔ راجع بسوئے غائب مثلاً زینب و سلمیٰ (میم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے زینب اور سلمیٰ کو مارا۔

(ضَرَبَهُنَّ) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (هُنَّ) میں (ہا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم۔ راجع بسوئے غائب مثلاً زینب و سلمیٰ و حلیمہ (نون) مشدّد علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے زینب، سلمیٰ، حلیمہ کو مارا۔

و چہار دہ منصوب منفصل (اور چودہ منصوب منفصل)

اَيَّاكَ	اَيَّانَا	اَيَّايَ
خاص تجھ ایک مذکر کو	خاص ہم کو	خاص مجھ کو

إِيَّاكُمْ	إِيَّاكُمْ	إِيَّاكَ
خاص تم دو مذکر کو	خاص تم سب مذکر کو	خاص تجھ ایک مؤنث کو
إِيَّاكُمْ	إِيَّاكُمْ	إِيَّاَهُ
خاص تم دو مؤنث کو	خاص تم سب مؤنث کو	خاص اُس ایک مذکر کو
إِيَّاهُمَا	إِيَّاهُمَا	إِيَّاهَا
خاص ان دو مذکر کو	خاص اُن سب مذکر کو	خاص اُس ایک مؤنث کو
إِيَّاهُمَا	إِيَّاهُنَّ	
خاص اُن دو مؤنث کو	خاص ان سب مؤنث کو	

ضمیر منصوب منفصل اُس ضمیر کو کہتے ہیں جو محل نصب میں واقع ہو اور اپنے عامل سے متصل نہ ہو۔ (إِيَّايَ) میں (إِيَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد متکلم منی بر سکون (ی) علامت واحد متکلم منی بر فتح۔ (إِيَّانَا) میں (إِيَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد متکلم معظم برائے متکلم مع الغیر منی بر سکون (نَا) علامت واحد متکلم معظم یا متکلم مع الغیر منی بر سکون۔

(إِيَّاكَ) میں (إِيَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مذکر حاضر منی بر سکون (كَ) حرف خطاب برائے واحد مذکر حاضر منی بر فتح (إِيَّاكُمْ) میں (إِيَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مذکر حاضر منی بر سکون (ك) حرف خطاب منی بر ضم (مِیم) حرف عماد منی بر فتح (الف) علامت تثنیہ منی بر سکون (إِيَّاكُمْ) میں (إِيَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مذکر حاضر منی بر سکون (ك) حرف خطاب منی بر ضم (مِیم) علامت جمع مذکر منی بر سکون (إِيَّاكَ) میں (إِيَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مؤنث حاضر منی بر سکون۔ (كَ) حرف خطاب برائے واحد مؤنث حاضر منی بر کسر۔

(اِیَّا کُمَا) میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مؤنث حاضر مبنی بر سکون (ک) حرف خطاب مبنی بر ضم (مِیْم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔ (اِیَّا کُنَّ) میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مؤنث حاضر مبنی بر سکون (ک) حرف خطاب مبنی بر ضم (نون) مشدود علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح۔

(اِیَّاهُ) میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مذکر غائب مبنی بر سکون (ہا) علامت غیبت مبنی بر ضم۔ (اِیَّاهُمَا) میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مذکر غائب مبنی بر سکون (ہا) علامت غیبت مبنی بر ضم (مِیْم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔ (اِیَّاهُمْ) میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مذکر غائب مبنی بر سکون (ہا) علامت غیبت مبنی بر ضم (مِیْم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔ (اِیَّاهُمَا) میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مؤنث غائب مبنی بر سکون (ہا) تمامہ علامت غیبت تو مبنی بر سکون یا صرف (ہ) علامت غیبت تو مبنی بر فتح اور (الف) برائے فرق مذکور مبنی بر سکون۔ (اِیَّاهُمَا) میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مؤنث غائب مبنی بر سکون (ہا) علامت غیبت مبنی بر ضم (مِیْم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔ (اِیَّاهُنَّ) میں (اِیَّا) ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مؤنث غائب مبنی بر سکون (ہا) علامت غیبت مبنی بر ضم (نون) مشدود علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح۔

وچہارده مجرور متصل (اور چودہ مجرور متصل)

لِیْ	لَنَا	لَکَ
میرے لئے	ہمارے لئے	تجھ ایک مذکر کے لئے
لَکُمَا	لَکُم	لَکِ
تم دو مذکر کے لئے	تم سب مذکر کے لئے	تجھ ایک مؤنث کے لئے

لَکُمَا	لَکُنَّ	لَهُ
تم دو مؤنث کے لئے	تم سب مؤنث کے لئے	اُس ایک مذکر کے لئے
لَهُمَا	لَهُمْ	لَهَا
اُن دو مذکر کے لئے	اُن سب مذکر کے لئے	اُس ایک مؤنث کے لئے
لَهُمَا	لَهُنَّ	
اُن دو مؤنث کے لئے	اُن سب مؤنث کے لئے	

ضمیر مجرور متصل اُس ضمیر کو کہتے ہیں جو محل جریں واقع ہو اور اپنے عامل سے متصل ہو۔ (لَکُنَّ) حرف جار مبنی بر کسر (ی) ضمیر مجرور متصل برائے واحد متکلم مجرور محلاً مبنی بر سکون (لَکُمَا) میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (نَا) ضمیر مجرور متصل برائے واحد متکلم معظم یا متکلم مع الغیر مجرور محلاً مبنی بر سکون۔ (لَکَ) میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ک) ضمیر مجرور متصل برائے واحد مذکر حاضر مجرور محلاً مبنی بر فتح۔

(لَکُمَا) میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ک) ضمیر مجرور متصل برائے متثنیہ مذکر حاضر مجرور محلاً مبنی بر ضم (مِیم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت تشنیہ مبنی بر سکون۔

(لَکُمُ) میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ک) ضمیر مجرور متصل برائے جمع مذکر حاضر مجرور محلاً مبنی بر ضم۔

(مِیم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (لَکِ) میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ک) ضمیر مجرور متصل برائے واحد مؤنث حاضر مجرور محلاً مبنی بر کسر۔

(لَکُمَا) میں (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ک) ضمیر مجرور متصل برائے متثنیہ مؤنث حاضر مجرور محلاً مبنی بر ضم (مِیم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت تشنیہ مبنی

برسکون۔ (لَکُنَّ) میں (لام) حرف جار مبنی برفتح (ک) ضمیر مجرور متصل برائے جمع مؤنث حاضر مجرور محلا مبنی برضم (نون) مشدد علامت جمع مؤنث مبنی برفتح۔

(لَهُ) میں (لام) حرف جار مبنی برفتح (ها) ضمیر مجرور متصل برائے واحد مذکر غائب مجرور محلا مبنی برضم۔ (لَهُمَا) میں (لام) حرف جار مبنی برفتح (ها) ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مذکر غائب مجرور محلا مبنی برضم (میم) حرف عدا مبنی برفتح (الف) علامت تثنیہ مبنی برسکون۔

(لَهُمْ) میں (لام) حرف جار مبنی برفتح (ها) ضمیر مجرور متصل برائے جمع مذکر غائب مجرور محلا مبنی برضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی برسکون۔ (لَهَا) میں (لام) حرف جار مبنی برفتح (ها) بتامہ ضمیر مجرور متصل تو مبنی برسکون مجرور محلا یا صرف (ه) ضمیر مجرور متصل تو مبنی برفتح مجرور محلا برائے واحد مؤنث غائب (الف) برائے فرق مذکور مبنی برسکون۔ (لَهُمَا) میں (لام) حرف جار مبنی برفتح (ها) ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مؤنث غائب مجرور محلا مبنی برضم (میم) حرف عدا مبنی برفتح (الف) علامت تثنیہ مبنی برسکون۔ (لَهُنَّ) میں (لام) حرف جار مبنی برفتح (ها) ضمیر مجرور متصل برائے جمع مؤنث غائب مجرور محلا مبنی برضم (نون) مشدد علامت جمع مؤنث مبنی برفتح۔

مخفی نہ رہے کہ مذکورہ ضمیروں میں کوئی فتح پر مبنی ہوتی ہے اور کوئی کسر پر اور کوئی ضم پر اور کوئی سکون پر ہم نے ہر ایک کے ساتھ یہ بیان کر دیا ہے کہ یہ فلاں حرکت یا سکون پر مبنی ہے۔

تنبیہ ۲۶ تا ۲۹:

بحث ضمائر کے اختتام پر (المصباح الممیر صفحہ ۴۲) میں جلی حروف سے یہ حکم ارقام کر کے (ان تعریفات کو خوب زبانی یاد کر لو) ضمیر مرفوع متصل کی تعریف بایں طور فرماتے ہیں (مرفوع متصل وہ ضمیریں جو فعل سے ملی ہوئی آتی ہیں اور ہمیشہ

فاعل ہوا کرتی ہیں)

اقول:

سبحان اللہ! یہ لکھتے وقت پچھلایا نہیں رہا صفحہ ۳ پر لکھ آئے تھے کہ نائب فاعل بھی ہوا کرتی ہیں اور یہاں پر فاعل میں حصر کر دیا جو غلط محض ہے۔ اور فحو آئے (کر لیے اور نیم چڑھے) اُس غلط محض کو زبانی یاد کرنے کی تاکید بھی فرماتی ہیں۔ آہ

کس طرح اُس نگہ ناز سے جینا ہوگا
زہر دے اُس پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا
پھر مرفوع منفصل کی تعریف بایں الفاظ فرماتے ہیں (مرفوع منفصل وہ ضمیریں جو فعل سے علیحدہ آتی ہیں اور ترکیب میں مبتدایا خبر یا فاعل ہوتی ہیں)۔
یہ حصر بھی غلط ہے کیونکہ ضمیریں مرفوع منفصل نائب فاعل بھی ہوتی ہیں جیسے مَا ضَرَبَ إِلَّا أَنْتَ پھر ضمیر منصوب متصل کی تعریف بایں طور فرماتے ہیں (وہ ضمیریں جو فعل سے ملی ہوئی آئیں اور ترکیب میں مفعول بہ ہوں جیسے ضَرَبَ بَنِي زَيْدٍ یا ایسے حرفوں سے ملیں جو اسم کو نصب کرتے ہیں جیسے اِنِّیْ اِنَّا اِنَّكَ..... الخ یہ حصر بھی غلط ہے کہ ضمیر منصوب متصل خبر کان بھی واقع ہوتی ہے جیسے کُنْتُ کَمَا فِی هَمْعِ الْهُوَامِعِ جلد اول صفحہ ۶۳ اور خبر کان مفعول بہ نہیں۔ پھر ضمیر منصوب منفصل کی تعریف بایں طریق فرماتے ہیں (وہ ضمیریں جو فعل سے علیحدہ آئیں اور مفعول بہ ہوں) یہ حصر بھی غلط ہے کہ ضمیر منصوب خبر کان بھی ہوتی ہے جیسے کُنْتُ اِیَّاهُ کَمَا فِی الصَّفْحَةِ الْمَذْكُورَةِ مِنْ هَمْعٍ۔ اور خبر کان مفعول بہ نہیں۔

یہ کتاب شرح ہے یا باطیل کا مجموعہ۔ سچ ہے کہ

بہ ہی کتب وہمی ملّا ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

دوم اسمائے اشارات:

(دوسری قسم اسمائے اشارات)

ذَاوَدَانٍ وَذَيْنِ وَتَاوَتِي وَذِهِ وَذَيْنِ وَتَانِ وَتَيْنِ وَأُولَاءِ مَدَوُأُولِي
بقصر.

یہ ایک مذکر، یہ دو مذکر، یہ دو مذکر، یہ ایک مؤنث، یہ ایک مؤنث، یہ ایک مؤنث، یہ دو مؤنث، یہ دو مؤنث، یہ سب مذکر یا سب مؤنث، یہ سب مذکر یا سب مؤنث۔

اسم غیر متمکن کی دوسری قسم اسمائے اشارات ہیں۔ ان میں ہر ایک کی وضع امر مبصر کی طرف کسی عضو کے ذریعہ اشارہ کرنے کے لئے ہے اور مجازاً ان سے غیر مبصر کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ (ذَا) اسم اشارہ برائے واحد مذکر مثنیٰ بر سکون (ذَانِ) اسم اشارہ برائے تثنیہ مذکر مثنیٰ بر کسریہ حالت رفع میں آتا ہے۔ (ذَيْنِ) اسم اشارہ برائے تثنیہ مذکر مثنیٰ بر کسریہ حالت نصب و جر میں آتا ہے۔ (تَا) اسم اشارہ برائے واحد مؤنث مثنیٰ بر سکون۔ (تَيْنِ) اسم اشارہ برائے واحد مؤنث مثنیٰ بر سکون۔ (ذِهِ) اسم اشارہ برائے واحد مؤنث مثنیٰ بر سکون۔ (ذَيْنِ) اسم اشارہ برائے واحد مؤنث مثنیٰ بر سکون۔

(ذِهْنِ) اسم اشارہ برائے واحد مؤنث مثنیٰ بر سکون۔ (تِهْنِ) اسم اشارہ برائے واحد مؤنث مثنیٰ بر سکون۔ (تَانِ) اسم اشارہ برائے تثنیہ مؤنث بحالت رفع مثنیٰ بر کسریہ۔ (تَيْنِ) اسم اشارہ برائے تثنیہ مؤنث بحالت نصب و جر مثنیٰ بر کسریہ۔ (أُولَاءِ) اسم اشارہ برائے جمع مذکر و مؤنث مثنیٰ بر سکون۔ ان اسمائے اشارات کے اول میں کبھی حرف تنبیہ (ہا) لگاتے ہیں تاکہ مخاطب اُس مضمون سے خافل نہ رہے جس کو متکلم بیان کرتا ہے جیسے هَذَا، هَذَانِ، هَذَيْنِ، هَاتَا، هَاتَانِ، هَاتَيْنِ، هَؤُلَاءِ وغیرہ اور کبھی

اُن کے آخر میں حرف خطاب لگاتے ہیں جس سے بدوں لواحق یا مع لواحق مخاطب کا مذکر ہونا، مؤنث ہونا، واحد ہونا،ثنیہ ہونا، جمع ہونا معلوم ہوتا ہے جیسے:

ذَاكَ، ذَاكُمَا، ذَاكُم، ذَاكَ، ذَاكُمَا، ذَاكُنْ، تَاكَ
تَاكُمَا، تَاكُم، تَاكَ، تَاكُمَا، تَاكُنْ
ذَلِكَ، ذَلِكَمَا، ذَلِكَم، ذَلِكَ، ذَلِكَمَا، ذَلِكَنْ، تَانِكَ، تَانِكَمَا
تَانِكُم، تَانِيكَ، تَانِكَمَا، تَانِيكُنْ.
أُولَئِكَ، أُولَئِكُمَا، أُولَئِكُم، أُولَئِكَ، أُولَئِكَمَا، أُولَئِيكُنْ.

اسی طرح باقی میں، ان میں حرف خطاب صرف کاف ہے اور میم حرف عماد، ثنیہ کے صیغوں میں اور الف علامت ثنیہ اور میم ساکن علامت جمع مذکر اور نون مشدد علامت جمع مؤنث، کبھی حرف خطاب سے پہلے (لام) مکسور یا ساکن لایا جاتا ہے جس کو حرف جمعید کہتے ہیں یہ مشارالیه کے بعید ہونے پر دلالت کرتا ہے جیسے ذَلِكْ، ذَلِكُمَا، ذَلِكُم، ذَلِكْ ذَلِكُمَا ذَلِكُنْ، تَلِكْ۔

تنبیہ ۳۰، ۳۱:

(المصباح المنیر) اور (مہر منیر) دونوں میں اس لام مکسور کے متعلق یہ لکھا ہے کہ (اس سے مراد تنبیہ مقصود ہوا کرتی ہے) اور حرف خطاب (ک) کو ضمیر خطاب قرار دیا ہے۔

اقول:

یہ دونوں باتیں غلط ہیں حدلیۃ النحو اور کافیہ پڑھنے والا مبتدی بھی زبان پر نہیں لاسکتا اس لئے کہ حدلیۃ النحو میں فرمایا (وَيَتَّصِلُ بِأَوَاخِرِهَا حَرْفُ الْخِطَابِ) اور الفوائد الثانیہ میں عبارت کافیہ (وَقَدْ عَلِمَ بِذَلِكَ حَدُّ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهَا فِي واقع (ذَلِكْ) کی ترکیب کرتے ہوئے فرماتے ہیں (وَاللَّامُ

حَرْفُ تَبْعِيدٍ وَالْكَافُ حَرْفُ خِطَابٍ لَا مَحَلَّ لَهُمَا) اسی مقام پر المصباح
المیر نے چند فوائد ذکر کئے ہیں اُن میں سے یہ پہلا فائدہ تھا۔ ہم نے قلتِ وقت کے
باعث باقی فوائد پر کلام نہیں کیا۔ ان کو پہلے فائدہ پر قیاس کر لیا جائے۔

جب ان دونوں دیوبندی صاحبان کو نحو کی ابتدائی کتابوں کے مسائل
یا نہیں تو شارح بننے کا شوق کیوں چرایا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی مٹلا
حال طفلان زبوں شدہ است

سوم اسمائے موصولہ

الَّذِي. وَالَّذَانِ. وَالَّذِينَ. وَالَّتِي. وَالَّتَانِ. وَالَّتَيْنِ
وَاللَّهِ وَاللَّوَاتِي.

ایک مذکر، دو مذکر، دو مؤنث، بہت سے ذمی علم، ایک مؤنث، دو مؤنث، دو مؤنث،
بہت سی مؤنث، بہت سی مؤنث، غیر ذی عقل، مذکر و مؤنث۔

وَمَا وَمَنْ وَآيُ وَآيَةُ وَالْف لام بمعنى الَّذِي در اسم فاعل و اسم مفعول
چوں الضاربُ وَالْمَضْرُوبُ وَذُو بمعنى الَّذِي در لغت بنی طی نحو جاء نبي
ذُو ضَرْبِكَ بدانکہ آيُ وَايَةُ معرب است۔

اور الف لام بمعنى الَّذِي اسم فاعل اور اسم مفعول میں جیسے الضاربُ
اور الْمَضْرُوبُ اور ذُو بمعنى الَّذِي لغت بنی طی میں جیسے جاء نبي
جان لو کہ آيُ اور آيَةُ معرب ہیں۔

(الَّذِي) اسم موصول برائے واحد مذکر مثنیٰ بر سکون۔ (الَّذَانِ) اسم موصول
برائے تثنیہ مذکر (بحالت رفع) مثنیٰ بر کسر (الَّذَيْنِ) اسم موصول برائے تثنیہ
مذکر (بحالت نصب و جر) مثنیٰ بر کسر (الَّذَيْنِ) اسم موصول برائے جمع مذکر عاقل مثنیٰ

برفتح۔ (الَّتِي) اسم موصول برائے واحد مؤنث مبنی بر سکون۔ (الَّتَانِ) اسم موصول برائے تثنیہ مؤنث (بحالت رفع) مبنی بر کسر۔ (الَّتَيْنِ) اسم موصول برائے تثنیہ مؤنث (بحالت نصب وجر) مبنی بر کسر۔ (الَّتَيْنِ) اسم موصول برائے جمع مؤنث مبنی بر سکون۔ (الَّلَوَاتِي) اسم موصول برائے جمع مؤنث مبنی بر سکون۔ (مَا) اسم موصول برائے غیر ذی عقل غالباً مبنی بر سکون۔ (مَنْ) اسم موصول برائے ذی عقل مبنی بر سکون۔ یہ دونوں واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث سب کے لئے آتے ہیں (آئی) اسم موصول برائے مذکر مؤنث۔ (آیۃ) اسم موصول برائے مؤنث۔ یہ دونوں بھی واحد، تثنیہ، جمع، تینوں کے لئے آتے ہیں نیز (آی) مذکر مؤنث دونوں کے لئے اور (آیۃ) صرف مؤنث کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ رضی میں ہے (وَإِذَا أُرِيدَ بِهِ الْمُؤْنُثُ جَازَ الْحَاقُّ التَّاءَ بِهِ مَوْضُوعًا كَانَ أَوْ اسْتَفْهَامًا أَوْ غَيْرَهُمَا لَقِيَتْ أَيُّهُنَّ لَقِيَتْ وَآيَتُهُنَّ لَقِيَتْ (اھ) لیکن اس ترکیب میں معرب ہیں کیونکہ جب صلہ جملہ فعلیہ ہو تو بالا جماع معرب ہوتے ہیں کما فی حاشیۃ الصبان جلد اول صفحہ ۱۳۷۔

سوال: جب (آی) اور (آیۃ) معرب ہیں تو ان کو مبیات میں کیوں بیان کیا؟

جواب: ایک صورت میں مبنی ہوتے ہیں اور تین صورتوں میں معرب۔ اُس ایک صورت کے پیش نظر مبیات میں ذکر کیا اور تین کے پیش نظر تصریح کر دی کہ معرب ہیں وہ ایک صورت یہ ہے کہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ مذکور اور صدر صلہ محذوف ہے (أَضْرَبَ أَيُّهُمْ فَائِمًا) اس میں (فَائِمًا) سے پہلے صدر صلہ (هُوَ) محذوف ہے۔ ترکیب یوں کی جائے گی۔ (أَضْرَبَ) فعل امر حاضر معروف۔ مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں اَنْتَ پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلّ مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (آئی) اسم موصول مبنی بر ضم منصوب محلّ مضاف (ہم) میں (ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلّ مبنی بر ضم راجع

بسوئے غالب مثلاً زید و عمرو و خالد۔

(میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (هُوَ) ضمیر مرفوع منفصل محذوف مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم (قَائِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ (آئی) اسم موصول اپنے مضاف الیہ اور صلہ سے مل کر مفعول بہ۔ (اضْرِبْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اور معرب ہونے کی تین صورتیں یہ ہیں۔

اول: یہ کہ (آئی) مضاف ہو اور صدر صلہ مذکور جیسے اضْرِبْ اَيْتُهُمْ هُوَ قَائِمٌ اس کی ترکیب حسب سابق ہوگی صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں (آئی) مبنی نہیں۔

دوم: یہ کہ (آئی) مضاف نہ ہو اور صدر صلہ مذکور جیسے اضْرِبْ اَيَّا هُوَ قَائِمٌ۔

سوم: یہ کہ (آئی) نہ مضاف ہو نہ صدر صلہ مذکور جیسے اضْرِبْ اَيَّا قَائِمٌ اس کی ترکیب یوں کریں گے (اضْرِبْ) بترکیب معلوم (اَيَّا) اسم موصول مضاف تنوین عوض مضاف الیہ اور (هُوَ) ضمیر مرفوع منفصل محذوف مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ (اَيَّا) اسم موصول اپنے عوض مضاف الیہ اور صلہ سے مل کر مفعول بہ باقی معلوم۔ اور دوم کی یوں کہ (اَيَّا) اسم موصول اپنے عوض مضاف الیہ اور صلہ سے مل کر مفعول بہ۔ باقی معلوم۔

الف لام بمعنی (الَّذِي) اسم فاعل اور اسم مفعول پر ہوتا ہے جیسے الضَّارِبُ بمعنی الَّذِي ضَرَبَ يَا الَّذِي يَضْرِبُ الْآنَ يَا الَّذِي يَضْرِبُ غَدًا مثلاً اور (الْمَضْرُوبُ) بمعنی الَّذِي ضَرَبَ يَا الَّذِي يَضْرِبُ الْآنَ يَا الَّذِي يَضْرِبُ غَدًا مثلاً اسم فاعل اور اسم مفعول کا صیغہ واحد مذکر کا ہے تو الف لام

بمعنی (الَّذِي) اور واحد مؤنث کا ہے تو بمعنی (الَّتِي) ہوگا اور تثنیہ مذکر میں بمعنی (الَّذَانِ) یا (الَّذَيْنِ) اور مؤنث میں بمعنی (الَّتَانِ) یا (الَّتَيْنِ) اور جمع مذکر میں مفعول بمعنی فعل ماضی یا حال یا استقبال ہوتے ہیں اور (ذُو) بمعنی (الَّذِي) یعنی بمعنی اسم موصول قبیلہ بنی طے کی لغت میں آیا ہے جَاءَ نِي ذُو ضَرْبِكَ۔

ترکیب:

(جَاءَ نِي) ترکیب معلوم (ذُو) اسم موصول مبنی بر سکون (ضَرْبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موصول (كَاف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر فتح (ضَرْبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل۔ مرفوع محلاً (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس وہ آیا جس نے تجھ کو مارا۔

قبیلہ بنی طے کے (اکثر و بیشتر استعمال میں یہ (ذُو) واحد، تثنیہ، جمع و مؤنث سب کے لئے آتا ہے جیسے جَاءَ نِي ذُو ضَرْبِكَ اور جَاءَ نِي ذُو ضَرْبُوكَ اور جَاءَ نِي ذُو ضَرْبَتِكَ جَاءَ نِي ذُو ضَرْبَتَاكَ جَاءَ نِي ذُو ضَرْبَتِكِ اور تینوں حالت رفع، نصب، جر میں (ذُو) ہی رہتا ہے کہ مبنی ہے۔

اور کبھی (ذُو) کو صرف واحد، ثنی، مجموعہ مذکر کے لئے استعمال کرتے ہیں اور واحد تثنیہ، جمع مؤنث کے لئے لفظ (ذات) مضموم اور کبھی اس (ذُو) کو اُس (ذُو) کی طرح معرب استعمال کرتے ہیں جو اسمائے ستہ مکمرہ میں آنے والا ہے جس کے معنی ہیں (صاحب) جیسے:

ذُو مَالٍ بمعنی صَاحِبُ مَالٍ یعنی واحد مذکر کے لئے (ذُو) اور تثنیہ کے (ذَوَانِ) اور جمع کے لئے (ذَوُونِ) اور اذواء اور واحد مؤنث کے لئے (ذَاتِ) اور تثنیہ مؤنث کے لئے (ذَوَاتَانِ) اور جمع کے لئے (ذَوَاتِ) اور حالت رفع میں (ذُو) اور بحالت نصب میں ذَا اور بحالت جر (ذِی)۔

تنبیہ ۳۲ تا ۳۵:

المصباح المنیر اور مہر منیر دونوں میں کہ (الضَّارِبُ) الَّذِیْ هُوَ ضَارِبٌ یَا الَّذِیْ ضَرَبَ کے معنی میں ہے اور الْمَضْرُوبُ الَّذِیْ هُوَ مَضْرُوبٌ یَا الَّذِیْ ضَرَبَ کے معنی میں ہے۔

اقول: *

دونوں میں اول تقدیر غلط ہے کہ (الضَّارِبُ) میں الف لام بمعنی (الَّذِیْ) ہے اور (ضَارِبٌ) بمعنی فعل ماضی یا حال یا استقبال۔ کَمَا مَرَّ۔ اسی طرح (الْمَضْرُوبُ) میں پھر یہ (هُوَ) کہاں سے ٹھونس دیا۔ یہ اپنی طرف سے ٹھونس ٹھانس مسائل سے ناواقف ہونے پر مبنی ہے۔ نیز المصباح المنیر میں ہے کہ ای وایۃ تنہا اسم موصول نہیں بنتے بلکہ ان کا مضاف الیہ ضمیر جمع مذکر غائب نہیں ہوتا۔ صرف (ای) کا ہوتا ہے اور (ایۃ) کا ضمیر جمع مؤنث غائب (هُنَّ)۔ نیز اسی میں ہے کہ (اَیُّ) ندا اور جواب ندا کے درمیان برائے فصل آتا ہے جیسے (یَا اَیُّهَا الرَّجُلُ) یہ بھی غلط بلکہ اغلط ہے۔ جواب ندا کے معنی سمجھے نہیں اور شرح لکھنے بیٹھ گئے۔ اس میں (اَیُّ) حرف ندا (یا) اور (الرَّجُلُ) کے درمیان فاصل ہے اور (الرَّجُلُ) جواب ندا نہیں۔ بلکہ منادی معرف بلام ہے جواب ندا تو جملہ ہوتا ہے اور (الرَّجُلُ) جملہ نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ بہ ہی مکتب وہی ملّا ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

چہارم اسمائے افعال و آں بردو قسم است اول بمعنی امر حاضر چوں رُوَیْدَ و بَلَّهَ و حَيْهَلْ و هَلْمْ دوم بمعنی فعل ماضی چوں هَيَّهَاتْ و شَتَّانْ۔

چوتھی قسم اسمائے افعال اور یہ دو قسم پر ہیں اول بمعنی امر حاضر معروف جیسے رُوَیْدَ و بَلَّهَ و حَيْهَلْ و هَلْمْ دوم بمعنی فعل ماضی جیسے هَيَّهَاتْ و شَتَّانْ۔

(رُوَیْدَ) بمعنی (اَمْهَلْ) امر حاضر معروف متعدی ہے جیسے رُوَیْدَ زَيْدًا زید کو ضرور مہلت دو۔

ترکیب:

(رُوَیْدَ) اسم فعل مبنی بر فتح۔ مبتدا مرفوع محلاً اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر۔ مرفوع محلاً مبنی بر سکون تا علامت خطاب مبنی بر فتح۔ (زَيْدًا) مفعول بہ (رُوَیْدَ) اسم فعل مبتدا اپنے مفعول بہ اور قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ اور (بَلَّهَ) بمعنی (دَعْ) امر حاضر معروف یہ بھی متعدی ہے جیسے بَلَّهَ زَيْدًا۔ زید کو ضرور چھوڑ دو۔ اس کی ترکیب بھی اسی طرح ہوگی۔

حَيْهَلْ بمعنی (اَيْتِ) امر حاضر معروف یہ بھی متعدی ہے جیسے حَيْهَلْ الصَّلٰوةَ نماز کے لئے آؤ جس کی ترکیب بھی حسب سابق۔

هَلْمْ بمعنی (اَحْضِرْ) امر حاضر معروف یہ بھی متعدی ہے جیسے هَلْمْ شُهَدَاءَ کُمْ) اپنے گواہوں کو حاضر کرو۔ واحد، ثثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث سب کے لئے براستعمال اَفْصَحْ (هَلْمْ) ہی آتا ہے۔

اسی طرح مذکورہ اسمائے افعال۔ یہاں پر بقرینہ (شُهَدَاءَ کُمْ) جمع مذکر کے لئے ہے نظر بر آں (هَلْمْ) میں اَنْتُمْ پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون قائم مقام خبر (تا) علامت خطاب مبنی بر ضم (میم) علامت

جمع مذکر مبنی بر سکون اور (هَيْهَاتَ) بمعنی (بَعْدَ) فعل ماضی معروف لازم ہے جیسے
هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيدِ۔ بلا شک دور ہو گیا عید کا دن

(هَيْهَاتَ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح (يَوْمُ) مضاف (الْعِيدِ) مضاف
الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل قائم مقام خبر (هَيْهَاتَ) اسم فعل
مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(شَتَانٌ) بمعنی (افْتَرَقَ) فعل ماضی معروف لازم ہے اور کم از کم دو فاعل
کا مقتضی کہ افتراق دو سے کم میں متحقق نہیں ہوتا۔ جیسے شَتَانٌ زَيْدٌ وَعَمْرُو۔ بیشک
زید و عمرو جدا ہو گئے۔ ترکیب حسب سابق اور کبھی (شَتَانٌ) بمعنی (بَعْدَ) آتا ہے جیسے
شَتَانٌ مَا بَيْنَهُمَا۔ اس میں (مَا) سے مراد (بُون) بمعنی (دوری) نظر بر آں معنی یہ
ہوئے کہ بیشک اُن دونوں میں دوری ہو گئی۔

مخفی نہ رہے کہ تمام اسمائے افعال بمعنی امر ہوں یا بمعنی ماضی، معنی تاکید پر مشتمل
ہوتے ہیں۔ اسی واسطے ہم نے ہر ایک کے ترجمے میں تاکید کا لحاظ رکھا ہے۔

تنبیہ ۳۶:

المصباح المنیر اور مہر منیر میں قدرے اختلاف لفظی کے ساتھ ہے اور بہت
سے اسمائے افعال ہیں جو امر حاضر کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً تَعَالُ کہ
اِئْتِ (تو آ کے معنی میں ہے۔)

اقول:

یہ غلط ہے کہ (تَعَالُ) اسم فعل نہیں بلکہ یہ باب تفاعل سے امر حاضر معروف
کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ جس کو بمعنی (اِئْتِ) استعمال کرتے ہیں۔

یہ اصل میں (تَعَالَى) تھا بروزن (تَقَابُلُ) بوجہ وقف اس کا ضمہ گر کر لام
ساکن ہو گیا اور اس کی (یا) گری تو (تَعَالُ) رہ گیا۔ حالت وقف میں (تَعَالُ) بسکون

لام کہتے ہیں۔ غلط بیانی دیوبندی صاحبان کے یہاں گابرا عن گابرا چلی آرہی ہے۔

عقائد کے بیان میں غلط بیانی کرتے رہے۔ اب لغت عرب وغیرہ میں غلط بیانی شروع کر دی۔

اور دونوں صاحبوں کی اُردوئے معلّٰی ملاحظہ ہو کہ فرماتے ہیں (امر حاضر کے معنوں میں) ایسی زبان پر دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علماء دیوبند سے اردو سیکھی۔ لکھنؤ کی نکسالی زبان چھوڑ کر سیکھنے کے لئے دیوبند کی اردو رہ گئی تھی جہاں روٹی کو (رُٹّی) اور گاڑی کو (گڈّی) بولتے ہیں۔ تف بدیں مذہب ناپاک و بریں گندہ خیال۔

ارے بے ادب! وہ تو اس سیکھنے سے پاک تھے۔ اُن کو تو سب کچھ اللہ عزوجل نے ہی سکھایا۔

تعلیم جبریل امیں تھی برائے نام
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے پڑھے ہوئے
ان دیوبندی شروع کو دیکھ کر طلبہ کے علم میں ترقی ہوگی یا جہل میں۔ سچ ہے کہ
بہ ہمی مکتب و ہمی مِلّا
حال طفلان زبوں شدہ است
پنجم اسمائے اصوات چوں اُخ اُخ و اُف و بَخ و نَخ و غاق۔
پانچویں قسم اسمائے اصوات جیسے اُخ اُخ اور اُف اور بَخ اور نَخ
اور غاق۔

اسم صوت وہ لفظ ہے جو کسی امر عارض کے وقت انسان کی زبان سے طبعی طور پر صادر ہو جیسے بروقت شدید کھانسی (اُخ اُخ)۔

اور بروقت تکلیف و کراہت (اُف) اور بروقت خوشی (بُخ) اور (بُخ بُخ) بھی بروقت مبالغہ بولتے ہیں یا وہ لفظ جس سے کسی حیوان کو آواز دی جائے جیسے اونٹ کو بٹھانے کے لئے:

(نُخ) یا (نُخ) یا (نُخ) یا وہ لفظ جو کسی آواز کی حکایت ہو جیسے (غَاق) آواز زاغ کی حکایت ہے۔

مخفی نہ رہے کہ (اُف) اسم فعل بھی ہے۔

اس تقدیر پر بمعنی (اَتَضَجَّرُ) یا (اَتَكْرَهُ) ہوتا ہے جو بمعنی (تَضَجَّرُ) اور (تَكْرَهُتُ) ہیں تاکہ اسم فعل امر حاضر معروف اور ماضی معروف میں منحصر رہے۔ آیت کریمہ (فَلَا تَقْلُ لَهُمَا أَفُ) میں دونوں ہو سکتا ہے اسی واسطے مفسرین دونوں کے ساتھ تفسیر فرماتے ہیں۔ بہر دو تقدیر حاصل معنی یہ کہ ماں باپ کے ساتھ انتہائی ادب ضروری ہے حتیٰ کہ ایسا کلمہ بھی زبان پر نہ لایا جائے جس سے معلوم ہو کہ اُن کی جانب سے تمہارے دل میں گرانی ہے۔

تنبیہ ۳۷:

المصباح المنیر اور مہر منیر میں اسمائے اصوات کی تعریف بایں الفاظ بیان فرمائی ہے کہ (اصطلاح میں ان اسموں کو اصوات کہتے ہیں جو کسی کی آواز نقل کرنے کے لئے یا کسی جانور وغیرہ کو پکارنے کے لئے استعمال کئے جائیں)۔

اقول:

یہ تعریف ناقص ہے کہ (اُخ اُخ) اور (اُف) اور (بُخ) پر صادق نہیں۔ کیونکہ یہ تینوں نہ تو کسی آواز کی نقل ہیں نہ کسی جانور وغیرہ کو پکارنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ نیز (جانور وغیرہ) میں (وغیرہ) کیا چیز ہے اور اس (وغیرہ) کو پکارنے کے لئے کون سا اسم استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ دیوبندی اضافہ ہے جس کا لغت عرب

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا

ششم اسمائے ظروف، ظروف زمان چون اِذَا وَاَمَتٰی وَكَيْفَ وَاَيَانَ
وَأَمْسٍ وَمُذُوْمُنْدَوْقَطٌ وَعَوَضٌ وَقَبْلُ وَبَعْدُ وقتیکہ مضاف باشد ومضاف الیه
محذوف منوی باشد وظروف مکان چون حَيْثُ وَقُدَّامُ وَتَحْتُ وَفَوْقُ وقتیکہ
مضاف باشد ومضاف الیه محذوف منوی باشد۔

چھٹی قسم اسمائے ظروف، ظرف زمان جیسے اِذَا اور اِذَا اور مَتٰی اور کَيْفَ اور اَيَّانَ اور اَمْسٍ اور مُنْذُ اور مُنْذُ اور قَطُّ اور عَوْضُ اور قَبْلُ اور بَعْدُ جب کہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ محذوف منوی ہو اور ظروف مکان جیسے حَيْثُ اور قَدْ اَمُّ اور تَحْتَ اور فَوْقُ جس وقت مضاف ہوں اور مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔

اسم ظرف دو قسم پر ہے اول وہ جو کسی خاص فعل کے زمان یا مکان پر دلالت کرے یہ (مَفْعَلُ) یا (مَفْعِلُ) کے وزن پر آتا ہے جیسے مَضْرِبُ اس کے معنی ہیں مارنے کا وقت یا مارنے کی جگہ۔ یہ مبنی نہیں۔

دوم وہ جو کسی خاص فعل کے زمان یا مکان پر دلالت نہ کرے بلکہ ان کی دلالت مطلقاً زمانہ یا مکان پر ہوتی ہے۔ یہاں پر ایسے ہی اسمائے ظروف کا بیان مقصود ہے جو مبنی ہوتے ہیں۔ یہ دو قسم پر ہیں۔

اول ظروف زمان جیسے (اِذَا) اسم زمان مبنی بر سکون برائے زمانہ ماضی جیسے
قَدِمَ زَيْدٌ اِذْ عَمَرُوْا نَائِمٌ زید سفر سے واپس آیا جب کہ عمر و سوراہا تھا اور (اِذَا) اسم زمان
مبنی بر سکون برائے زمانہ مستقبل جیسے اَتِيْكَ اِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ میں تمہارے
پاس آؤں گا جب کہ آفتاب طلوع ہوگا اور (مَتَى) اسم زمان مبنی بر سکون برائے

استفہام جیسے مَتٰی صَلَّیْتَ - تم نے کب نماز پڑھی اور مَتٰی تُصَلِّیْ تم کب نماز پڑھو گے۔

اور (کَیْفَ) اسم ظرف (مجازِ اپنی برفتح حالت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے کَیْفَ یَقُومُ زَیْدٌ کیسے کھڑا ہوتا ہے زید یعنی سہارے سے یا بغیر سہارے۔ اس ترکیب میں بنا بر حال منصوب محلا ہوتا ہے اور کَیْفَ زَیْدٌ کیسے ہے یعنی تندرست ہے یا بیمار۔ اس ترکیب میں بنا بر خبریت مرفوع محلا ہوتا ہے اور (اَیَّانَ) اسم ظرف برائے زمانہ مستقبل مبنی بر فتح جیسے اَیَّانَ یَوْمُ الدِّینِ۔ جزا کا دن کب ہوگا اور (اَمْسِ) اسم ظرف بمعنی کل گذشتہ مبنی بر کسر۔ اور (مُنْذُ) اور (مُنْذُ) دونوں اسم ظرف ہیں۔

اسم مبنی بر سکون۔ دوم مبنی بر ضم۔

دونوں کبھی فعل متقدم کی اول مدت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں جیسے مَآرَ اَیَّتُهُ مُذِیَا مُنْذِیَوْمِ الْجُمُعَةِ میں نے اُس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا یعنی اُس کو نہ دیکھنے کی اول مدت یوم جمعہ ہے۔ اور کبھی جمع مدت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں جیسے مَآرَ اَیَّتُهُ مُذِیَا مُنْذِیَوْمَانِ میں اُس کو دو دن سے نہیں دیکھا۔ یعنی نہ دیکھنے کی کل مدت دو دن ہے اور (قَطُّ) اسم ظرف مبنی بر ضم۔ فعل ماضی منفی کے لئے آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لئے کہ فعل ماضی گذشتہ تمام زمانوں میں منفی ہے جیسے مَآرَ اَیَّتُهُ قَطُّ میں نے اُس کو کبھی نہیں دیکھا اور (عَوْضُ) اسم ظرف ہے فعل مستقبل منفی کے لئے آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لئے کہ فعل تمام آنے والے ازمہ میں منفی ہے جیسے لَا اَرَاهُ عَوْضُ میں اُس کو کبھی نہ دیکھوں گا اور (قَبْلُ) اور بَعْدُ اسم ظرف ہیں یہ دونوں اور (عَوْضُ) اُس وقت مبنی بر ضم ہوتے ہیں جب کہ ان کا مضاف الیہ عبارت سے حذف کر دیا جائے اور اس کے معنی مراد ہوں۔

دوم ظروف مکان (حَيْثُ) اسم ظرف برائے مکان مثنیٰ برضم جیسے اَصْلَى حَيْثُ صَلَّيْتُ میں نماز پڑھتا ہوں جہاں تم نے نماز پڑھی تھی۔ اور (قَدْ اُمُّ) اسم ظرف برائے مکان بمعنی (پیش) اور (تَحْتَ) اسم ظرف برائے مکان بمعنی زیر اور (فَوْقُ) اسم ظرف برائے مکان بمعنی بالا۔ یہ چاروں اُس وقت مثنیٰ برضم ہوتے ہیں جب کہ ان کا مضاف الیہ حذف کر دیا جائے اور اُس کے معنی مراد ہوں جیسے بروقت قرینہ هَذَا قَدْ اُمُّعْنِ (قَدْ اُمُّكَ) یہ تمہارے سامنے ہے اور هَذَا اَتَحْتَ لِعْنِ (تَحْتُكَ) یہ تمہارے نیچے ہے اور هَذَا اَفَوْقُ لِعْنِ (فَوْقُكَ) یہ تمہارے اوپر ہے۔

مخفی نہ رہے کہ (حَيْثُ) مثال مذکورہ میں مثنیٰ برضم ہے اور اُس کا مضاف الیہ حقیقۃً عبارت میں مذکور نہیں کہ وہ مصدر ہے جس کو جملہ مابعد متضمن ہوتا ہے اور وہ عبارت میں مذکور نہیں لیکن اُس کے معنی مراد ہیں۔

تنبیہ ۳۸ تا ۴۶:

المصباح المنیر میں ہے کہ ظرف زمان کی دو قسم ہیں۔
اول ظرف زمان جو معین زمانہ پر دلالت کرتے ہیں جیسے
يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقْتُ الظُّهْرِ السَّاعَةُ الْيَوْمَ وغیرہ یہ بے شمار ہیں اور یہ
سب کے سب معرب ہیں۔ ان کو نحو میر میں بیان نہیں کیا گیا۔

اقول:

یہ دونوں باتیں غلط ہیں کیونکہ (اُمُّس) معین زمانہ پر دلالت کرتا ہے اور معرب نہیں بلکہ مثنیٰ ہے اور نحو میر میں مذکور بھی ہے پھر فرمایا:

دوم وہ ظرف زمان ہیں جو مبہم زمانے کو بتاتے ہیں ان میں کوئی تعین نہیں ہے اور یہ سب کے سب مثنیٰ ہوتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے، وقت زمان، جین یہ

سب کے سب مبہم زمانے پر دلالت کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں کوئی بھی مبنی نہیں پھر فرمایا (اس طرح مساء بمعنی شام بھی اسم ظرف مبنی ہے) یہ بھی غلط ہے کہ (مساء مبنی نہیں بلکہ معرب ہے کما فی الرضی جلد دوم صفحہ ۷۱)۔

پھر المصباح المنیر میں فرمایا کہ (عَوَضُ) اسم ظرف بمعنی (ہرگز) یہ فعل مضارع کے بعد استعمال ہوتا ہے اور یہ زمانہ مستقبل میں نفی استغراق کا فائدہ دیتا ہے۔

اور مہر منیر میں ہے کہ عوض عین کے فتح اور ضاد معجمہ کے ضمہ کے ساتھ بمعنی (کبھی) ہرگز دونوں صاحبان کا (عَوَضُ) کو بمعنی (ہرگز) قرار دینا غلط ہے کیونکہ لفظ (ہرگز) تاکید نفی کے لئے آتا ہے اور (عَوَضُ) میں تاکید نہیں۔

پھر اول صاحب کا یہ فرمانا بھی غلط ہے کہ (نفی استغراق کا فائدہ دیتا ہے) بلکہ یوں کہنا تھا کہ (استغراق نفی کا فائدہ دیتا ہے)۔

پھر اول صاحب نے فرمایا کہ (دوسرے وہ ظروف مکان جوابہام کے ساتھ مکان پر دلالت کرتے ہیں وہ سب کے سب مبنی ہوتے ہیں یہ حکم فی نفسہ بھی غلط ہے کہ لفظ مکان بھی ظرف مکان ہے اور ابہام کے ساتھ مکان پر دال۔ پھر بھی مبنی نہیں۔ قرآن کریم میں ہے وَرَفَعْنَاهُ مَكَانَ عَلِيًّا۔ اور یہ حکم علی الاطلاق بھی غلط کہ (فوق) اور (تحت) اور (قدام) کا مضاف الیہ اگر مذکور ہو تو مبنی نہیں ہوتے بلکہ معرب ہوتے ہیں یہ بات تو اسی نحو میر کے ارشاد (وقتیکہ..... الخ) سے مستفاد ہوتی ہے جس کی شرح فرما رہے ہیں لیکن استفادہ کے لئے جو ہر لطیف درکار اور اس کا یہاں پر فقدان بسیار۔

نیز مہر منیر میں (کیف) کے متعلق فرمایا کہ شیخ رضی نے لکھا ہے کہ ”اخصش کے مذہب پر کیف ظرف ہے۔“ (کیونکہ ان کے نزدیک یہ استفہام کے

ساتھ (علی) کے معنی کو متضمن ہے، اگر یہ نشان زدہ عبارت شیخ رضی کے مقولہ میں داخل ہے تو یہ شیخ رضی پر افتراء ہوا کہ انہوں نے یہ نہیں لکھا ہے۔ انہوں نے تو جلد دوم صفحہ ۱۰۹ پر یہ لکھا ہے کہ (کیف) بمعنی (علی ایّ حال) ہے اور اگر یہ عبارت شیخ رضی کے مقولہ میں داخل نہیں تو یہ امام انفیش پر افتراء ہے جو دیوبندی صاحبان عادیہ کیا کرتے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

ہفتم اسمائے کنایات چوں گم و کذا کنایت از عدد و گیت و ذیت
کنایت از حدیث۔

ساتویں قسم اسمائے کنایات جیسے گم اور کذا کنایہ عدد سے اور گیت
اور ذیت کنایہ بات سے۔

ساتویں قسم اسمائے کنایات ہیں۔ یہ (کنایہ) کی جمع ہے۔

لغت اور اصطلاح دونوں میں اس کے معنی ہیں معین چیز کو ایسے لفظ سے تعبیر کرنا جو اس
پر صراحت دلالت نہ کرے اور اس سے بھی ہر ایسا اسم مراد نہیں بلکہ مخصوص اسماء جن
کا بیان آئندہ آ رہا ہے اور وہ از قبیل مبیات ہیں جیسے (گم) اور (کذا) یہ عدد مبہم
پر دلالت کرتے ہیں۔ دونوں مبنی بر سکون۔ (کم) دو قسم پر ہے

اول استفہامیہ جیسے (کم رجلاً عندک) تمہارے پاس کتنے مرد ہیں؟
دوم خبریہ جیسے گم دار بنیٹ۔ کتنے گھر بنا ڈالے میں نے اور عندی
کذا درہما میرے پاس اپنے درہم ہیں۔

(کم) استفہامیہ اور (کذا) کا مابعد بنا بر تمیز منصوب ہوتا ہے۔

یہ دونوں مضاف نہیں ہوتے اور (کم) خبریہ کا مابعد مضاف الیہ ہونے کی

بناء پر مجرور اور (کم) خبریہ مضاف ہوتا ہے اور (کَيْتَ) اور (ذَيْتَ) مبہم بات پر دلالت کرتے ہیں اور مبنی بر فتح اور دونوں واو عطف کے ساتھ مکرر مستعمل ہوتے ہیں جیسے قُلْتُ كَيْتَ وَ كَيْتَ يَاقُلْتُ ذَيْتَ وَ ذَيْتَ۔ دونوں کے معنی میں نے ایسا ایسا کہا (کم) وغیرہ کی طرح ان کی تمیز نہیں آتی۔

تنبیہ ۴۷ تا ۴۹:

المصباح المنیر میں ہے کہ (کَمْ وَ كَذَا) دونوں مضاف واقع ہوا کرتے ہیں اور ان کا مابعد مضاف الیہ واقع ہوتا ہے جیسے كَذَا دِرْهَمًا عِنْدِي۔ (اتنے اتنے درہم ہیں میرے پاس) کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكَ (کتنے درہم ہیں تیرے پاس)

اقول:

یہ غلط ہے کہ (کَذَا) اور (کَمْ) استفہامیہ مضاف نہیں ہوتے اور نہ ان کا مابعد مضاف الیہ۔ بصیرت کا فقدان تو ہے ہی بصارت بھی کمزور پڑ گئی۔
دونوں مثالوں میں مابعد کو یعنی (دِرْهَمًا) کو منصوب ذکر کیا ہے اور فرمایہ چکے کہ مابعد مضاف الیہ واقع ہوتا ہے۔

لا حول و لا قوۃ تم بھی کوئی انساں ہو

تحریر شرح اور تم لا حول و لا قوۃ

پھر مثال اول کے ترجمے میں فرماتے ہیں (اتنے اتنے درہم ہیں میرے

پاس) یہ (اتنے) کی تکرار کہاں سے آگئی۔ مثال میں تو (کَذَا) مکرر نہیں ترجمہ بھی صحیح

نہیں آتا اور شرح لکھنے بیٹھ گئے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب وہی ملّا ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

ہشتم مرکب بنائی چوں اَحَدَ عَشَرَ۔

آٹھویں قسم مرکب بنائی جیسے اَحَدَ عَشَرَ۔

اس مرکب کو (بنائی) کہتے ہیں بایں وجہ کہ (بنائی) اسم منسوب ہے جس کے معنی ہیں بنا والا اور یہ (بنا) والا بایں معنی ہیں کہ دونوں جز مبنی ہوتے ہیں۔

مرکب بنائی کی تعریف یہ ہے کہ وہ مرکب جس کا جز و ثانی حرف عطف کے معنی کو خود متضمن ہو یا اُس کی اصل یا کسی اور حرف کے معنی کو متضمن ہو۔ حرف عطف کے معنی کو خود متضمن ہو جیسے أَحَدَ عَشَرَ کہ اصل میں (أَحَدٌ وَعَشَرَ) تھا یا اُس کی اصل متضمن ہو جیسے حَادِي عَشَرَ کہ اس کا جز و ثانی خود تو متضمن نہیں بلکہ اس کی اصل یعنی (أَحَدَ عَشَرَ) متضمن ہے کیونکہ (حَادِي عَشَرَ) بنا ہے (أَحَدَ عَشَرَ) سے۔

اسی طرح (ثَانِي عَشَرَ) بنا ہے (اِثْنَا عَشَرَ) سے اور (ثَالِثَ عَشَرَ) بنا ہے (ثَلَاثَةَ عَشَرَ) سے (رَابِعَ عَشَرَ) بنا (أَرْبَعَةَ عَشَرَ) سے اسی طرح (تَاسِعَ عَشَرَ) تک اور کسی دوسرے حرف کے معنی کو متضمن ہو جیسے يَتَّى يَتَّى کہ اصل میں (يَتَّى لِيَتَّى) تھا اور یہ اصل میں (يَتَّى مَلَا صِقْ لِيَتَّى) ہے تو (يَتَّى) ثانی لام حرف جار کے معنی کو متضمن ہے۔

جس مرکب بنائی کا جز و ثانی حرف عطف کے معنی کو متضمن ہوتا ہے اُس کو مرکب عددی کہتے ہیں اور یہ باختلاف صیغہائے مذکر و مؤنث (أَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ) تک اور (حَادِي عَشَرَ) سے (تَاسِعَ عَشَرَ) تک ہے۔ یعنی کل اٹھارہ صیغے ہیں۔ ان کے دونوں جز و مبنی بر فتح ہوتے ہیں بجز (اِثْنَا عَشَرَ) کہ اُس کا جز و اول معرب ہے۔ بحالت رفع (اِثْنَا عَشَرَ) اور بحالت نصب و جر (اِثْنِي عَشَرَ) اور جز و ثانی مبنی بر فتح۔ الحاصل مرکب بنائی دو قسم پر ہے۔

اول وہ جو خود یا باعتبار اصل حرف عطف کے معنی پر مشتمل ہو اور یہ اٹھارہ

صیغے ہیں۔

دوم وہ جو کسی دوسرے حرف کے معنی کو متضمن ہو۔

تنبیہ ۵۰ تا ۵۳:

المصباح المنیر میں ہے کہ مرکب بنائی کا تعلق صرف اُن اعداد سے ہے جن میں حرف عطف واو پوشیدہ ہوتا ہے اور اس حرف کے معنی کی وجہ سے اس مرکب کا نام مرکب بنائی ہے۔ اعداد میں أَحَدَ عَشَرَ سے لے کر تِسْعَةَ عَشَرَ تک مرکب بنائی کہلاتا ہے۔

اقول:

مندرجہ بالا چاروں باتیں غلط ہیں۔

اول اس لئے کہ مرکب بنائی غیر اعداد میں بھی ہوتا ہے۔ جیسے بَيْتٌ بَيْتٌ كَمَا مَرَّ۔
دوم اس لئے کہ جن اعداد میں (واو) حرف عطف پوشیدہ نہیں ہوتا وہ بھی مرکب بنائی ہیں جیسے حَادِي عَشَرَ وغیرہ۔

سوم اس لئے کہ مرکب بنائی کی وجہ تسمیہ اُس حرف عطف کے معنی نہیں بلکہ اُس کے اجزاء کا مبنی ہونا کَمَا مَرَّ۔

چہارم اس لئے کہ أَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک میں مرکب بنائی منحصر نہیں بلکہ (حَادِي عَشَرَ سے تَاسِعَ عَشَرَ) تک بھی مرکب بنائی ہے۔ یہ ہے ان فاضل دیوبند کی خود انی جو خَزْ غَبِيْلَات سے ہے مرکب لا ثانی۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا
حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

بدانکہ اسم برد و ضرب است معرفہ و نکرہ۔ معرفہ آن است کہ موضوع باشد برائے چیزے معین و آں برہفت نوع ست۔ اول مضمرات۔ دوم اعلام

چوں زید و عمرو و سوم اسمائے اشارات چہارم اسمائے موصولہ و اس دو قسم را مبہمات گویند پنجم معرفہ بہ ندا چوں یَا رَجُلُ ششم معرفہ بالف لام چوں الرَّجُلُ ہفتم مضاف بہ یکے از نہا چوں غَلَامُہُ و غَلَامُ زید و غَلَامُ الذی عِنْدی و غَلَامُ الرَّجُلِ و نکرہ آں است کہ موضوع باشد برائے چیزے غیر معین چوں رَجُلٌ و فَرَسٌ۔

جان لو کہ اسم دو قسم پر ہے معرفہ اور نکرہ۔ معرفہ وہ اسم ہے جو خاص کیا گیا ہو معین چیز کے ساتھ اور وہ سات قسم پر ہے۔

پہلی قسم مضمرات دوسری قسم اعلام جیسے زید اور عمرو۔ تیسری قسم اسمائے اشارات۔ چوتھی قسم اسمائے موصولہ اور ان دونوں قسموں کو مبہمات کہتے ہیں۔

پانچویں قسم معرفہ بہ ندا جیسے یَا رَجُلُ چھٹی قسم معرفہ بالف و لام جیسے الرَّجُلِ ساتویں قسم مضاف ان میں سے کسی ایک کی طرف جیسے غَلَامُہُ اور غَلَامُ زید اور غَلَامُ الذی عِنْدی اور غَلَامُ الرَّجُلِ اور نکرہ وہ اسم ہے جو خاص ہو غیر معین چیز کے ساتھ جیسے رَجُلٌ اور فَرَسٌ۔

(مبہمات) یہ جمع ہے (مُبْہَمٌ) کی نہ (مُبْہَمَۃٌ) کی۔ کیونکہ موصوف اسم ہے (اسْمٌ مُّبْہَمٌ) نہ (اسْمٌ مُّبْہَمَۃٌ)۔

اسمائے اشارہ اور اسمائے موصولہ کو (مبہمات) اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے معنی میں (ابہام) یعنی خفا ہوتا ہے جو اسم اشارہ میں بذریعہ صفت یا اشارہ حسیہ زائل کیا جاتا ہے اور اسم موصول میں بذریعہ صلہ۔

اول جیسے کسی متکلم نے کہا هَذَا اَجْرٌ یہاں پر (هَذَا) کے معنی میں (خفا) یعنی پوشیدگی باس معنی ہے کہ (هَذَا) کے معنی ہیں مفرد مذکر جس کی طرف کسی عضو سے اشارہ کیا جائے۔ یہ زید، عمرو، خالد وغیرہ سے ہر ایک ہو سکتا ہے کسی ایک کو معین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ (هَذَا) کہنے کے ساتھ ساتھ متکلم مثلاً ہاتھ

سے بھی اشارہ کرے۔

اب اگر ہاتھ سے اشارہ زید کی طرف کیا تو وہ مشارالیه قرار پایا اور مذکورہ بالا (خفاء) دور ہو گیا اور اگر عمرو کی جانب تو وہ ہکذا۔ اور اگریوں کیا (هَذَا الَّذِي سَلَّمَ عَلَى الْآنَ تَاجِرٌ) تو (هَذَا) کی صفت ہے۔

دوم جیسے الَّذِي جَاءَ نَبِي الْآنَ تَاجِرٌ جو میرے پاس ابھی آیا تھا تاجر ہے۔ (الَّذِي) کے معنی میں بھی ابہام ہے کہ اس کے معنی ہیں مفرد مذکر جوزید، عمرو بکر، خالد میں سے ہر ایک پر صادق آتا ہے۔

جَاءَ نَبِي الْآنَ کہنے سے وہ (خفاء) دور ہوا اور متعین ہو گیا کہ (الَّذِي) کا مصداق (متکلم کے پاس ابھی آنے والا ہے)۔

غرضکہ اسمائے اشارہ اپنے معنی یعنی مشارالیه کے ابہام کو دور کرنے میں صفت کے محتاج ہیں یا اشارہ حسیہ کے۔ اور اسمائے موصولہ اپنے صلہ کے۔

(غُلَامُهُ) یہ مضاف بسوئے ضمیر کی مثال ہے (غُلَامٌ زَيْدٌ) یہ مضاف بسوئے علم کی مثال ہے (غُلَامٌ هَذَا) یہ مضاف بسوئے اسم اشارہ کی مثال ہے (غُلَامٌ الَّذِي عِنْدِي) یہ مضاف بسوئے اسم موصول کی مثال ہے۔ اس میں (عِنْدِي) مضاف مضاف الیہ سے مل کر (قَبْتُ) فعل مقدر کا مفعول فیہ ہے (غُلَامُ الرَّجُلِ) یہ مضاف بسوئے معرفہ بالف ولام کی مثال ہے اور (مضاف بہ یکے ازینہا) سے مراد وہ جو معرفہ بہ ندا کے ماسوا کی طرف مضاف ہو کیونکہ معرفہ بہ ندا کی طرف کوئی اسم مضاف نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ معرفہ بہ ندامنادی ہوتا ہے۔ جب کوئی اسم اُس کی طرف مضاف ہوگا تو معرفہ بہ ندامنادی نہ رہے گا وہ اسم منادی ہو جائے گا۔

تنبیہ ۵۴ تا ۵۷:

المصباح المنیر اور مہر منیر دونوں میں بالفاظ مختلفہ ہے کہ (اسمائے اشارات

بغیر مشارالیه کے اور اسمائے موصولہ بدوں صلہ کے سننے والے کی نظر میں مبہم ہوتے ہیں اور اول میں اتنا اور ہے کہ (مشارالیه سے اسمائے اشارہ کی وضاحت ہوتی ہے)۔

اقول:

یہ غلط ہے دونوں صاحبان (مشارالیه) کو نہیں سمجھے۔ سنو اور یاد رکھو، اسم اشارہ کے معنی کو مشارالیه کہتے ہیں۔

کافیہ میں ہے (أَسْمَاءُ الْإِشَارَةِ مَا وَضِعَ لِمُشَارِئِهِ)

نظر برآں آپ کی اول عبارت کے معنی یہ ہوئے کہ اسمائے اشارات بغیر مشارالیه کے یعنی بغیر اپنے معنی کے سننے والے کی نظر میں مبہم ہوتے ہیں۔

اور دوم یہ کہ اسم اشارہ کی مشارالیه سے یعنی اپنے معنی سے وضاحت ہوتی ہے یہ دونوں باتیں لغو ہیں کسی ذی عقل سلیم سے ان کا صدور ممکن نہیں۔

یہ دونوں فاضل دیوبند اسم اشارہ کی صفت کو مشارالیه سمجھ بیٹھے ہیں جو مشارالیه میں واقع (خفا) کو دور کرتی ہے جیسے ہماری پیش کردہ مثال میں (الَّذِي سَلَّمَ عَلَيَّ الْآنَ) پھر دونوں نے فرمایا کہ (مبہمات) جمع ہے (مُبْهَمَةٌ) کی یہ غلط ہے کیونکہ یہ (مبہمات) اسماء کی صفات سے ہے تو (مبہم) کی جمع ہوئی جیسے مرفوعات جمع (مرفوع) ہے نہ (مرفوعة) اور منصوبات جمع (منصوب) ہے نہ (منصوبة) اور (مجرورات) جمع (مجرور) ہے نہ (مجرورة)۔

پھر دوسرے صاحب نے غلامُ الَّذِي عِنْدِي کی ترکیب میں فرمایا کہ (عِنْدِي) مضاف (ی) ضمیر متکلم مضاف الیه مضاف اپنے مضاف الیه سے مل کر ثابت مقرر کے متعلق ہو کر صلہ) یہ غلط ہے کیونکہ ظرف جب مقام صلہ میں واقع ہو تو تقدیر فعل واجب ہے تاکہ صلہ جملہ ہو اور (ثابت) جملہ نہیں بلکہ شبہ جملہ

ہے۔ کما فی الاشمونی شرح الالفیہ جلد اول صفحہ ۱۶۶۔

پھر اول صاحب نے فرمایا کہ (کبھی قرینہ کی وجہ سے نکرہ شی معین پر دلالت کیا کرتا ہے جیسے عِنْدِي رَجُلٌ۔ یہاں پر ظاہر ہے کہ خاص مرد ہی مراد ہے تو ایسے نکرہ کو نحوی نکرہ مخصّصہ کہتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے اور نحو یوں پرافترائے خالص کسی نحوی نے شی پر دلالت کرنے والے کو نکرہ مخصّصہ نہیں کہا کہ یہ کھلا ہوا تاقص ہے۔ شی معین پر دال ہے اور پھر بھی نکرہ مخصّصہ دونوں کا اجتماع محال ذاتی جیسے اجتماع سنی و دیوبندی۔ یہاں پر تخصیص کے معنی تقلیل اشتراک جس کو بقائے اشتراک لازم اور تعیین کے معنی نفی اشتراک جو عدم بقا کو مستلزم۔

مثال مذکور میں (رَجُلٌ) نکرہ مخصّصہ بایں معنی نہیں کہ وہ شی معین پر دلالت کرتا ہے اور اگر بایں معنی ہو تو نکرہ نہ رہے گا معرفہ ہو جائے گا بلکہ اس کے مخصّصہ ہونے کے معنی یہ کما فی الجامی کہ جب (عِنْدِي) کہا تو معلوم ہوا کہ اُس کے بعد وہ چیز مذکور ہوگی جو (صحة الاستقرار عند المتکلم) کے ساتھ موصوف ہو۔

نظر برآں (عِنْدِي رَجُلٌ) میں واقع (رَجُلٌ) قوت میں رَجُلٌ مَوْصُوفٌ بِصَحَةِ الْاِسْتِقْرَارِ عِنْدَ الْمُتَكَلِّمِ ہوا۔

یہ نکرہ مخصّصہ معین پر دال نہیں کہ اس میں احتمالات کثیرہ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ زید ہو یا عمرو یا خالد و هَلَمْ جَرًّا۔ ان فاضلان دیوبند کی یہ شروح ہیں یا اباطیل و افتراآت کا ذخیرہ۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

بدانکہ اسم برد و صنف است مذکر و مؤنث مذکر آں است کہ در علامت

تانیث نباشد چوں رَجُلٌ۔

و مؤنث آں است کہ در علامت تانیث نباشد چوں اِمْرَأَةٌ و علامت تانیث

چار است (تا) چوں طَلْحَةُ والْف مقصورہ چوں حُبْلَى والْف ممدودہ چوں حَمْرَاءُ و تائے مقدرہ چوں اَرْضُ کہ دراصل اَرْضَةُ بوده است بدلیل اُرِيضَةُ زیرا کہ تصغیر اسم را باصل خود بر و و ای را مؤنث سماعی گویند۔

جان لوا سم (متمکن) دو قسم پر ہے مذکر اور مؤنث۔

مذکر وہ اسم (متمکن) ہے جس میں تانیث کی علامت نہ ہو جیسے رجل اور مؤنث وہ اسم (متمکن) ہے جس میں تانیث کی علامت ہو جیسے امرأہ اور تانیث کی علامت چار ہیں (تا) جیسے طَلْحَةُ (میں) اور الف مقصورہ جیسے حُبْلَى (میں) اور الف ممدودہ جیسے حَمْرَاءُ (میں) اور تائے مقدرہ جیسے اَرْضُ (میں)۔

جو اصل میں اَرْضَةُ تھا بدلیل اُرِيضَةُ اس لئے کہ تصغیر اسموں کو ان کی اصل کی طرف پھیر دیتی ہے اور اس کو مؤنث سماعی کہتے ہیں۔

سوال: مؤنث کی تعریف مذکور جامع نہیں کہ:

یہ (ہی) اور (ہذہ) اور (التی) وغیرہ پر صادق نہیں آتی کیونکہ ان کے آخر میں مصنف علیہ الرحمۃ کی بیان کردہ تینوں علامات تانیث میں سے کوئی بھی نہیں اور نہ ان میں (تا) مقدر ہوتی ہے۔

جواب: مذکر و مؤنث اسم متمکن کی قسمیں ہیں جس کی طرف ہم نے ترجمہ میں اشارہ کر دیا اور یہ تینوں اسم متمکن نہیں بلکہ اسم غیر متمکن ہیں تو ان پر تعریف کا نہ صادق آنا ضروری ہے۔ جس اسم میں (تا) مقدر ہوتی ہے مؤنث سماعی کی طرح اس کو مؤنث معنوی بھی کہا جاتا ہے۔ (تا) کا مقدر ہونا یوں معلوم ہوتا ہے کہ عربی کلام میں اُس اسم کی جانب ضمیر مؤنث راجع کریں جیسے (النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا اس میں (ہا) ضمیر مؤنث (النار) کی طرف راجع کی گئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ (نار) بوجہ تقدیر (تا) مؤنث ہے۔ (حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا) اس

میں (ہا) ضمیر مؤنث (حرب) کی جانب راجع کی گئی جس سے معلوم ہوا کہ (حرب) بوجہ تقدیر (تا) مؤنث ہے یا اُس کی جانب فعل مؤنث کی اسناد ہو جیسے وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ اس میں (عیر) کی جانب (فَصَلَّتْ) فعل مؤنث کی اسناد ہو جیسے وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ اس میں (عیر) بوجہ تقدیر (تا) مؤنث ہے یا اُس کے لئے اسم اشارہ مؤنث استعمال کیا جائے جیسے هَذِهِ جَهَنَّمُ۔ اس سے معلوم ہوا کہ (جَهَنَّمُ) بوجہ تقدیر (تا) مؤنث ہے یا تصغیر میں (تا)۔ ظاہر ہو کہ تصغیر اسم کو اصل کی جانب پھیر دیتی ہے جیسے (هِنْدٌ) کی تصغیر (هِنْدَةٌ) اس سے معلوم ہوا کہ (هِنْدٌ) میں (تا) مقدر ہے اور اسی واسطے وہ مؤنث یا اس کی صفت یا خبر مؤنث لائی جائے جیسے الْكَتِفُ الْمَشْوِيَّةُ لِذِيْنْدَقَس سے معلوم ہوا کہ (كَتِفٌ) بوجہ تقدیر (تا) مؤنث ہے وغیرہ علامات جو مطولات میں مذکور ہیں۔

مؤنث معنوی کے اسماء دو قسم پر ہیں۔

اول وہ جن کو اہل عرب تقدیر (تا) کا التزام کرنے کی بنا پر ہمیشہ مؤنث استعمال کرتے ہیں جیسے مذکورہ بالا اور مندرجہ ذیل:

(أُذُنٌ) بمعنی (گوشت) اور (أَصْبَعٌ) بمعنی (انگشت) اور (دَارٌ) بمعنی (خانہ) اور (سَاقٌ) بمعنی (پنڈلی) اور (نَعْلٌ) بمعنی (پاپوش) اور (يَدٌ) بمعنی (دست) اور (قَدَمٌ) بمعنی (پاؤں) اور (كَأْسٌ) بمعنی (پیالہ) اور (رِجْلٌ) بمعنی (پیر) اور (رِيحٌ) بمعنی (ہوا) اور (فَخِذٌ) بمعنی (ران) اور (ذِرَاعٌ) بمعنی (کلائی) وغیرہ جن کی تفصیل لغت کی کتب منجھی الادب وغیرہ میں موجود ہے۔

دوم وہ جن کو مؤنث مذکر دونوں طرح استعمال کرتے ہیں۔

باعتبار تقدیر (تا) مؤنث اور باعتبار عدم تقدیر (تا) مذکر جیسے (حال) بمعنی (حالت) اور (طریق) بمعنی (راستہ) اور اس طرح سبیل اور (سوق) بمعنی (بازار) اور

(قمیص) بمعنی (پیراہن) اور (قدر) بمعنی (ہانڈی) اور (سماء) بمعنی (آسمان) اور (سِکِّین) بمعنی (چھری) اور (عنق) بمعنی گردن وغیرہ۔

تنبیہ ۵۸ تا ۵۹:

مہر منیر صفحہ ۵۳ میں کہ (ثَدِی) بمعنی پستان اور (ذهب) اور (تبر) بمعنی (زر) اور (ینبوع) بمعنی (چشمہ آب) کو مؤنث پڑھنا واجب ہے۔

اقول :

یہ غلط ہے بلکہ ان میں آخری تین مذکر ہیں اور اول کی تذکیر اور تانیث دونوں جائز۔ کما فی المنجد اور المصباح المنیر صفحہ ۵۵ میں ہے کہ ہر جاندار کی مادہ کوانثی اور مؤنث کہتے ہیں جمع اناث (مؤنثون) یہ بھی غلط کہ مؤنث بمعنی مادہ کی جمع (مؤنثون) نہیں آتی کیونکہ واو اور نون کے ساتھ جمع مذکر عاقل کے علم یا اُس کی صفت آتی ہے مؤنث کی نہیں آتی اسی واسطے اُس کو جمع مذکر کہتے ہیں۔

یہ دونوں دیوبندی صاحبان طلبہ کو گمراہ کرنے کی قسم کھا چکے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

بدانکہ مؤنث بردو قسم است حقیقی و لفظی۔ حقیقی آں است کہ بازائے

اوحیوان مذکر باشد چوں امرأۃ کے بازائے اور جمل است و نفاقۃ کے بازائے

او جمل است و لفظی آں است کہ بازائے اوحیوان مذکر باشد چوں ظلمۃ و قوۃ۔

جان لو کہ مؤنث دو قسم پر ہے حقیقی اور لفظی۔ حقیقی وہ مؤنث ہے کہ اُس کے

مقابل حیوان مذکر ہو جیسے امرأۃ کہ اس کے مقابل رجل ہے اور نفاقۃ کہ اُس کے

مقابل جمل ہے اور لفظ وہ مؤنث ہے کہ اُس کے مقابل حیوان مذکر نہ ہو جیسے

ظلمۃ اور قوۃ۔

سوال: (اُمْرَاةً) کو مؤنث حقیقی بتایا اور اس کے مقابل حیوان مذکر کی مثال میں (رجل) پیش کیا اسی طرح (نَاقَة) کے مقابل حیوان مذکر کی مثال میں (جمل) بیان کیا یہ صحیح نہیں کیونکہ (رجل) اور (جمل) اسم ہیں جواز قبیل لفظ ہے۔ حیوان نہیں۔

جواب: مراد یہ ہے کہ مؤنث حقیقی وہ اسم ہے جس کے مدلول کے مقابل حیوان مذکر ہو جیسے (رجل) کا مدلول مقابل ہے (امراة) کے مدلول کے اور (جمل) کا مدلول (ناقة) کے مدلول کے اور شک نہیں کہ (رجل) اور (جمل) کا مدلول حیوان مذکر ہے۔ خود (رجل) اور (جمل) مقابل نہیں بلکہ ان کے مدلول کا مقابل ہونا مراد ہے۔

سوال: اس سے لازم آتا ہے کہ (نخلة) بھی مؤنث حقیقی ہو کہ اس کے مدلول کے مقابل (نخل) کا مدلول مذکر ہے کیونکہ کھجور میں بھی نر اور مادہ ہوتے ہیں۔

جواب: مقابلے میں فقط مذکر ہونا معتبر نہیں بلکہ حیوان مذکر اور (نخل) کا مدلول مذکر ہے۔ حیوان مذکر نہیں لہذا (نخلة) مؤنث حقیقی نہیں بلکہ مؤنث لفظی ہے اور (امراة) اور (ناقة) مؤنث حقیقی بھی ہیں اور مؤنث لفظی بھی کہ ان کے آخر میں علامت تانیث (تا) لفظاً ہے۔

سوال: ان دونوں کو مؤنث لفظی کہنا درست نہیں کیونکہ مؤنث لفظ کی تعریف میں یہ معتبر ہے کہ اُس کے مقابل حیوان مذکر نہ ہو اور ان کے مقابل حیوان مذکر ہے۔

جواب: مؤنث لفظ کے دو معنی ہیں

اول وہ اسم جس میں علامت تانیث لفظاً ہو خواہ اُس کے مقابل حیوان مذکر ہو جیسے یہی دونوں یا نہ ہو جیسے ظلمة و رقوة۔ یہ دونوں بایں معنی مؤنث لفظ ہیں۔

دوم وہ اسم جس کے مقابل حیوان مذکر نہ ہو۔ یہ دونوں بایں معنی مؤنث لفظ

نہیں کیونکہ ان کے مقابل حیوان مذکر ہے۔

فائدہ:

(اِمْرَاة) اور (رَجُل) اور (نَاقَة) اور (جمل) پر رفع، نصب، جر نہ پڑھائیے کیونکہ ترکیب میں واقع نہیں۔ از قبیل معدودات ہیں۔ اسی طرح گزشتہ اور آئندہ مثالیں ہیں۔

بدانکہ اسم بر سہ صنف است۔ واحد وثنیٰ و مجموع۔ واحد آں است کہ دلالت کند بر یکے چوں رَجُل وثنیٰ آں است کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف یا یائے ماقبل مفتوح و نون مکسورہ بآخرش پیوند چوں رَجُلَانِ و رَجُلَیْنِ۔

و مجموع آنست کہ دلالت کند بر بیش از دو بسبب آنکہ تغیرے در واحد کردہ باشند لفظاً چوں رَجَالٌ یا تقدیراً چوں فُلک کہ واحدش نیز فُلک بروزن قُفْلٌ و جمعش ہم فُلکٌ بروزن اُسْدٌ۔

جان لو کہ اسم (متمکن) تین قسم پر ہے واحد وثنیٰ اور مجموع۔ واحد وہ اسم ہے کہ دلالت کرے ایک پر جیسے رجل اور وثنیٰ وہ اسم ہے جو دلالت کرے دو پر بدیں سبب کے الف یا یائے ماقبل مفتوح اور نون مکسور اس کے آخر میں لگے جیسے رَجُلَانِ اور رَجُلَیْنِ اور مجموع وہ اسم ہے جو دلالت کرے دو سے زیادہ پر بایں سبب کہ کوئی تغیر واحد میں کی ہے لفظاً جیسے رجال یا تقدیراً جیسے فُلک کہ اُس کا واحد بھی فُلک بروزن قفل اور جمع بھی فُلک جو بروزن اسد۔

سوال: (هُمَا) اور (انتما) وثنیٰ ہیں حالانکہ تعریف مذکور ان پر صادق نہیں آتی کیونکہ ان کے آخر نہ الف اور نون مکسورہ ہے نہ یائے ماقبل مفتوح اور نون مکسور۔

جواب: یہ اسم غیر متمکن ہیں اور تعریف مذکور اُس وثنیٰ کی ہے جو اسم متمکن ہو۔ اسی واسطے ہم ترجمہ (متمکن) ظاہر کر دیا ہے۔

سوال: ثنی کی تعریف مذکور سے ظاہر ہے کہ الف نون اور (یا) نون ثنی کے آخر لگتا ہے۔

تو جس کے آخر لگیں وہ ثنی ہوا اور یہ (رجل) کے آخر لگے ہیں تو (رجل) ہوا نہ (رجلان) یا (رجلین)۔

جواب: (بآخرش) سے مراد ہے (بآخر مفردش) اب تعریف یہ ہوئی کہ ثنی وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے بایں وجہ کہ اُس کے مفرد کے آخر میں الف نون یا (یا) نون لاحق ہوتے ہیں۔

سوال: ثنی کے نون کو کسرہ کیوں دیا گیا؟

جواب: ثنی متوسط ہے واحد اور جمع میں اور کسرہ متوسط ہے فتح اور ضمہ میں اس لئے متوسط کو متوسط دے دیا گیا۔

تنبیہ ۶۰:

المصباح المنیر صفحہ ۵۹ اور مہر منیر صفحہ ۵۴ میں بالفاظ مختلف ہے کہ (ثنیہ کا نون مکسور اس لئے ہوتا ہے کہ جمع مذکر سالم سے التباس واقع نہ ہو)

اقول:

یہ غلط ہے کیونکہ اگر نون مفتوح ہو تب بھی التباس نہ ہوگا کہ ثنیہ میں (یا) کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور جمع مذکر سالم میں مکسور۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

بدانکہ جمع باعتبار لفظ برد و قسم است، جمع تکسیر و جمع تصحیح۔ جمع تکسیر آں است کہ

بنائے واحد در سلامت نہ باشد چوں رجّال و مساجد و ابنتہ جمع تکسیر در ثلاثی

بسماع تعلق دارد و قیاس را در و مجالے نیست اما در رباعی و خماسی بروزن فعّال

آید است چوں جَعْفَرُ و جَعَا فِرُّ و جَحْمَرِش و جَحَامِرُ بحذف حرف خامس و جمع تصحیح آں است کہ بنائے واحد در سلامت ماند و آں بردو قسم است جمع مذکر و جمع مؤنث۔ جمع مذکر آں است کہ واوے ماقبل مضموم یایائے ماقبل مکسور و نون مفتوح در آخرش پیوند چوں مُسْلِمُونَ و مُسْلِمِينَ و جمع مؤنث آں است کہ الف باتا با آخرش پیوند چوں مُسْلِمَاتٌ۔ بدانکہ جمع باعتبار معنی بردو نوع است جمع قلت و جمع کثرت۔ جمع قلت آں است کہ بر کم ازد و اطلاق کنند و آں را چهار بنا است اَفْعَلٌ مثل اَکْلَبٌ و اَفْعَالٌ چوں اَقْوَالٌ و اَفْعَلَةٌ مثل اَعْوَنَةٌ و فِعْلَةٌ چوں غِلْمَةٌ و دو جمع تصحیح بے الف و لام یعنی مُسْلِمُونَ و مُسْلِمَاتٌ و جمع کثرت آں است کہ برده و بیشتر ازده اطلاق کنند و بنیہ آں ہر چہ غیر از یں شش بنا است۔

جان لو کہ جمع لفظ کے اعتبار سے دو قسم پر ہے جمع تکسیر و جمع تصحیح۔ جمع تکسیر وہ جمع ہے کہ واحد کا وزن اُس میں سلامت نہ ہو جیسے رَجَالٌ اور مَسَاجِدُ اور اوزان جمع تکسیر کے ثلاثی میں اہل عرب سے سننے کے ساتھ منطق ہیں اور قیاس کو اُس میں کوئی دخل نہیں، البتہ رُبَاعِی اور خُمَاسِی میں فعَالِیل کے وزن پر آتی ہے جیسے جَعْفَرُ اور جَعَا فِرُّ اور جَحْمَرِش اور جَحَامِرُ حرف خامس کو حذف کر کے۔ اور جمع تصحیح وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت رہے اور وہ دو قسم پر ہے جمع مذکر اور جمع مؤنث۔ جمع مذکر وہ جمع تصحیح ہے کہ واو ماقبل مضموم یایائے ماقبل مکسور اور نون مفتوح اُس کے آخر میں لگا ہو جیسے مسلمون اور مسلمین اور جمع مؤنث وہ جمع تصحیح ہے جس کے آخر میں الف مع تالکا ہو جیسے مسلمات۔ جان لو کہ جمع معنی کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔ جمع قلت اور جمع کثرت۔ جمع قلت وہ جمع ہے جس کو دس سے کم پر بولیں اور اُس کے چار وزن ہیں اَفْعَلٌ جیسے اَکْلَبٌ اور اَفْعَالٌ جیسے اَقْوَالٌ اور اَفْعَلَةٌ جیسے اَعْوَنَةٌ اور فِعْلَةٌ جیسے غِلْمَةٌ اور دو جمع تصحیح بغیر الف و لام یعنی

مُسْلِمُونَ اور مُسْلِمَات اور جمع کثرت وہ جمع ہے کہ دس پر اور دس سے زیادہ پر بولیں اور اُس کے اوزان ان چھ وزن کے ماسوا ہیں۔

(رِجَالٌ) جمع (رَجُلٌ) یعنی (مرد) اور (مَسَاجِدُ) جمع (مَسْجِدٌ) جس کے معنی ہیں (نماز کا مقام معروف) (جَعَاْفِرٌ) جمع (جَعْفَرٌ) بمعنی (نہر) اور یہ اہل بیت کرام میں سے ایک امام کا اسم گرامی ہے جن کو امام جعفر صادق کہتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲۲ ماہ رجب کو انہیں کی فاتحہ ہوتی ہے جس کو ہندوستان میں (کوٹھے) کہتے ہیں اس فاتحہ سے دینی اور دنیوی برکتوں کا حصول ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ بتاریخ ۷ ربیع الاول ۸۰ھ مدینہ منورہ میں ہوئی اور وصال ۱۵ رجب ۱۸۴ھ بروز دوشنبہ مدینہ منورہ میں ہوا جنة البقیع میں دفن ہوئے۔

آپ یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِيْ بِطَاعَتِكَ وَلَا تُخْزِنِيْ بِمَعْصِيَّتِكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ مُوَاسَاةً مِّنْ فَتْرَتٍ عَلَيْهِ رِزْقُهُ بِمَا وَسَّعْتَ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ.

یعنی اے اللہ! مجھے عزت عطا فرما اپنی فرمانبرداری کے ساتھ اور مجھے رُسوانہ کر معصیت کے ساتھ۔ اے اللہ جس پر تو نے رزق تنگ فرما دیا ہے مجھے اس کی غمخواری کی توفیق عطا فرما اپنے اُس فضل کے ساتھ جو تو نے مجھ پر وسیع فرمایا ہے۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ اس دعا کو اپنے معمولات میں داخل کر لیں۔

اور آپ کے اقوال زریں سے ایک قابل عمل اور واجب الحفظ یہ ہے:

لَا زَادَ اَفْضَلُ مِنَ التَّقْوٰی وَلَا شَيْءٌ اَحْسَنُ مِنَ الصُّمْتِ وَلَا عَدُوٌّ اَضَرُّ مِنَ الْجَهْلِ وَلَا دَاءٌ اَذْوٰی مِنَ الْكِذْبِ.

یعنی کوئی توشہ پرہیزگاری سے افضل نہیں اور کوئی چیز خاموشی سے احسن نہیں اور کوئی دشمن جہل سے زیادہ مضر نہیں اور جھوٹ سے زیادہ تخریب کرنے والی کوئی

بیماری نہیں۔

اور (جَحَامِرُ) جمع (جَحْمَرِشْ) بمعنی (زیادہ عمر والی بوڑھی عورت) اس کی جمع میں پانچواں حرف ساقط کر دیا کیونکہ خماسی کی جمع میں پانچواں حرف ساقط کر دیتے ہیں۔

اور (اَكْلُبُ) جمع (كَلْبُ) بمعنی (سگ) اور (اَقْوَالُ) جمع (قَوْلُ) بمعنی (گفتن) اور (اَعْوَانُ) جمع (اَعْوَانُ) بمعنی (میانہ سال) یعنی نہ بوڑھا نہ جوان۔ دونوں کے بیچ میں اور گزشتہ اور آئندہ لفظ (اَبْنِيَّةُ) بھی اسی وزن پر ہے (بِنَاءُ) بمعنی (وزن) کی جمع ہے اور (غَلِمَةُ) جمع (غَلَامُ) بمعنی (عبد) یعنی بندہ اور اس لڑکے کو بھی کہتے ہیں جس کی مونچھیں نکلنا شروع ہو گئی ہوں۔

یاد رہے کہ عند التحقیق باعتبار وضع ہر جمع کا ادنیٰ مرتبہ تین ہے اور کبھی مجازاً مافوق الواحد پر اطلاق کرتے ہیں جیسے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ۔ میں (اَشْهُرٌ) جمع قلت ہے (شَهْرٌ) کی جس کے معنی ہیں (مہینہ) یہاں پر اس سے مراد دو مہینے دس دن ہیں یعنی شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن اور بعض شرعی امور میں دو پر اطلاق حقیقی ہے۔

جیسے جماعتِ نماز میں کہ امام کے ساتھ اگر ایک مقتدی ہو تو ان دونوں پر جماعت کا اطلاق حقیقی ہے اسی طرح احکام میراث میں دو کو جمع قرار دیا گیا ہے کہ سہام تین یا اُس سے زائد کے ہوتے ہیں وہی دو کے۔

فصل:

بدانکہ اعراب اسم سہ است رفع و نصب و جر۔ اسم متمکن باعتبار وجہ اعراب بر شانزدہ قسم است اول مفرد منصرف صحیح چوں زَيْدٌ دوم مفرد منصرف جاری مجرای صحیح چوں ذَلُّوْهُمُ جمع مکسر منصرف چوں رَجَالٌ رفع شان بضمہ باشد و نصب بفتح و جر بکسرہ

چوں جَاءَ نِیْ زَیْدُو دَلُو وِرِ جَالٍ وَرَأِیْتُ زَیْدَاو دَلُوَا وِرِ جَالًا وَمَرَرْتُ
بِزَیْدٍ وَدَلُو وِرِ جَالٍ۔

جان لو کہ اسم کے اعراب تین ہیں رفع اور نصب اور جر۔ اسم متمکن اقسام
اعراب کے اعتبار سے سولہ قسم پر ہے۔ اول قسم مفرد منصرف صحیح جیسے زَیْد۔
دوسری قسم مفرد منصرف قائم مقام صحیح جیسے دَلُو۔

تیسری قسم جمع مکسر منصرف جیسے رِجَالٌ ان کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے
اور نصب فتح کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ جیسے جَاءَ نِیْ زَیْدٌ اور جَاءَ نِیْ
دَلُوَا وِرِ (جَاءَ نِیْ) رِجَالٌ اور رَأِیْتُ زَیْدَا وِرِ (رَأِیْتُ) دَلُوَا وِرِ رِجَالًا
اور مَرَرْتُ بِزَیْدٍ اور (مَرَرْتُ) بِدَلُوَا وِرِ (مَرَرْتُ) بِرِجَالٍ۔

(مفرد) کے معنی یہاں پر وہ اسم جو تثنیہ اور جمع نہ ہو (منصرف) کے معنی وہ
اسم جو غیر منصرف نہ ہو اور اسم (صحیح) وہ اسم جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو (جاری
مجرائے صحیح) وہ اسم جس کے آخر میں حرف علت (واو) ہو یا (یا) جن کا ماقبل ساکن
اور (جمع مکسر منصرف) وہ جمع جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے اور غیر منصرف نہ
ہو۔

ان تینوں کا اعراب بحالت رفع (ضمہ) ہوتا ہے اور بحالت نصب (فتح) اور بحالت
جر (کسرہ)۔

جیسے جَاءَ نِیْ زَیْدٌ یہ بحالت رفع مفرد منصرف صحیح کی مثال ہے۔

ترکیب:

(جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے
وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون۔
(زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ

سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس زید آیا

(وَدُلُوْا) یعنی (وَجَاءَ نِیْ دُلُوْا) یہ بحالت رفع جاری مجرائے صحیح کی مثال ہوئی۔ اس میں (جَاءَ نِیْ) بترکیب سابق (دُلُوْا) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس ڈول آیا

(وَرِجَالٌ) یعنی (وَجَاءَ نِیْ رِجَالٌ) یہ بحالت رفع جمع مکسر منصرف کی مثال ہے اس میں بھی (جَاءَ نِیْ) بترکیب سابق (رِجَالٌ) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس کچھ مرد آئے

(رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہ بحالت نصب مفرد منصرف صحیح کی مثال ہے۔

ترجمہ: میں نے زید کو دیکھا۔

(وَدُلُّوْا) یعنی (رَأَيْتُ دُلُّوْا) یہ بحالت نصب جاری مجرائے صحیح کی مثال ہے۔ اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب سابق (دُلُّوْا) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح منصوب لفظاً۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے ڈول دیکھا۔

(وَرِجَالًا) یعنی (وَرَأَيْتُ رِجَالًا) یہ بحالت نصب جمع مکسر منصرف کی مثال ہے۔ اس میں بھی (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (رِجَالًا) جمع مکسر منصرف منصوب

لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں نے کچھ مرد دیکھے۔

(مَرَرْتُ بِزَيْدٍ) میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (با) حرف جار مبنی بر کسر (زَيْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہ بحالت جر مفرد منصرف صحیح کی مثال ہے۔
ترجمہ: میں زید کے پاس سے گزرا۔

مخفی نہ رہے کہ جس جار مجرور کا متعلق عبارت میں مذکور ہوا اس کو ظرف لغو کہتے ہیں اور جس کا متعلق مذکور نہ ہوا اس کو ظرف مستقر (وَذَلُّوْا) یعنی (مَرَرْتُ بِذَلُّوْا) یہ بحالت جر جاری مجرائے صحیح کی مثال ہے اس میں مَرَرْتُ بترکیب سابق (با) حرف جار مبنی بر کسر (ذَلُّوْا) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں ڈول کے پاس سے گزرا۔

(وَرَجَاوُا) یعنی (مَرَرْتُ بِرَجَاوُا) یہ بحالت جر جمع مکسر منصرف کی مثال ہے اس میں بھی (مَرَرْتُ) بترکیب معلوم (با) حرف جار مبنی بر کسر (رَجَاوُا) جمع مکسر منصرف مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں کچھ مردوں کے پاس سے گزرا۔

یاد رہے کہ ان تینوں مثالوں میں (جاری مجرائے صحیح) اور (جمع مکسر منصرف) سے پیشتر (جَاءَ نَبِيٌّ) اور (رَأَيْتُ) اور (مَرَرْتُ) بنظر اختصار محذوف ہیں۔

تنبیہ ۶۱ تا ۶۴:

المصباح المنیر صفحہ ۶۳ اور مہر منیر صفحہ ۵۹ میں ہے کہ (نحویوں کی اصطلاح میں صحیح اس اسم کو کہتے ہیں جو معتل باللام نہ ہوں)۔

اقول:

اگر قطع نظر از لفظ اسم مطلقاً صحیح کی تعریف قرار دی جائے تو یہ تعریف غلط ہے کہ فعل مضارع کو شامل نہیں حالانکہ وہ بھی صحیح ہوتا ہے۔ اسی نحو میر میں آرہا ہے کہ فعل مضارع معرب کی پہلی قسم (صحیح مجرد از ضمائر بارزہ) ہے اور اگر اسم صحیح کی تعریف قرار دیں جیسے کہ لفظ (اسم) سے ظاہر تب بھی غلط ہے اور نحویوں پر افتراء۔ غلط اس لئے کہ (جُہلی) پر صادق ہے کہ اس کا لام کلمہ حرف علت نہیں بلکہ لام کلمہ لام ہے حالانکہ یہ اسم صحیح نہیں۔ اور افتراء اس لئے کہ انہوں نے تعریف یوں کی ہے کہ وہ اسم جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو اس تعریف پر (جُہلی) سے اعتراض وارد نہ ہوگا اور یہ (معتل باللام) دیوبندی بولی ہے۔ نحویوں کی بولی نہیں وہ تو معتل باللام کہتے ہیں اور ان دونوں کے صفحہ مذکورہ میں ہے کہ (جاری مجرائے صحیح نحویوں کی اصطلاح میں اُس اسم کو کہتے ہیں جو معتل باللام تو ہو یعنی اُس کے لام کلمہ میں حرف علت تو ہو مگر اُس سے پہلا حرف ساکن ہو) یہ بھی غلط ہے اور نحویوں پر افتراء۔

غلط اس لئے کہ (ہندی) پر یہ تعریف صادق نہیں کہ اُس کے لام کی جگہ حرف علت نہیں بلکہ (دال) ہے تو یہ آپ کی بیان کردہ تعریف سے خارج ہوگیا حالانکہ یہ جاری مجرائے صحیح ہے اور افتراء اس لئے کہ انہوں نے یہ تعریف نہیں کی بلکہ یوں کی ہے کہ جس اسم کے آخر میں حرف علت ہو اور ماقبل ساکن اس سے (ہندی) خارج نہیں ہوتا ہے اور نحویوں کی تعریف اس پر صادق ہے پھر اول نے صفحہ ۶۴ پر اور دوم نے ۶۳ پر وزن (فَعَالِلٌ اور فَعَالِلٌ) کی مثال

میں (مَسَاجِدُ) اور (مَصَابِيحُ) کو پیش کیا ہے یہ بھی غلط کہ ان دونوں کا یہ وزن نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ (مَسَاجِدُ) اور مَصَابِيحُ کی میم (فا) کلمہ کے مقابل ہونے کی بنا پر اصلی ہو۔ حالانکہ زائد ہے۔ ان کا وزن (مَفَاعِلُ اور مَفَاعِيلُ) ہے اور اول کے صفحہ ۶۵ اور صفحہ ۶۰ پر بالفاظ مختلف ہے (یاد رکھو کہ مبنی کی حرکات کے نام یہ ہیں۔ ضمہ، فتح، کسرہ، ضم، فتح، کسرہ..... الخ) یہ بھی غلط ہے کہ ضمہ، فتح، کسرہ مبنی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہ دونوں میں مشترک ہیں۔ کما فی جامع النحویں۔ لہذا ان کا استعمال معرب کی حرکات میں مجاز نہیں البتہ ضم، فتح، کسرہ مبنی کی حرکات کے ساتھ مخصوص ہیں جیسے رفع، نصب، جر معرب کے ساتھ۔

اور ان دونوں صاحبان نے (جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ وَذُلُّوْا رِجَالٌ) وغیرہ تینوں مثالوں میں (ذُلُّوْا) اور قسم مثالوں میں ایسی ترکیب کرنے والے کو الفوائد الشافیہ میں یہ خطاب دیا کہ وہ فن نحو سے عاقل ہیں یعنی (کورے) اور قول بالعطف کو غلط ظاہر اور باطل فرمایا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

چہارم جمع مؤنث سالم رفعش بضمہ باشد و نصب و جر بکسرہ چوں هُنَّ

مُسْلِمَاتٌ وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ.

چوتھی قسم جمع مؤنث سالم اس کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب و جر کسرہ کے

ساتھ جیسے هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ.

(جمع مؤنث سالم) وہی ہے جس کو مصنف علیہ الرحمۃ نے جمع تصحیح کی دوسری

قسم قرار دیا تھا اور اس کی تعریف بایں طور فرمائی تھی کہ وہ جمع تصحیح جس کے آخر میں الف

مع (تا) لگا ہو۔

ترکیب:

(هُنَّ) میں (ها) ضمیر مرفوع منفصل مبتداء مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زَيْنَبُ وَسَلْمَى وَخَالِدَةُ نون مشدد علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح (مُسْلِمَاتٍ) جمع مؤنث سالم مرفوع لفظاً خبر۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ مسلمان عورتیں ہیں۔

(رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ) میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون۔ صیغہ واحد متکلم (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (مُسْلِمَاتٍ) جمع مؤنث سالم منصوب لفظاً بکسرہ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے مسلمان عورتوں کو دیکھا۔

(مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ) میں (مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (با) حرف جار مبنی بر کسر (مُسْلِمَاتٍ) جمع مؤنث سالم مجرور لفظاً بکسرہ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں مسلمان عورتوں کے پاس سے گزرا۔

تنبیہ ۶۵ تا ۶۶:

المصباح المنیر صفحہ ۶۵ میں ہے کہ قولہ چہارم جمع مؤنث سالم۔ اسم متمکن کی چوتھی قسم کا بیان ہے کہ جو اسم مفرد مؤنث کی جمع سالم الف اور ت کے ساتھ بنائی جائے اُس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ کے ساتھ اور حالت نصبی میں کسرہ ت کے ساتھ ہوگا اور اسی طرح حالت جری میں کسرہ کے ساتھ ہوگا۔

اقول:

یہ غلط ہے اور افتراء بھی۔ غلط اس لئے کہ بیان مذکور سے اعراب مذکور اس جمع مَوْنَتِ سالم میں منحصر ہو گیا جو (اسم مفرد مَوْنَت) کی بنائی جائے۔ اور جو جمع مَوْنَتِ سالم اسم مفرد کی نہ ہو جیسے بیوَتات۔ جمع مَوْنَتِ سالم ہے (بُیُوْت) کی اور (بُیُوْت) جمع مکسر منصرف ہے (بُیُوْت) کی۔ یا اسم مفرد مَوْنَت کی نہ ہو جیسے مرفوعات اسم مفرد مذکر (مرفوع) کی جمع ہے۔ ان دونوں کے لئے اعراب مذکور نہ ہوا حالانکہ ان دونوں کا اعراب بھی وہی ہے اور (افتراء) اس لئے کہ اپنے بیان باطل کو متن کی مراد قرار دے دیا۔ نیز اسی صفحہ میں ہے کہ (یہ مَوْنَتِ سالم صیغہ اسم فاعل اور صیغہ اسم مفعول کی بنائی جاتی ہے) یہ بھی غلط ہے کہ غیر اسم فاعل اور غیر اسم مفعول سے بھی بنائی جاتی ہے جیسے (بُیُوْتَات) (بُیُوْت) سے اور (بُیُوْت) نہ اسم فاعل ہے نہ اسم مفعول۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

پنجم قسم غیر منصرف و آل اسمیت کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد و اسباب منع صرف نہ است عدل و وصف و تانیث و معرفہ و عجمہ و جمع و ترکیب و وزن فعل و الف و نون زائدتان چوں عَمَرُوْا حَمَرُوْا وَ طَلَحَتْ وَ زَيْنَبُ وَ اِبْرَاهِيْمُ وَ مَسَاجِدُ وَ مَعْدِي كَرَبُ وَ اَحْمَدُ وَ عَمْرَانُ رَفْعُش بضمہ باشد و نصب و جر بفتحہ چوں جَاءَ عَمْرُوْا رَأَيْتُ عَمْرُوْا وَ مَرَرْتُ بِعَمْرٍ۔

پانچویں قسم غیر منصرف اور وہ ایسا اسم ہے جس میں دو سبب اسباب منع صرف سے ہوں اور اسباب منع صرف تو ہیں عدل اور وصف اور تانیث اور معرفہ اور عجمہ اور جمع اور ترکیب اور وزن فعل اور الف و نون زائدتان جیسے

عُمَرُ اور أَحْمَرُ اور طَلْحَةُ اور زَيْنَبُ اور اِبْرَاهِيمُ اور مَسَاجِدُ اور مَعْدِي
كَرَبُ اور أَحْمَدُ اور عِمْرَانُ اُس کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب و جر فتح
کے ساتھ جیسے جَاءَ عُمَرُ اور رَأَيْتُ عُمَرَ اور مَرَرْتُ بِعُمَرَ۔

(غیر منصرف) کی تعریف مصنف علیہ الرحمۃ نے بایں طور فرمائی کہ وہ
ایسا اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب پائے جائیں اس
میں (دو سبب) عام ہیں کہ وہ دونوں حقیقۃً ہوں جیسے (عُمَرُ) میں ایک عدل
اور دوسرا علمیت۔ یا ایک حقیقۃً دوسرا حکماً جیسے (حُبْلَى) میں ایک سبب الف مقصورہ
برائے تانیث جو حقیقۃً سبب ہے اور دوسرا اُس کا کلمہ کو وضعاً لازم ہونا جو بمنزلہ تانیث
دیگر ہے، یہ لزوم سبب حکماً ہے۔

اس کو دوسرے حضرات نے یوں بیان فرمایا ہے کہ غیر منصرف وہ اسم ہے
جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب پائے جائیں یا ایک سبب جو دو کے قائم
مقام ہو۔ نظر برآں مصنف علیہ الرحمۃ کی تعریف دونوں قسم کے سبب کو شامل ہے
اسباب منع صرف کی تعریف اور شرائط وغیرہ اگلی کتابوں میں بالتفصیل آئیں گے۔

یہاں پر اجمالی بیان کافی ہے اور وہ یہ کہ عدل کے معنی ہیں، اسم کے مادہ
کا صورت اصلی سے نکالا جانا بایں طور کہ کسی قاعدہ صرفی پر مبنی نہ ہو جیسے (عُمَرُ) کے
مادہ عین، میم، را، کا اپنی صورت اصلی (عَامِرُ) سے بدوں قاعدہ صرف (عُمَرُ) کی
طرف نکالا جانا اور (وصف) کے معنی ہیں اسم کا ایسی ذات پر دلالت
کرنا جو صفت (حُمَرَة) یعنی سُرخ کی ساتھ موصوف ہو اور (تانیث) کے معنی
ہیں (اسم کا مؤنث ہونا)

خواہ بایں طور کہ اُس کے آخر (تا) لگے جو بحالت وقف (ہا) ہو جاتی ہے
یا بایں طور کہ وہ کسی مادہ کا علم ہو جیسے (طَلْحَةُ) کا بالحق (تا) مؤنث ہونا اس کو تانیث

لفظ کہتے ہیں۔ اور (زَيْنَبُ) کا عورت کے لئے عَلَم ہونا اس کو تانیث معنوی کہتے ہیں اور (معرفة) کے معنی مراد ہیں (اسم کا علم ہونا) جیسے ان دونوں کا علم ہونا کہ اول ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم ہے جو عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ جمادی الاولیٰ ۳۲ھ بمصر ۶۴ سال جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ مزار مبارک بصرہ میں ہے اور دوم نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام المؤمنین کا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ جن کا نکاح خود اللہ عزوجل نے آسمان پر پڑھایا تھا بعد فاروقی ۲۰ھ میں وصال فرمایا۔ جنازہ کی چار پائی سب سے پہلے ان کے لئے بنائی گئی۔

اور (عجمہ) کے معنی ہی (لغت غیر عرب میں اسم کا کسی معنی کے لئے موضوع ہونا) جیسے اسم (اِبْرَاهِيمُ) کا سریانی زبان میں ایک پیغمبر کے لئے موضوع ہونا جو سید انبیاء حبیب کبریا ﷺ کے جد امجد ہیں۔ دوسویا ایک سو پچتر سال کی عمر میں وصال فرمایا اور (جمع) سے مراد (اسم کا جمعیت کے ساتھ متصف ہونا) جیسے (مساجد) کا جمعیت کے ساتھ متصف ہو جانا بایں طور کہ اس کا کوئی جز و حرف نہ ہو (مَعْدِي كَرَبُ) کا (مَعْدِي) اور (كَرَبُ) دو کلموں سے ایک ہو جانا بایں طور کہ اس کا کوئی جز و حرف نہیں۔ دونوں جز و اسم ہیں۔ اول بکسر دال خلاف قیاس ہے مقتضائے قیاس فتح ہے کما فی ہمع الھوامع۔ کیونکہ یہ مصدر میمی ہے بمعنی تجاوز یا اسم ظرف اور دونوں کا وزن ہے (مَفْعَلٌ) یا (مَعْدِي) اسم مفعول ہے کما فی حاشیۃ الصبان جو خلاف قیاس مخفف ہے۔ تو کسرۃ دال خلاف قیاس نہیں بریں تقدیر اس کے معنی ہیں (عَدَاهُ الْكَرَبُ) اَیْ تَجَاوَزَ یعنی جس سے غم دور ہو گیا۔ کما فی تلک الحاشیۃ منتھی الارب وغیرہ لغات میں (مَعْدِي كَرَبُ) بکسر (راء) ہے لیکن (كَرَبُ) بکسر (راء) موجودہ لغات میں دستیاب نہیں ہوا۔ مذکورہ معنی سے استفادہ ہوتا ہے کہ بسکون (راء) ہے جس کے معنی

ہیں (غم) یا بکسر (راء بمعنی سکون) (راء) کے ہے اور مذکورہ معنی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مصدر میمی اور اسم ظرف ہونے کی تقدیر پر بمعنی اسم مفعول ہے جیسے لفظ (معنی) واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال یہ جلیل القدر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم ہے جو (ہمدانی) تھے اور اس حدیث کے راوی ہیں کہ سید عالم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی کہ جب اپنے مکان میں داخل ہوتا ہوں تو وحشت ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک جوڑا کبوتر پال لو۔ انہوں نے ارشاد والا کی تعمیل کی وحشت جاتی رہی (اصابہ) اور (وزن فعل) کے معنی ہیں کہ اسم کا ایسے وزن پر ہونا جو اوزان فعل سے شمار کیا جاتا ہو جیسے (أَحْمَدُ) کا (أَفْعَلُ) کے وزن پر ہونا اور (الفنون زائدتان) سے مراد (الفنون) کا اسم کے آخر میں زائد ہونا جیسے (عِمْرَانُ) کے آخر میں زائد ہیں۔

پس (عِمْرُ) میں دو سبب عدل اور علمیت ہیں اور (أَحْمَرُ) میں وصف اور وزن فعل اور (طَلْحَةُ) میں تانیث لفظ اور علمیت اور (زَيْنَبُ) میں تانیث معنوی اور علمیت اور (إِبْرَاهِيمُ) میں عجمہ اور علمیت اور (مساجد) میں جمع سبب حقیقۃ اور تکرار جمع سبب حکماً تکرار جمع کبھی حقیقۃ ہوتی ہے جیسے (أَسَاوِرَةٌ) جمع ہے (اسورة) اور (أَسْوَدَةٌ) جمع ہے (سور) بمعنی گنکن کی تو اساور جمع الجمع ہوئی اور کبھی حکماً جیسے (مساجد) کہ خود جمع الجمع نہیں بلکہ جمع الجمع (أَسَاوِرُ) کے وزن پر ہے۔

بہر کیف (تکرار) حقیقۃ ہو یا حکماً سبب حکمی ہے (معدی کرب) میں ترکیب اور علمیت اور (احمد) میں وزن فعل اور علمیت اور (عمران) میں الفنون زائدتان اور علمیت، یہ قبیلہ خزاعہ کے ایک جلیل القدر صحابی کا علم ہے یعنی عمران ابن حصین۔

ان کی کنیت (ابونجیدہ) تھی فرشتے ان سے مصافحہ کرتے تھے اور یہ کرانا کا تبین کو دیکھتے

اور اُن کی ان سے گفتگو ہوتی تھی۔ ۵۳ھ میں وصال فرمایا۔
ترکیب:

(جَاءَ) فعل ماضی مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب (عُمَرَ) غیر منصرف
مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: آئے عمر۔

(رَأَيْتُ) بترکیب سابق (عُمَرَ) غیر منصرف منصوب لفظاً مفعول بہ۔ فعل
اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں نے عمر کو دیکھا

(مَرَدْتُ) بترکیب سابق (بُعَمَرَ) میں (با) حرف جار مبنی بر کسر (عُمَرَ) غیر منصرف
مجرور بفتح۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ
خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں عمر کے پاس سے گذرا۔

تنبیہ ۶۷ تا ۷۱:

المصباح المنیر صفحہ ۶۶ اور مہر منیر صفحہ ۶۱ میں بالفاظ مختلف بیان کیا ہے کہ
مصنف علیہ الرحمۃ نے غیر منصرف کی تعریف میں صرف اُس کو بیان کیا ہے جس
میں دو سبب پائے جائیں اور جس میں ایک سبب قائم مقام دو سبب پایا جائے اس
کو بوجہ قلت وقوع چھوڑ دیا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے اور قصور فہم پر مبنی۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے دو سبب کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں تعیم ہے کہ

دونوں حقیقہ ہوں یا ایک حقیقہ اور دوسرا حکماً۔ جس کی تفصیل گذر گئی۔

نظر برآں تعریف دونوں کو شامل ہے پھر اول میں صفحہ ۶۷ پر سبب وصف کی تعریف میں کہا کہ (غیر منصرف کا دوسرا سبب وصف ہے۔ اصطلاح نحو میں وصف کہتے ہیں ایسے اسم کو جو علاوہ اُس کے ذات پر دلالت کرے وضع کے لحاظ سے وصفی معنی کو بھی شامل ہو) یہ بھی غلط ہے اور علم نحو پر افتراء اور عبارت دیوبندی سانچے میں ڈھلی بھونڈی۔

غلط اس لئے کہ جو وصف سبب غیر منصرف ہے وہ از قبیل ذات نہیں بلکہ از قبیل معنی ہے اور اسم از قبیل ذات پھر اسم کے ساتھ اُس کی تفسیر کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ اس کی تفسیر وہی ہے جو ہم نے بیان کی۔

اور (افتراء) اس لئے کہ کتب نحو میں یہ تفسیر مذکور نہیں بلکہ وہی ہے جو ہم نے بیان کی۔ کمافی شرح الجامی قدس سرہ السامی۔

پھر بالفاظ مختلف اول کے صفحہ ۶۸ پر اور دوم کے صفحہ ۶۳ پر لکھا کہ ترکیب سے جو مرکب حاصل ہو (اُس کو نحوی مرکب منع صرف کہتے ہیں۔ اس مرکب منع صرف کے لئے شرط یہ ہے کہ علم ہو اور ایک کلمہ دوسرے کلمہ کا جزو واقع نہ ہو) یہ بھی غلط ہے اور دیوبندی اضافہ جو معنی ترکیب نہ سمجھنے پر مبنی۔ مرکب منع صرف میں یہ معتبر ہے کہ اُس کا کوئی جزو حرف نہ ہو جیسے ترکیب کی تعریف میں گذرا۔

یہ کسی نحوی نے نہیں لکھا کہ ایک کلمہ دوسرے کلمہ کا جزو واقع نہ ہو پھر دوم کے صفحہ ۶۴ پر ہے (غیر منصرف چونکہ اپنے وجود میں دوسببوں کو ساتھ لئے ہوتا ہے اسی لئے یہ فعل متعدی سے مشابہت رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی دو چیزوں فاعل اور مفعول بہ کو ساتھ لئے ہوتا ہے اور فعل متعدی پر کسرہ اور تنوین نہیں آتے اس لئے غیر منصرف پر بھی یہ دونوں حرکتیں نہیں آتیں۔ یہ بھی غلط اور دیوبندی تک بندی ہے۔ اور اس پر مبنی

کہ شرح جامی پڑھی نہیں یا پڑھی تو سمجھی نہیں یا سمجھی تو محفوظ نہیں۔

غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہ آنے کی وجہ شرح جامی میں یوں بیان فرمائی کہ ہر سبب کسی اصل کی فرع ہے تو ہر سبب کے لئے اُس اصل کے اعتبار سے (فرعیت) ہوئی۔ جب غیر منصرف میں دو سبب پائے گئے تو اُس میں دو فروعیات حاصل ہوئی۔

نظر برآں وہ فعل کے مشابہ ہو گیا کہ اُس میں بھی دو فروعیات ہوتی ہیں اور مشبہ بہ یعنی فعل پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتے تو مشبہ یعنی غیر منصرف پر بھی ان کا دخول ممنوع قرار پایا۔ رہی یہ بات کہ ہر سبب کسی اصل کی فرع ہے وہ یوں کہ عدل فرع ہے (معدول عنہ) کی اور وصف (موصوف) کی اور تانیث (تذکیر) کی اور تعریف (تنکیر) کی اور عجمہ (عربیت) کی اور وزن فعل (وزن اسم) کی اور فعل میں دو فرعیت بہ نسبت اسم بایں معنی کہ فعل مصدر سے مشتق ہوتا ہے اور مصدر اسم تو فعل اشتقاق میں اس کی طرف محتاج ہوا ایک فرعیت تو یہ ہوئی۔

دوسری یہ کہ فعل رکن کلام بننے میں فاعل کی طرف محتاج اور فاعل اسم ہوتا ہے تو فعل رکن کلام بننے میں اسم کی طرف محتاج ہوا۔ نظر برآں فعل میں دو فرعیت حاصل ہو گئیں۔ ہم نے دیو بندی تک بندی اس لئے کہا کہ اس کے پیش نظر لازم آتا ہے کہ ہر غیر منصرف مبنی ہو جائے کیونکہ اس دیو بندی تک بندی میں (مشبہ بہ) فعل متعدی کو قرار دیا ہے تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ (غیر منصرف) چونکہ اپنے وجود میں دو سببوں کو ساتھ لئے ہوتا ہے اس لئے یہ فعل امر حاضر معروف متعدی سے مشابہت رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی دو چیزوں فاعل اور مفعول بہ کو ساتھ لئے ہوتا ہے اور امر حاضر معروف متعدی مبنی ہوتا ہے۔ تو غیر منصرف بھی مبنی ہوا) یہ فساد اس بنا پر لازم آیا کہ فعل متعدی کو (مشبہ بہ) قرار دیا اور نجات نے مطلق فعل کو (مشبہ

بہ) قرار دیا تھا اور مطلق فعل کو (مشبہ بہ) قرار دینے کی تقدیر پر دیو بندی تک بندی جاری نہ ہوگی نہ فساد مذکور لازم آئے گا۔ نیز لازم آئے گا کہ ہر منصرف پر کسرہ اور تنوین ممنوع قرار پائیں کہ اس دیو بندی تک بندی میں وجہ شبہہ (اثنییت) ہے اگرچہ اس کے موصوف مشبہ اور مشبہ بہ میں مختلف ہوں کہ غیر منصرف میں اس کے موصوف دو سبب ہیں اور فعل متعدی میں فاعل اور مفعول بہ۔

نظر برآں یہ دیو بندی تک بندی ہر منصرف میں جاری ہو جائے گی مثلاً زید میں یوں کہ زید اپنے وجود میں دو امر ساتھ لئے ہوئے ہے ایک ثلاثی ہونا، دوم اجوف یائی ہونا، اس لئے یہ فعل متعدی سے مشابہت رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی دو چیزوں فاعل اور مفعول بہ کو ساتھ لئے ہوتا ہے اور فعل متعدی پر کسرہ اور تنوین نہیں آتے اس لئے (زید) پر بھی کسرہ اور تنوین نہیں آتے۔

لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم

بخلاف نجات کی بیان کردہ وجہ شبہہ کہ وہ ہر غیر منصرف اور ہر فعل میں مشترک ہے۔ پھر اول کہ صفحہ ۶۹ پر اور دوم کے صفحہ ۶۴ پر (مَرَرْتُ بِغَمَرَ) کا ترجمہ تحریر کیا ہے، میں عمر کے ساتھ گزرا یہ بھی غلط ہے اس کا ترجمہ ہے (میں عمر کے پاس سے گزرا)

دونوں میں فرق یہ ہے کہ اُس ترجمہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ متکلم اور عمر دونوں گزرنے والے ہیں اور فعل مرور، دونوں سے صادر ہوا۔ حالانکہ اس جملہ کا یہ مفہوم نہیں اس کا مفہوم تو یہ ہے کہ گزرنے والا صرف متکلم ہے فعل مرور صرف متکلم سے وقوع میں آیا اور اس کا گزر عمر کے پاس سے ہوا۔

شرح مائۃ بھی یاد نہیں اُس میں (مَرَرْتُ بِزَيْدٍ) کا ترجمہ بتایا ہے (ای التصق مروری بمكان يقرب منه زيد) سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

ششم اسمائے ستہ مکبرہ در وقتیکہ مضاف باشند بغیر یائے متکلم چوں اَبْ
وَ اَخْ وَ حَمْ وَ هَنْ وَ فَمْ وَ ذُوْ مَالِ رَفْعِ شان بواو باشد و نصب بالف و جر بیا چوں جَاءَ
اَبُوْکَ وَ رَاَيْتُ اَبَاکَ وَ مَرَرْتُ بِاَبِیْکَ۔

چھٹی قسم اسمائے ستہ مکبرہ جس وقت کہ مضاف ہوں بغیر یائے متکلم کی
طرف جیسے اَبْ وَ اَخْ وَ حَمْ وَ هَنْ وَ فَمْ اور ذو مال ان کا رفع واو کے ساتھ ہوتا ہے
اور نصب الف کے ساتھ اور جر یا کے ساتھ جیسے جَاءَ اَبُوْکَ وَ رَاَيْتُ اَبَاکَ
وَ مَرَرْتُ بِاَبِیْکَ۔

ان چھ اسموں کا اعراب مذکورہ تین شرطوں کے ساتھ مشروط ہے۔

اول یہ کہ (مکبرہ) ہوں کہ ان میں یائے تصغیر نہ ہو جیسے (قریش) میں تھی
اور جس میں یائے تصغیر ہوتی ہے اُس کو (مصغر) کہتے ہیں۔

ان چھ میں بجز (ذو) سب کی تصغیر ہوتی ہے اُس وقت یہ مفرد منصرف جاری
مجرائے صحیح ہو جاتے ہیں اور وہی اعراب ہوتا ہے جیسے (اَبْ) کی تصغیر (اَبِیُّ) بروزن
فَعِلْ اس میں (واو) اور (یا) جمع ہوئے اول ساکن تھا واو کو یا کر کے (یا) میں ادغام
کر دیا (اَبِیُّ) ہو گیا۔ اسی طرح باقی کی جیسے جَاءَ اُبِیُّ. رَاَيْتُ اُبِیًّا. مَرَرْتُ بِاُبِیِّ۔

خوب یاد رہے کہ (اَبْ) کے معنی ہیں (باپ) لیکن کبھی (چچا) پر بھی بولا جاتا ہے
جیسے وَ اَذْقَالَ اِبْرَاهِیْمَ لَابِیْہِ اَذْرَ میں (اَذْرَ) پر (اَبْ) کا اطلاق فرمایا۔ حالانکہ وہ
چچا تھا باپ نہیں کیونکہ (اَذْرَ) بُت پرست تھا اور بُت پرستی شرک ہے اور انبیاء کرام علیہم
الصلوٰۃ والسلام کے باپ، دادا، پردادا وغیرہ اصول شرک سے محفوظ ہوتے ہیں۔

دوم یہ کہ (مُوَحِّدَہ) ہوں یعنی تثنیہ اور جمع نہ ہوں کہ اس صورت میں ان

کا اعراب تشنیہ اور جمع کا اعراب ہوگا جس کا بیان آگے آرہا ہے۔
 سوم یہ کہ غیر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں۔ غیر یائے متکلم عام ہے کہ
 اسم ظاہر ہو جیسے جَاءَ أَبُو زَيْدٍ. رَأَيْتُ أَبَا زَيْدٍ. مَرَرْتُ بِأَبِي زَيْدٍ۔ اسی طرح باقی۔
 بجز (ذُو) کہ وہ اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے نہ معرفہ کی طرف اور بغیر اضافت
 بھی مستعمل نہیں ہوتا۔

اسی طرف اشارہ کرنے کے لئے مصنف علیہ الرحمۃ نے (ذُو مَالٍ) فرمایا فقط (ذُو) نہ
 فرمایا۔ بخلاف باقی کہ وہ بغیر اضافت بھی مستعمل ہوتے ہیں اور اس وقت ان
 کا اعراب مفرد منصرف صحیح کا ہوتا ہے جیسے جَاءَ نَيْ أَبٍ. رَأَيْتُ أَبَا مَرَرْتُ
 بِأَبٍ۔ اسی طرح باقی یا ضمیر ہو جیسے جَاءَ أَبُوكَ۔
 ترکیب:

(جَاءَ) ترکیب معلوم (أَبُو) اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواو، مضاف
 (ک) ضمیر مجرور متصل مبنی بر فتح مضاف الیہ مجرور محلا۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے
 مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
 ترجمہ آیا تیرا باپ۔

(رَأَيْتُ أَبَاكَ) اس میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ
 واحد متکلم (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (ابا) اسمائے ستہ مکبرہ
 سے منصوب بالف مضاف (ک) ضمیر مجرور متصل مبنی بر فتح مضاف الیہ مجرور محلا۔
 مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ
 سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے تیرے باپ کو دیکھا۔

(مَرَرْتُ بِأَبِيكَ) میں (مَرَرْتُ) ترکیب سابق (با) حرف جار مبنی

برکسر (اَبی) اسمائے ستہ مکبرہ سے مجرور بیا مضاف (ک) ضمیر مجرور متصل مبنی بر فتح مضاف الیہ مجرور محلاً مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں تیرے باپ کے پاس سے گذرا۔

(فَم) اصل میں (فوہ) تھا اس کی (ہا) خلاف قیاس حذف ہوگئی تو (فو) رہ گیا جب مضاف نہ ہو تو واو کو (میم) سے بدل کر (فم) کہتے ہیں اور جب غیر یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو واو (واو) لوٹ آتا ہے

جیسے انْفَتَحَ فُؤْکَ۔ تمہارا منہ کھل گیا۔ فَتَحْتُ فَاکَ۔ تمہارا منہ میں نے کھول دیا۔ وَضَعْتُ عَلٰی فِیْکَ یَدِیْ۔ میں نے اپنا ہاتھ تمہارے منہ پر رکھ دیا۔ ہفتم ثنی چوں رَجُلَانِ۔ ہشتم کَلَاوِ کِلْتَا مضاف بمضمون اِثْنَانِ وَاِثْنَانِ رفع آں بالف باشد و نصب و جر یائے ماقبل مفتوح۔

چوں جَاءَ رَجُلَانِ وَکَلَاهُمَا وَاِثْنَانِ وَرَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَکَلِيَهُمَا وَاِثْنَيْنِ وَمَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَکَلِيَهُمَا وَاِثْنَيْنِ۔

ساتویں قسم ثنی جیسے رَجُلَانِ۔ آٹھویں قسم کَلَاوِ کِلْتَا جو مضاف بسوئے ضمیر۔ نویں قسم اِثْنَانِ اور اِثْنَانِ ان کا رفع الف کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب و جر یائے ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے جَاءَ رَجُلَانِ وَکَلَاهُمَا وَاِثْنَانِ وَرَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَکَلِيَهُمَا وَاِثْنَيْنِ وَمَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَکَلِيَهُمَا وَاِثْنَيْنِ۔

(کَلَا) دراصل (کَلَوُ) تھا۔ واو متحرک ماقبل مفتوح واو کو الف سے بدل دیا (کَلَا) ہو گیا اور (کَلْتَا) دراصل (کَلَوِی) تھا (واو) کو خلاف قیاس (تا) سے بدلاتو (کَلْتَا) ہو گیا۔ اس میں (تا) خالص تانیث کے لئے نہیں بلکہ لام کلمہ سے بدلی ہوئی ہے۔ اگر خالص تانیث کے لئے ہوتی تو لام کلمہ کے بعد آتی۔ اسی طرح الف بھی

خالص تانیث کے لئے نہیں کہ وہ حالت نصب و جر میں (یا) سے بدل جائے۔ اور خالص تانیث کا الف بوجہ اعراب بدلتا نہیں بلکہ دونوں میں بوئے تانیث ہے اسی واسطے دونوں کا اجتماع جائز قرار پایا اور نہ جائز نہ ہوتا۔

تو گویا تانیث دونوں کے مجموعے سے حاصل ہوئی کہ دو علامت تانیث کا اجتماع جائز نہیں اور (اثنان) میں (تا) خلاف قیاس (یا) سے بدلی ہوئی ہے اور یہ بھی خالص تانیث کے لئے نہیں کیونکہ یہ وسط میں واقع ہے اور خالص تانیث کی (تا) وسط میں نہیں واقع ہوتی (کَلَّا) اور (کَلْتَا) اور (اثنان اور اثنان) ثنی نہیں کیونکہ ان کا مفرد نہیں آتا اسی واسطے ثنی مذکور کی تعریف ان پر صادق نہیں آتی بلکہ ثنی کے ہم معنی ہیں کہ ثنی کی طرح یہ بھی دو پر دلالت کرتے ہیں۔ حسب سابق ان مثالوں میں بھی بقرینہ سابق اختصاراً فعل اور حرف جار محذوف ہے۔

ترکیب:

(جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (رَجُلَانِ) ثنی مرفوع باللف فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: دو مرد آئے۔

(كَلَاهُمَا) یعنی (جَاءَ كَلَاهُمَا) اس میں (جَاءَ) ترکیب سابق (كَلَا) مرفوع باللف مضاف (هُمَا) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زَيْدَانِ (میم) حرف عما مبنی بر فتح (الف) علامت تشنیہ مبنی بر سکون مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ دونوں زید آئے۔

(اثنان) یعنی (جَاءَ اثنان) اس میں (جَاءَ) ترکیب سابق (اثنان) مرفوع

بالف فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: دو آئے

(رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (رَجُلَيْنِ) ثنی منصوب بیائے ماقبل مفتوح، مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں نے دو مرد دیکھے۔

(كَلَيْهِمَا) یعنی (رَأَيْتُ كَلَيْهِمَا) اس میں رَأَيْتُ بترکیب معلوم اور (كَلَيْ) منصوب بیائے ماقبل مفتوح مضاف (هِمَا) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مبنی برکسر راجع بسوئے غائب مثلاً زَيْدَانِ۔
(میم) حرف عدا مبنی برفتح (الف) علامت تشنیہ مبنی برسکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں نے ان دونوں کو دیکھا۔

(اِثْنَيْنِ) یعنی (رَأَيْتُ اِثْنَيْنِ) اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (اِثْنَيْنِ) منصوب بیائے ماقبل مفتوح مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں نے دو دیکھے۔

(مَرَرْتُ) بترکیب معلوم (بَا) حرف جار مبنی برکسر (رَجُلَيْنِ) ثنی مجرور بیائے ماقبل مفتوح۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں دو مردوں کے پاس سے گزرا۔

(كَلَيْهِمَا) یعنی (مَرَرْتُ بِكَلَيْهِمَا) اس میں (مَرَرْتُ) بترکیب معلوم (بَا) حرف جار مبنی برکسر (كَلَيْ) مجرور بیائے ماقبل مفتوح مضاف (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف

الیہ مجرور محلّ مبنی بر کسر راجع بسوئے غائب مثلاً زَيْدَانِ (میسیم) حرف عدا مبنی
برفتح (الف) علامت تشنیہ مبنی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل
کر مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ
خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں ان دونوں کے پاس سے گذرا۔

(اثنین) یعنی مَرَرْتُ بِاِثْنَيْنِ اس میں (مَرَرْتُ) بترکیب معلوم (با) حرف
جار مبنی بر کسر (اثنین) مجرور بیائے ماقبل مفتوح۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے
فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں دو کے پاس سے گذرا۔

تنبیہ ۷۲ تا ۷۳:

مہر منیر صفحہ ۶۴ میں (اثنان) کا ترجمہ (دو مرد) اور (اثنان) کا (دو عورت) کیا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے کہ یہ دونوں لفظ مرد اور عورت کے لئے وضع نہیں کئے گئے بلکہ
مذکر و مؤنث اصطلاحی کے لئے خواہ وہ دو مرد اور دو عورت ہوں یا غیر مرد اور عورت جیسے
قرآن کریم میں ہے

(مِنَ الضَّأْنِ اِثْنَيْنِ) اور (فَاَنْبَجَسْتُ مِنْهُ اِثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا) (ضَأْنٌ) کے
لئے (اِثْنَيْنِ) استعمال فرمایا جو مرد نہیں اور (عَيْنٌ) بمعنی (چشمہ) کے
لئے (اِثْنَتَانِ) جو عورت نہیں۔ اس کا نون آیت کریمہ میں بوجہ ترکیب ساقط
ہو گیا ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

دہم جمع مذکر سالم چوں مُسْلِمُونَ۔ یازدہم اُولُو۔ دوازدہم عَشْرُونَ
تَا تِسْعُونَ رفع شاں بواو ماقبل مضموم باشد و نصب و جر بیائے ماقبل مکسور چوں جَاءَ
مُسْلِمُونَ وَاُولُو مَالٍ وِعَشْرُونَ رَجُلًا وَاَيْتُ مُسْلِمِينَ وَاُولَى مَالٍ
وَعِشْرِينَ رَجُلًا وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِينَ وَاُولَى مَالٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا وَمَرَرْتُ
بِمُسْلِمِينَ وَاُولَى مَالٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا۔

دسویں قسم جمع مذکر سالم جیسے مُسْلِمُونَ۔ گیارہویں قسم اُولُو۔ بارہویں قسم
عَشْرُونَ سے تِسْعُونَ تک۔ ان رفع کا وواو ماقبل مضموم کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب
و جر بیائے ماقبل مکسور کے ساتھ جیسے جَاءَ مُسْلِمُونَ اور اُولُو مَالٍ وِعَشْرُونَ
رَجُلًا وَاَيْتُ مُسْلِمِينَ وَاُولَى مَالٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِينَ
وَاُولَى مَالٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِينَ وَاُولَى مَالٍ وَعِشْرِينَ
رَجُلًا۔

(جمع مذکر سالم) کی تعریف گذر گئی (اُولُو) جمع مِنْ غَيْرِ لَفْظِہ
ہے (ذُو) کی۔ اسی واسطے جمع مذکر سالم میں داخل نہیں کیونکہ اس میں مفرد کی بقا واجب
ہے جیسے (مُسْلِمُونَ) میں (مسلم) باقی ہے اور (عَشْرُونَ) تا (تِسْعُونَ) سے
مراد آٹھ دہائیاں یعنی:

عَشْرُونَ. ثَلَاثُونَ. اَرْبَعُونَ. خَمْسُونَ. سِتُونَ. سَبْعُونَ. ثَمَانُونَ. تِسْعُونَ۔
ترکیب:

(جَاءَ) بترکیب سابق (مُسْلِمُونَ) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم
فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: آئے مسلمان۔

یہاں پر بھی تینوں مثالوں میں فعل اور حرف جار اختصاراً محذوف

ہیں جیسے (أُولُو مَالٍ) یعنی (جَاءَ أُولُو مَالٍ) اس میں (جَاءَ) بترکیب معلوم اور (أُولُو) مرفوع بواو ماقبل مضموم مضاف (مال) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: آئے مال والے۔

(عِشْرُونَ رَجُلًا) یعنی (جَاءَ عِشْرُونَ رَجُلًا) اس میں (جَاءَ) بترکیب معلوم (عِشْرُونَ) مرفوع بواو ماقبل مضموم ممیز (رَجُلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: آئے بیس مرد۔

(رَأَيْتُ مُسْلِمِينَ) اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (مُسْلِمِينَ) جمع مذکر سالم منصوب بیائے ماقبل مکسور مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے مسلمانوں کو دیکھا۔

(أُولَى مَالٍ) یعنی (رَأَيْتُ أُولَى مَالٍ) اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (أُولَى) منصوب بیائے ماقبل مکسور۔ مضاف (مَالٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے مال والوں کو دیکھا۔

(عِشْرِينَ رَجُلًا) یعنی (رَأَيْتُ عِشْرِينَ رَجُلًا) اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (عِشْرِينَ) منصوب بیائے ماقبل مکسور ممیز۔ (رَجُلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ

فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے بیس مرد دیکھے۔

(مَرَوْتُ بِمُسْلِمِينَ) اس میں (مَرَوْتُ) بترکیب معلوم (با) حرف جار مبنی برکسر (مُسْلِمِينَ) جمع مذکر سالم مجرور بیائے ماقبل مکسور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں مسلمانوں کے پاس سے گذرا۔

(أُولَى مَالٍ) یعنی (مَرَوْتُ بِأُولَى مَالٍ) اس میں (مَرَوْتُ) بترکیب معلوم (با) حرف جار مبنی برکسر۔

(أُولَى) مجرور بیائے ماقبل مکسور مضاف (مَالٍ) مفرد منصرف صحیح مجرد لفظاً مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں مال والوں کے پاس سے گذرا۔

(عَشْرِينَ رَجُلًا) یعنی (مَرَوْتُ بِعَشْرِينَ رَجُلًا) اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (با) حرف جار مبنی برکسر (عَشْرِينَ) مجرور بیائے ماقبل مکسور ممیز (رَجُلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز۔

ممیز اپنی تمیز سے مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں بیس مردوں کے پاس سے گذرا۔

تنبیہ ۷۴:

مہر منیر صفحہ ۶۷ اور المصباح المنیر صفحہ ۷۳ میں بالفاظ مختلف ہے کہ (عرب میں اعراب بالحرف کے لئے تین حرف مقرر ہیں الف، واو، یا۔ الف حالت رفعی

میں تشنیہ کو دے دیا گیا اور واجع کو باقی رہ گئی یا تو ما قبل مفتوح کر کے حالت نصی اور جری میں تشنیہ کو دے دی گئی اور ما قبل مکسور کر کے جمع کو)

اقول:

اس داد و دہش کو شنی اور مجموع میں محصور کرنا غلط ہے کہ اسمائے ستہ مکبرہ بھی تو اس میں شریک ہیں۔ ان کا اعراب بھی انہیں حرف کے ساتھ ہوتا ہے کما سبق۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

سینزدہم اسم مقصورہ وآں اسمیت کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چوں مُوسٰی۔ چہاردہم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں غلامی رفع شاں بتقدیر ضمہ باشد و نصب بتقدیر فتح و جر بتقدیر کسرہ و در لفظ ہمیشہ یکساں باشد چوں جَاءَ مُوسٰی وَ غلامی وَ رَأٰیْتُ مُوسٰی وَ غلامی وَ مَرَرْتُ بِمُوسٰی وَ غلامی۔

تیرہویں قسم اسم مقصورہ اور وہ ایسا اسم ہے جس کے آخر الف مقصورہ ہو جیسے مُوسٰی چودھویں قسم غیر جمع مذکر سالم جو مضاف بسوئے یا ئے متکلم جیسے غلامی ان کا رفع ضمہ مقدرہ کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب فتح مقدرہ کے ساتھ اور جر کسرہ مقدرہ کے ساتھ اور لفظ میں ہمیشہ یکساں رہتے ہیں جیسے جَاءَ مُوسٰی اور غلامی اور رَأٰیْتُ مُوسٰی اور غلامی اور مَرَرْتُ بِمُوسٰی اور غلامی۔

مخفی نہ رہے کہ یہاں پر اسم مقصور سے مراد وہ اسم نہیں جس کے آخر میں الف مقصورہ زائد ہو کیونکہ ایسا اسم غیر منصرف ہوتا ہے بایں سبب کہ الف مقصورہ زائدہ علامت تانیث ہے اور دو سبب کے قائم مقام اور غیر منصرف کا اعراب

حالت جر میں بفتح لفظی ہوتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِعُمَرَ یا بفتح تقدیری جیسے مَرَرْتُ بِحُبْلَى میں۔ بلکہ مراد وہ اسم مقصورہ ہے جس کے آخر الف مقصورہ غیر زائدہ ہو یعنی حرف اصلی لام کلمہ سے بدلا ہو جیسے:

المصطفیٰ میں الف مقصورہ لفظاً ہے۔ اور (مصطفیٰ) تقدیراً کہ بوجہ اجتماع ساکنین ساقط ہو گیا۔

نظر بر آں (مُوسَى) باتنویں پڑھا جائے کہ اصل میں (مُوسَى) بروزن (مُفْعَل) اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی (مَخْلُوق) مصدر (إِسَاءَ) سے جس کے معنی ہیں (حَلَقَ)۔ اس میں یہ تعلیل ہوئی کہ (یا) متحرک ماقبل مفتوح، اُس کو الف سے بدل لیا۔ الف اور تنوین میں اجتماع ساکنین ہوا۔ الف گر گیا (مُوسَى) رہ گیا جو تینوں حالتوں میں اسی طرح رہے گا۔

یہ (مُوسَى) وہ نہیں جو ایک جلیل القدر پیغمبر کا اسم گرامی ہے جو بنی اسرائیل کی طرف فرعون کے زمانے میں مبعوث ہوئے تھے کہ یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے تو بوجہ عجمہ اور علمیت غیر منصرف ہوا۔ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام۔

اور جب اس پر الف لام داخل کریں جیسے (الْمُوسَى) تو الف مقصورہ لفظاً ہوگا کہ اب اصل میں اجتماع ساکنین نہیں جس کی وجہ سے گر گیا تھا۔

ترکیب:

(جَاءَ) بترکیب معلوم (مُوسَى) اسم مقصورہ مرفوع تقدیراً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: آیا ایک مونثا ہوا۔ (لفظ موسیٰ کا عربی لغت میں معنی ہے)

(غُلَامِی) یعنی (جَاءَ غُلَامِی) اس میں (جَاءَ) بترکیب معلوم (غُلَامِ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بسوئے یائے متکلم مرفوع تقدیراً۔

کسرۃ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: آیا میرا غلام۔

(رَأَيْتُ مُوسَى) اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (مُوسَى) اسم مقصورہ منصوب تقدیراً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں نے ایک موٹے ہوئے کو دیکھا۔ (لفظ مُوسَى کا عربی لغت میں معنی ہے)۔

(غُلَامِي) یعنی (رَأَيْتُ غُلَامِي) اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (غُلَامِي) غیر جمع مذکر سالم مضاف بسوئے یا ئے متکلم منصوب تقدیراً کسرۃ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں نے اپنے غلام کو دیکھا۔

(مَرَرْتُ بِمُوسَى) اس میں (مَرَرْتُ) بترکیب معلوم (بِا) حرف جار مبنی بر کسر (مُوسَى) اسم مقصور مجرور تقدیراً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں ایک موٹے ہوئے کے پاس سے گذرا۔

(غُلَامِي) یعنی مَرَرْتُ بِغُلَامِي اس میں (مَرَرْتُ) بترکیب معلوم اور (بِا) حرف جار مبنی بر کسر (غُلَامِي) غیر جمع مذکر سالم مضاف بسوئے یا ئے متکلم مجرور تقدیراً کسرۃ موجودہ حرکت مناسبت۔

(یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون مضاف اپنے مضاف

الیہ سے مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں اپنے غلام کے پاس سے گذرا۔

پانزدہم اسم منقوص وَاں اسمیت کہ آخرش یائے ماقبل مکسور باشد چوں قَاضِیُ
رفعش بتقدیر ضمہ باشد و نصبش بفتح لفظی و جرش بتقدیر کسرہ چوں جَاءَ الْقَاضِیُ
وَرَأَيْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیِ.

پندرھویں قسم اسم منقوص اور وہ ایسا اسم ہے جس کے آخر یائے ماقبل
مکسور ہو جیسے قاضی اس کا رفع ضمہ مقدر کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کا نصب بفتح لفظی
اور اس کا جر کسرہ مقدر کے ساتھ۔

جیسے جَاءَ الْقَاضِیُ اور رَأَيْتُ الْقَاضِیَ اور مَرَرْتُ بِالْقَاضِیِ.

ترکیب:

(جَاءَ) ترکیب معلوم (الْقَاضِیُ) اسم منقوص مرفوع تقدیر افاعل۔ فعل
اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: قاضی آیا۔

(رَأَيْتُ) ترکیب معلوم (الْقَاضِیَ) اسم منقوص مجرور تقدیر منصوب
لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے قاضی کو دیکھا۔

(مَرَرْتُ) ترکیب معلوم (بِ) حرف جار مبنی بر کسر (القاضی) اسم منقوص
مجرور تقدیر، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ
ہوا۔

ترجمہ: میں قاضی کے پاس سے گذرا۔

تنبیہ ۷۵:

مہر منیر صفحہ ۶۸ میں اسم منقوص کی تعریف یوں کی ہے کہ (اصطلاح میں اُس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں یا ساکن ماقبل مکسور ہو)۔

اقول:

یہ غلط ہے اور اصطلاح پر افتراء۔ غلط اس لئے کہ بحالت نصب جیسے رَأَيْتُ الْقَاضِيَّ میں (الْقَاضِيَّ) اسم منقوص ہونے سے نکل گیا کہ (یا) ساکن نہیں حالانکہ اسم منقوص ہے۔

اور افتراء اس لئے کہ نحو یوں کی اصطلاح نہیں۔ یہ اُن پر افتراء ہے۔ ان کے نزدیک وہی تعریف ہے جو متن میں مذکور ہوئی (ساکن) کی قید ایجاد بندہ ہے یا بندی اور بالفاظ دیگر اضافہ دیو بندی۔ یہی موجب فساد ہوا جیسے نس بندی۔ سچ ہے کہ بہ ہی مکتب و ہی مٹا

حال طفلان زبوں شدہ است

شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں مُسْلِمِي رَفْعُش
بتقدیر و او باشد و نصب و جرش بیائے ماقبل مکسور چوں هُوْلَاءِ مُسْلِمِي کہ دراصل
مُسْلِمُونَ ی بود۔ نون بآضافت ساقط شد و او یا جمع شدند سابق ساکن
بود و او را بیا بدل کردند و رَأَيْتُ مُسْلِمِي و مَرَرْتُ بِمُسْلِمِي۔

سولھویں قسم جمع مذکر سالم جو مضاف بسوئے یائے متکلم جیسے مُسْلِمِي اس
کارفع و او مقدر کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب و جر اس کا یائے ماقبل مکسور کے ساتھ جیسے
هُوْلَاءِ مُسْلِمِي کہ اصل میں مُسْلِمُونَ ی ہی تھا۔ نون بوجہ اضافت ساقط
ہو گیا و او را بیا جمع ہوئے اور پہلا ساکن تھا تو و او کو یاء سے بدل لیا اور رَأَيْتُ مُسْلِمِي
مَرَرْتُ بِمُسْلِمِي۔

ترکیب:

(هَوَلَاءِ) میں (ہا) حرف تنہیہ مبنی بر سکون (أَوَلَاءِ) اسم اشارہ مبتداء مرفوع محلاً مبنی بر کسر (مُسْلِمِيَّ) جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مرفوع بواو مقدر مضاف (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ محلاً مبنی بر فتح۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: یہ میرے مسلمان ہیں۔

(رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (مُسْلِمِيَّ) جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب بیائے ماقبل مکسور (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مجرور محلاً مبنی بر فتح۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے اپنے مسلمانوں کو دیکھا۔
(مَرَدْتُ) بترکیب معلوم (با) حرف جار مبنی بر کسر (مُسْلِمِيَّ) جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مجرور بیائے ماقبل مکسور (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مجرور محلاً مبنی بر فتح۔

مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں اپنے مسلمانوں کے پاس سے گذرا۔

فصل:

بدانکہ اعراب مضارع سہ است رفع و نصب و جزم فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب بر چہار قسم است اول صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائے تشنیہ و جمع مذکر و برائے واحد مؤنث مخاطبہ رفعش بضمہ باشد و نصب بفتحہ و جزم بسکون چوں هُوَ يَضْرِبُ وَلَنْ

يُضْرَبَ وَلَمْ يَضْرِبْ.

جان لو کہ اعراب مضارع کے تین ہیں رفع اور نصب اور جزم۔ فعل مضارع باعتبار اقسام اعراب چار قسم پر ہے۔ اول قسم صحیح خالی ضمیر بارز مرفوع سے جو تثنیہ اور جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کے لئے ہوتی۔ اس کا مضارع کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب فتح کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ جیسے هُوَ يَضْرِبُ اور لَنْ يَضْرِبَ اور لَمْ يَضْرِبْ.

فعل (صحیح) نحو یوں کی اصطلاح میں اُس فعل کو کہتے ہیں جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو اور (مجرد از ضمیر بارز مرفوع) پانچ صیغے ہوتے ہیں واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم۔

ترکیب:

(هُوَ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا۔ مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید (يَضْرِبُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً۔ صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ مارتا ہے یا مارے گا۔

(لَنْ يَضْرِبَ) یعنی (هُوَ لَنْ يَضْرِبَ) اس میں (هُوَ) ترکیب سابق مبتدا (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَضْرِبَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً۔ صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل

کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مرفوع محل۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ ہرگز نہیں مارے گا۔

(لَمْ يَضْرِبْ) یعنی (هُوَ لَمْ يَضْرِبْ) اس میں (هُوَ) بترکیب سابق
مبتدا (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَضْرِبْ) فعل مضارع معروف صحیح
مجرد از ضمیر بارز مجزوم لفظاً۔ صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل
پوشیدہ فاعل مرفوع محل مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ
فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محل۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: اُس نے نہیں مارا۔

تنبیہ ۷۶ تا ۷۹:

المصباح المنیر صفحہ ۷۶ اور مہر منیر صفحہ ۶۹ میں ہے کہ جزم کے معنی سکون کے ہیں۔

اقول:

یہ غلط ہے، جزم عام ہے اور سکون خاص۔ کہ جزم کبھی بصورت سکون
ہوتا ہے اور کبھی بصورت حذف لام جیسے دوسری اور تیسری قسم میں آرہا ہے اور کبھی
بصورت حذف نون جیسے چوتھی قسم میں آرہا ہے۔

مولانا ہادی علی علیہ الرحمۃ کا اس مقام پر ایک حاشیہ ہے جو مصنف علیہ الرحمۃ کے
قول (جزم بسکون) میں (سکون) پر تھا۔ کسی کی غلطی سے مصنف علیہ الرحمۃ کی قول
سابق (اعراب مضارع سے است رفع ونصب وجزم) میں واقع (جزم) پر نقل ہو گیا۔
غالباً اسی سے یہ دونوں فاضلان دیوبند خود بھی گمراہ ہوئے اور بہت سے
طلبہ کو گمراہ کر ڈالا۔ خود میں اتنی سمجھ بوجھ کہاں کہ نقل کی غلطی پر آگاہ ہو سکیں۔

خیر ہم وہ حاشیہ نقل کرتے ہیں جس کو پڑھ کر ہر ذی عقل سمجھ لے گا کہ
یہ (سکون) پر ہے (جزم) پر نہیں وہ یہ ہے (یعنی سکونیکہ بسبب عامل پدید آید پس

سکونیکہ برائے غرض وقف باشد خارج خواہد بود چہ آں در ماضی ہم جائز است)۔
 اس سے ظاہر ہے کہ مولانا موصوف یہ بیان فرماتے ہیں کہ بحالت جزم (سکون) سے
 مراد مصنف علیہ الرحمۃ کی وہ سکون ہے جو عامل کا اثر ہوتا ہے نہ سکون وقف کہ وہ عامل
 کا اثر نہیں ہوتا۔ اور دونوں فاضلان دیوبند یہ سمجھ بیٹھے کہ جزم کے معنی بیان کر رہے
 ہیں۔ اس لئے بے سمجھے بوجھے بول پڑے کہ (جزم کے معنی سکون کے ہیں)۔
 لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

یا غالباً ان دونوں فاضلان دیوبند نے مصدر فیوض پڑھا تھا۔ اُس میں لکھا ہے
 کہ جزم سکون کو کہتے ہیں۔ وہی یہاں پر بیان کر دیا اور یہ نہ سمجھا کہ یہاں پر نحوی
 اصطلاح میں کلام ہو رہا ہے لیکن تعجب ہے کہ مصدر فیوض کی بات یاد رہی اور نحو میر کے
 مسائل یاد نہیں جس کی شرح لکھ رہے ہیں۔

پھر دوم کے صفحہ ۶۹ پر ہے کہ (نحویوں کی اصطلاح میں صرف معتل بللام یعنی
 جس کے لام کلمہ میں حرف علت ہو معتل شمار ہوتا ہے لہذا یہاں صحیح سے مراد وہ مضارع
 ہے جس کے لام کلمہ میں حرف علت ہو نہ ہو) یہ دونوں باتیں غلط
 ہیں اور نحویوں پر افتراء خالص۔

غلط اس لئے کہ (يَذْلُونِي) معتل کی تعریف مذکور سے نکل گیا کیونکہ اس کے
 لام کلمہ میں حرف علت نہیں اس لئے کہ یہ بروزن (يَفْعُونِي) ہے اس سے ظاہر ہوا کہ
 لام کلمہ کی جگہ حرف علت نہیں بلکہ لام ہے۔

حالانکہ نحویوں کے نزدیک یہ معتل ہے اور صحیح کی تعریف مذکور اس پر صادق
 آتی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں بلکہ معتل ہے۔ یہ باب (افْعُولَاء) سے ہے جس کو ثلاثی
 مزید باہرہ وصل کے ابواب سے کرتے ہیں مگر مشہور ابواب سے نہیں۔

کما فی نوادر الاصول (با) اس کے آخر زائد ہے اور (فا) کلمہ (ذال) اور عین

کلمہ (لام) اور لام کلمہ بھی (لام) اس کا مصدر ہے (اذْلُوا لَاء) جس کے معنی ہیں (انقیاد) کذا فی المنجد الکبیر۔ نظر برآں ظاہر ہوا کہ معتل اور صحیح دونوں کی تعریف مذکور غلط ہے۔ افتراء اس لئے کہ نحو یوں کی طرف یہ نسبت مطابق واقع نہیں انہوں نے تو یوں تعریف کی ہے کہ صحیح وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہونہ اصلی نہ زائد۔ اور معتل وہ ہے جس کے آخر حرف علت ہو خواہ اصلی جیسے يَدْغُوْ خواہ زائد جیسے (يَدْغُوْ لِيْ)۔

چنانچہ شرح جامی صفحہ ۳۲۱ میں صحیح کی تعریف یوں فرمائی وَهُوَ عِنْدَ النُّحَاةِ مَا لَمْ يَكُنْ حَرْفُهُ الْآخِرُ حَرْفَ عِلَّةٍ اس پر کلمہ میں صفحہ ۵۰۰ پر فرمایا (سَوَاءٌ كَانَ أَصْلِيًّا أَوْ زَائِدًا فَلِذَا لَمْ يَقُلْ لَامُهُ) اور صفحہ ۳۲۲ میں (المعتل) متن سے قبل (المضارع) اور بعد (الآخر) ذکر فرما کر بتایا کہ اصطلاح نحاۃ میں مضارع معتل اُس کو کہتے ہیں جس کے آخر حرف علت ہو (آخر) میں تعلیم ہے خواہ وہ لام کلمہ ہو یا زائد۔

پھر صفحہ ۷۰ پر (لَمْ يَضْرِبْ) کا ترجمہ کیا ہے (اُس نے ہرگز نہیں مارا)۔

یہ بھی غلط ہے کہ (لَمْ) تاکید نفی کے لئے نہیں آتا۔

اس لئے ترجمہ میں (ہرگز) ہرگز نہیں لا سکتے۔ مگر دیوبندی مت کا کیا علاج۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

دوم مفرد معتل واوی چوں يَغْزُوْ وَيَاوِيْ چوں يَرْمِيْ رَفْعُ تَقْدِيرِ ضَمِّ

باشد و نصب بفتح لفظی و جزم بحذف لام (یعنی بحذف آخر) چوں هُوَ يَغْزُوْ وَيَرْمِيْ

وَلَنْ يَغْزُوْ وَلَنْ يَّرْمِيْ وَلَمْ يَغْزُوْ وَلَمْ يَرْمِ

دوسری قسم مفرد معتل واوی جیسے يَغْزُوْ واور یائی جیسے يَرْمِيْ اس دوسری قسم

کارِ فتحِ ضمہِ مقدر کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب فتح لفظی کے ساتھ اور جزم بحذف لام جیسے **هُوَ يَغْزُو وَيَرْمِي وَلَنْ يَغْزُو وَلَنْ يَرْمِي وَلَمْ يَغْزُو وَلَمْ يَرْمِ**.

(مفرد) سے مراد جوتثنیہ اور جمع نہ ہو اور (معتل واوی) سے مراد جس کے آخر میں (واو) ہو اور (معتل یائی) سے مراد جس کے آخر میں (یا) ہو۔

ترکیب:

(هُوَ) ضمیر مرفوع متصل مبتدا۔ مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید (يَغْزُو) مفرد معتل واوی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ غزوہ کرتا ہے یا کرے گا۔

(یہاں پر بھی مثالوں میں اختصاراً (هُوَ) مبتدا محذوف ہے (يَوْمِي) یعنی (هُوَ يَوْمِي) اس میں (هُوَ) ترکیب سابق مبتدا (يَوْمِي) مفرد معتل یائی مرفوع تقدیراً۔ صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ تیر پھینکتا ہے یا تیر پھینکے گا۔

(لَنْ يَغْزُو) یعنی (هُوَ لَنْ يَغْزُو) اس میں (هُوَ) ترکیب معلوم مبتدا (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَغْزُو) مفرد معتل واوی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح

راجع بسوئے مبتدا۔

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ ہرگز غزوہ نہیں کرے گا۔

(لَنْ يُّرْمِيَ) یعنی (هُوَلَنْ يُّرْمِيَ) اس میں (هُوَ) بترکیب سابق مبتدا (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يُرْمِيَ) مفرد معتل یائی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مرفوع محلاً۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ تیر ہرگز نہیں پھینکے گا۔

(لَمْ يَغْزُ) یعنی (هُوَلَمْ يَغْزُ) اس میں (هُوَ) بترکیب سابق مبتدا (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَغْزُ) مفرد معتل واوی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلاً۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: اُس نے غزوہ نہیں کیا۔

(لَمْ يَرْمِ) یعنی (هُوَلَمْ يَرْمِ) اس میں (هُوَ) بترکیب معلوم مبتدا (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَرْمِ) مفرد معتل یائی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مرفوع محلاً۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اُس نے تیر نہیں پھینکا۔

تنبیہ ۸۰ تا ۸۲:

المصباح المنیر صفحہ ۷۷ اور مہر منیر صفحہ ۷۰ میں مفرد معتل واوی اور مفرد معتل یائی کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ (مضارع کے ایسے صیغے جو کہ مفرد ہوں مگر معتل ہوں خواہ معتل واوی ہوں یعنی ان کے لام کلمہ پرواوا آرہا ہو جیسے يَدْغُوْا معتل یائی کہ ان کے لام کلمہ پر (یا) آرہی ہو جیسے (يَوْمِيْ)۔

اقول:

یہ غلط ہے اور مصنف علیہ الرحمۃ پر افترا۔ غلط اس لئے کہ معتل واوی کے معنی یہ ہیں جس کے آخر میں (واو) ہو اور معتل یائی کے یہ کہ اس کے آخر میں (یا) ہو کیونکہ نحو معتل میں اخیر حرف کا اعتبار کرتے ہیں خواہ لام کلمہ ہو یا زائد کما سبق۔ اور افترا اس لئے کہ اس باطل معنی کو مصنف علیہ الرحمۃ کی مراد قرار دے دیا۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملاً

حال طفلان زبوں شدہ است

سوم مفرد معتل الفی چوں یَرْضٰی رَفْعُش بتقدیر ضمہ باشد و نصب بتقدیر فتح و جزم بحذف لام چوں هُوَ یَرْضٰی وَلَنْ یَرْضٰی وَلَمْ یَرْضَ.

تیسرے اُتَم مفرد معتل الفی جیسے یَرْضٰی اس کا رفع ضمہ مقدر کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب فتح مقدر کے ساتھ اور جزم بحذف لام جیسے هُوَ یَرْضٰی وَلَنْ یَرْضٰی وَلَمْ یَرْضَ.

(مفرد) کے معنی وہی کہ تنبیہ و جمع نہ ہو اور (معتل الفی) کے معنی یہ کہ جس کے آخر میں الف ہو۔

ترکیب:

(هُوَ) ضمیر مرفوع متصل مبتدا۔ مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید (يَرْضَى) مفرد معتل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ راضی ہوتا ہے یا ہوگا۔

یہاں پر بھی بقرینہ سابق دونوں مثالوں میں اختصاراً مبتدا محذوف ہے۔ (لَنْ يَرْضَى) یعنی (هُوَ لَنْ يَرْضَى) اس میں (هُوَ) ترکیب سابق مبتدا (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَرْضَى) مفرد معتل الفی منصوب تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ ہرگز راضی نہ ہوگا۔

(لَمْ يَرْضَ) یعنی (هُوَ لَمْ يَرْضَ) اس میں (هُوَ) ترکیب سابق مبتدا (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَرْضَ) مفرد معتل الفی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ راضی نہ ہوا۔

تنبیہ ۸۳ تا ۸۴:

مہر نیز صفحہ ۷۱ میں مفرد معتل الفی کے معنی بیان کئے ہیں (یعنی مضارع کے مفرد کے صیغے جس کے لام کلمہ میں الف ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ یہ الف اصلی ہو کیونکہ عموماً یہ الف واو اور یا ہی سے بدلا ہوا ہوتا ہے)۔

اقول:

اس سے دو باتیں مفہوم ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ معتل الفی وہ جس کے لام کلمہ میں الف ہو۔

دوم یہ کہ الف حرف اصلی بھی ہوتا ہے اگرچہ بقلّت۔

اور المصباح المنیر صفحہ ۷۱ میں الف کے اصلی ہونے کی بایں الفاظ تصریح کی (اور خواہ اصلی ہو) یہ دونوں باتیں غلط ہیں اور (یعنی) کہہ کر مصنف علیہ الرحمۃ پر افتراء کیا۔

اول اس لئے معتل الفی وہ ہے جس کے آخر میں الف ہو کما فی شرح الجامی قدس سرہ السامی۔

یہ ضروری نہیں کہ لام کلمہ کی جگہ ہو۔ کیونکہ کبھی لام کلمہ کے بعد زائد ہوتا ہے جیسے (يَذُلُّوْا) مجہول میں لام کلمہ کے بعد ہے۔

دوم اس لئے کہ الف حرف اصلی نہیں ہوتا اسی واسطے صرفی مثال اجوف، ناقص کی دو قسم کرتے ہیں۔ واوی اور یائی۔ مثال الفی، اجوف الفی، ناقص الفی کوئی نہیں کہتا اگر الف اصلی ہوتا تو بجز مثال اجوف اور ناقص کی تقسیم الفی کی جانب واجب تھی۔ مثال کی تقسیم الفی کی طرف نہیں ہو سکتی کہ ابتداء بالسکون مانع ہے ہاں الف کسی دوسرے حرف اصلی سے بدل کر اصلی کی جگہ واقع ہو جاتا ہے۔

لیکن ان فاضلان دیوبند کو اتنی سمجھ کہاں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب وہی ملّا ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

چہارم صحیح یا معتل باضمار و نونہائے مذکورہ رفع شاں باثبات نون باشد چنانچہ
 در ثنیہ گوئی هَمَا يَضْرِبَانِ وَيَغْزُوَانِ وَيَرْمِيَانِ وَيَرْضِيَانِ و در جمع مذکر گوئی هُمْ
 يَضْرِبُوْنَ وَيَغْزُوْنَ وَيَرْمُوْنَ وَيَرْضَوْنَ و در مفرد مؤنث حاضر گوئی اَنْتِ تَضْرِبِيْنَ
 وَتَغْزِيْنَ وَتَرْمِيْنَ وَتَرْضِيْنَ و نصب و جزم بخذف نون چنانکہ در ثنیہ گوئی لَنْ
 يَضْرِبَاوَلَنْ يَغْزُواوَلَنْ يَرْمِياوَلَنْ يَرْضِياوَلَمْ يَضْرِبَاوَلَمْ يَغْزُواوَلَمْ يَرْمِياوَلَمْ
 يَرْضِيا و در جمع مذکر گوئی لَنْ يَضْرِبُواوَلَنْ يَغْزُواوَلَنْ يَرْمُواوَلَنْ يَرْضُواوَلَمْ
 يَضْرِبُواوَلَمْ يَغْزُواوَلَمْ يَرْمُواوَلَمْ يَرْضُوا و در مفرد مؤنث حاضر گوئی لَنْ
 تَضْرِبِيْ وَلَنْ تَغْزِيْ وَلَنْ تَرْمِيْ وَلَنْ تَرْضِيْ وَلَمْ تَضْرِبِيْ وَلَمْ تَغْزِيْ وَلَمْ
 تَرْمِيْ وَلَمْ تَرْضِيْ.

چوتھی قسم صحیح یا معتل مذکورہ ضمیروں اور مذکورہ نون کے ساتھ ان کا رفع باثبات
 نون ہوتا ہے چنانچہ ثنیہ میں کہو گے هَمَا يَضْرِبَانِ وَيَغْزُوَانِ وَيَرْمِيَانِ وَيَرْضِيَانِ
 اور جمع مذکر میں کہو گے هُمْ يَضْرِبُوْنَ وَيَغْزُوْنَ وَيَرْمُوْنَ وَيَرْضَوْنَ
 اور واحد مؤنث حاضر میں کہو گے اَنْتِ تَضْرِبِيْنَ وَتَغْزِيْنَ وَتَرْمِيْنَ وَتَرْضِيْنَ
 اور نصب و جزم بخذف نون چنانچہ ثنیہ میں کہو گے لَنْ يَضْرِبَاوَلَنْ يَغْزُواوَلَنْ
 يَرْمِياوَلَنْ يَرْضِياوَلَمْ يَضْرِبَاوَلَمْ يَغْزُواوَلَمْ يَرْمِياوَلَمْ يَرْضِيا اور جمع
 مذکر میں کہو گے لَنْ يَضْرِبُواوَلَنْ يَغْزُواوَلَنْ يَرْمُواوَلَنْ يَرْضُواوَلَمْ
 يَضْرِبُواوَلَمْ يَغْزُواوَلَمْ يَرْمُواوَلَمْ يَرْضُوا اور واحد مؤنث حاضر میں کہو گے لَنْ
 تَضْرِبِيْ وَلَنْ تَغْزِيْ وَلَنْ تَرْمِيْ وَلَنْ تَرْضِيْ وَلَمْ تَضْرِبِيْ وَلَمْ تَغْزِيْ وَلَمْ
 تَرْمِيْ وَلَمْ تَرْضِيْ.

(مضارع معرب) کے بارہ صیغے ہیں۔

پانچ وہ جن میں بارز ضمیریں اور نون اعرابی نہیں ہوتے یہ وہی ہیں جن

کو ماقبل میں بیان کر دیا۔ یہ پانچ صحیح ہوں یا معتل اور معتل واوی ہوں یا یائی، یا الفی ان کے اعراب کا بیان ہو چکا۔ اب مصنف علیہ الرحمۃ باقی ماندہ سات صیغوں کا اعراب بیان فرماتے ہیں جن میں مذکورہ ضمیروں اور مذکورہ اعرابی نونات کا الحاق ہوتا ہے۔

سوال: بارز ضمیروں کو (مذکورہ) کہنا درست ہے کہ ان کا ذکر ہو چکا۔ اعرابی نونات کو مذکورہ کہنا درست نہیں کہ ماقبل میں اُن کا ذکر نہیں آیا؟

جواب: ماقبل میں اُن صیغوں کا ذکر آیا ہے جن میں اعرابی نونات لگتے ہیں۔ لہذا اُن صیغوں کے مذکور ہونے سے ضمناً ان کا ذکر بھی ہو گیا۔ نظر برآں ان کو (مذکورہ) کہنا صحیح ہے۔

(هُمَا يَضْرِبَانِ) (هُمَا) میں (ها) ضمیر مرفوع متصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو (میسیم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت تشنیہ مبنی بر سکون (يَضْرِبَانِ) صحیح با ضمیر بارز مرفوع با ثبات نون صیغہ تشنیہ مذکر غائب اس میں الف ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلاً۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ وہ دونوں مارتے ہیں یا ماریں گے۔

(يَغْزُوَانِ) یعنی (هُمَا يَغْزُوَانِ) اس میں (هُمَا) بترکیب سابق مبتدا (يَغْزُوَانِ) معتل واوی با ضمیر بارز۔ مرفوع با ثبات نون، صیغہ تشنیہ مذکر غائب۔ اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلاً۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ دونوں کرتے ہیں یا کریں گے۔

(یَرْمِيَانِ) یعنی (هُمَا يَرْمِيَانِ) اس میں (هُمَا) بترکیب سابق مبتدا (یَرْمِيَانِ) معتل یائی باضمیر بارز مرفوع باثبات نون، صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔
فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ دونوں تیر پھینکتے ہیں یا پھینکیں گے۔

(يَرْضِيَانِ) یعنی (هُمَا يَرْضِيَانِ) اس میں (هُمَا) بترکیب سابق مبتدا (يَرْضِيَانِ) معتل الکی باضمیر بارز مرفوع باثبات نون، صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ دونوں خوش ہوتے ہیں یا ہوں گے۔

(هُمْ يَضْرِبُونَ) (هَآ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو و بکر (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (يَضْرِبُونَ) صحیح باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ سب مارتے ہیں یا ماریں گے۔

(يَغْزُونَ) یعنی (هُمْ يَغْزُونَ) اس میں (هُمْ) بترکیب معلوم مبتدا (يَغْزُونَ) معتل واوی باضمیر بارز۔ مرفوع باثبات نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل

اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ سب غزوہ کرتے ہیں یا کریں گے۔

(يَرْمُونَ) یعنی (هُمْ يَرْمُونَ) اس میں (هُمْ) بترکیب معلوم مبتدا (يَرْمُونَ) مفعول یا ئی باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ سب تیر پھینکتے ہیں یا پھینکیں گے۔

(يَرْضَوْنَ) یعنی (هُمْ يَرْضَوْنَ) اس میں (هُمْ) بترکیب معلوم مبتدا (يَرْضَوْنَ) مفعول الفی باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ سب خوش ہوتے ہیں یا ہوں گے۔

(أَنْتَ تَضْرِبِينَ) اَنْتَ میں (أَنْ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا، مرفوع محلا مبنی بر سکون (قا) علامت خطاب مبنی بر کسر (تَضْرِبِينَ) صحیح باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو مارتی ہے یا مارے گی۔

(تَغْزِيْنٌ) یعنی (اَنْتِ تَغْزِيْنُ) اس میں (اَنْتِ) بترکیب معلوم مبتدا (تَغْزِيْنُ) معتل واوی باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو غزوہ کرتی ہے یا کرے گی۔

(تَرْمِيْنٌ) یعنی (اَنْتِ تَرْمِيْنُ) اس میں (اَنْتِ) بترکیب معلوم مبتدا (تَرْمِيْنُ) معتل یائی باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو تیر پھینکتی ہے یا پھینکے گی۔

(تَرُضِيْنٌ) یعنی (اَنْتِ تَرُضِيْنُ) اس میں (اَنْتِ) بترکیب معلوم مبتدا (تَرُضِيْنُ) معتل الفی باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو خوش ہوتی ہے یا ہوگی۔

(لَنْ يَضْرِبَا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَضْرِبَا) صحیح باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ دونوں ہرگز نہیں ماریں گے۔

(لَنْ يَغْزُوا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَغْزُوا) معتل
واوی باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ تشنیہ مذکر غائب۔

اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع
بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ دونوں ہرگز غزوہ نہ کریں گے۔

(لَنْ يَوْمِيَا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَوْمِيَا) معتل یا ئی
باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ تشنیہ مذکر غائب۔ اس میں (الف) ضمیر مرفوع
متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے
فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ دونوں ہرگز تیر نہ پھینکیں گے۔

(لَنْ يَوْضِيَا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَوْضِيَا) معتل الفی
باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ تشنیہ مذکر غائب۔ اس میں (الف) ضمیر مرفوع
متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے
فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ دونوں ہرگز خوش نہ ہوں گے۔

(لَمْ يَضْرِبَا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَضْرِبَا) صحیح
باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ تشنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل
بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے فاعل
سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اُن دونوں نے نہیں مارا۔

(لَمْ يَغْزُوا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَغْزُوا) معتل واوی
 باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل
 بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے فاعل
 سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اُن دونوں نے غزوہ نہیں کیا۔

(لَمْ يَرُمِيَا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَرُمِيَا) معتل یائی
 باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل
 بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے فاعل
 سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اُن دونوں نے تیر نہیں پھینکا۔

(لَمْ يَوْضِيَا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَوْضِيَا) معتل الفی
 باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل
 بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے فاعل
 سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ دونوں خوش نہیں ہوئے۔

(لَنْ يَضْرِبُوا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَضْرِبُوا) صحیح
 باضمیر بارز منصوب بحذف نون۔ صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع
 متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو، بکر۔ فعل
 اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ سب ہرگز نہیں ماریں گے۔

(لَنْ يَغْزُوا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَغْزُوا) معتل واوی

باضمیر بارز منصوب بحذف نون۔ صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید، عمرو، خالد۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ سب ہرگز غزوہ نہیں کریں گے۔

(لَنْ يَوْمُوا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَوْمُوا) معتل یائی باضمیر بارز منصوب بحذف نون۔ صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید، عمرو، بکر۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ سب ہرگز تیر نہ پھینکیں گے۔

(لَنْ يَوْمُوا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَوْمُوا) معتل الفی باضمیر بارز منصوب بحذف نون۔ صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید، عمرو، بکر۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ سب ہرگز خوش نہ ہوں گے۔

(لَمْ يَضُرُّوا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَضُرُّوا) صحیح باضمیر بارز۔ مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو و بکر۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اُن سب نے نہیں مارا۔

(لَمْ يَغْزُوا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَغْزُوا) معتل واوی باضمیر بارز۔ مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل

بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو و بکر۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اُن سب نے غزوہ نہیں کیا۔

(لَمْ يَرْمُوا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَرْمُوا) معتل یا ئی باضمیر بارز۔ مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو و خالد۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: ان سب نے تیر نہیں پھینکے۔

(لَمْ يَرْضَوْا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَرْضَوْا) معتل واوی باضمیر بارز۔ مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو و خالد۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ سب خوش نہ ہوئے۔

(لَنْ تَضْرِبُنِي) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (تَضْرِبُنِي) صحیح باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو ہرگز نہ مارے گی۔

(لَنْ تَغْزِي) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (تَغْزِي) معتل واوی باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ

ہوا۔

ترجمہ: تو ہرگز غزوہ نہ کرے گی۔

(لَنْ تَرُمِي) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (تَرُمِي) معتل یائی باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو ہرگز تیر نہ پھینکے گی۔

(لَنْ تَرْضَى) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (تَرْضَى) معتل یائی باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو ہرگز خوش نہ ہوگی۔

(لَمْ تَضْرِبِي) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (تَضْرِبِي) صحیح باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو نے نہیں مارا۔

(لَمْ تَغْزِي) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (تَغْزِي) معتل واو باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو نے غزوہ نہیں کیا۔

(لَمْ تَرُمِي) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (تَرُمِي) معتل یائی

باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل
 بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
 ترجمہ: تو نے تیر نہیں پھینکا۔

(لَمْ تَرْضَیْ) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (تَرْضَیْ) معتل الفی
 باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل
 بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
 ترجمہ: تو خوش نہ ہوئی۔



فصل :

بدانکہ عوامل اعراب بردو قسم ست لفظی و معنوی لفظی بر سه قسم است حروف و افعال و اسماء و این را در سه باب یاد کنیم اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی .
جان لو کہ اعراب کے عوامل دو قسم پر ہیں، لفظی اور معنوی۔ لفظی تین قسم پر ہیں حروف اور افعال اور اسماء اور ان کو تین باب میں ذکر کریں گے اگر اللہ نے چاہا۔

باب اوّل

در حروف عاملہ و درود و فصل است

پہلا باب حرف عاملہ کے بیان میں اور اس میں دو فصل ہیں

فصل اوّل در حروف عاملہ در اسم و آن پنج قسم ست قسم اوّل حروف جر و آن ہفتہ است با و من والی و حتیٰ و فی و لام و رُبّ و واو قسم و تائے قسم و عن و علی و کاف تشبیہ و مذ و منذ و حاشا و خلا و عدا این حروف در اسم روند و آخرش را بجر کنند چون اَلْمَالُ لِذَیْدٍ۔

پہلی فصل اسم میں عمل کرنے والے حروف کے بیان میں اور یہ پانچ قسم پر ہیں پہلی قسم حروف جر اور وہ سترہ ہیں:

با اور مِنْ اور اِلٰی اور حَتّٰی اور فِی اور لَام اور رُبّ اور وَاو قسم اور تائے قسم اور عَنْ اور عَلٰی اور کاف تشبیہ اور مُذ و مُنْذ و حَاشَا و خَلَا اور عَدَا یہ حروف اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اُس کے آخر کو جر کرتے ہیں جیسے اَلْمَالُ لِذَیْدٍ۔

(اسم متمکن) اور (فعل مضارع معرب) کے اقسام اعراب اور محال (محل کی جمع) اعراب کے بیان سے فارغ ہو کر مصنف علیہ الرحمۃ نے یہاں سے عوامل اعراب کا بیان شروع فرمایا (عوامل) جمع ہے (عامل) کی۔ اصطلاح میں اُس کو کہتے

ہیں جس کے سبب معرب کے آخر اثر مخصوص پیدا ہو۔

جیسے (جَاءَ زَيْدٌ) میں (جَاءَ) عامل ہے کہ اُس کی وجہ سے (زَيْدٌ) کے آخر ضمہ آگیا اور (رَأَيْتُ زَيْدًا) میں (رَأَيْتُ) عامل ہے جس کی وجہ سے (زَيْدًا) کے آخر فتح آگیا۔ اور (مَرَرْتُ بِزَيْدٍ) میں (بَا) عامل ہے اس کی وجہ سے (زَيْدٍ) کے آخر کسرہ آگیا (عامل) کی دو قسم ہیں اول لفظی جس کے معنی ہیں وہ عامل جو خود ملفوظ ہو جیسے مذکورہ مثالوں میں (جَاءَ) اور (رَأَيْتُ) اور (بَا) ملفوظ ہے یا اُس پر دلالت کرنے والا جیسے (أَنْ) ناصبہ جو لام جارہ کے بعد مقدر ہوتا ہے

جیسے اَسْلَمْتُ لِأَذْخَلَ الْجَنَّةِ میں لام کے بعد اُن مقدر ہے وہ خود ملفوظ نہیں۔ اُس پر دلالت کرنے والا لام جارہ ملفوظ ہے۔

دوم معنوی جس کے معنی ہیں وہ عامل جو ملفوظ نہ ہو جیسے (ابتداء) یعنی اسم کا لفظی عامل سے خالی ہونا۔ یا فعل مضارع کا ناصب و جازم سے خالی ہونا جس کا بیان آئندہ آرہا ہے ان حروف جر کے معانی شرح مائتہ عامل میں آرہے ہیں۔ یہاں پر ان کا بیان کرنا مناسب نہیں کہ آج کل کے پڑھنے والے متحمل نہ ہو سکیں گے اس کتاب میں خود مصنف علیہ الرحمۃ نے مسائل پر قناعت فرمائی ہے اور وہ بھی اختصار کے ساتھ بایں خیال کہ یہ ابتدائی کتاب ہے جو علم نحو میں سب سے پہلے پڑھاتے ہیں اسی چیز کے پیش نظر مصنف علیہ الرحمۃ نے صرف ایک حرف جار کے مثال پیش فرمائی یعنی اَلْمَالُ لِزَيْدٍ۔

ترکیب:

(اَلْمَالُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا (لام) حرف جار مبنی بر کسر
(زَيْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا
(ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع بلفظاً۔ اسم فاعل صیغہ واحد مذکر۔ اس

میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: مال زید کے لئے ہے۔

تنبیہ ۸۵، ۸۶:

المصباح المنیر صفحہ ۷۹ اور مہر منیر صفحہ ۷۲ میں بالفاظ مختلف ہے کہ (مطلب یہ ہے کہ عامل دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو الفاظ میں موجود ہوتے ہیں اور انہیں لفظی کہتے ہیں)

اقول:

یہ غلط ہے ورنہ جو عامل مقدر ہوتے ہیں جیسے (أَنْ) ناصبہ وغیرہ وہ عامل لفظی ہونے سے نکل جائیں گے حالانکہ وہ عامل لفظی ہیں۔ پھر اول میں صفحہ ۸۰ پر (الْمَالُ لِزَيْدٍ) کی ترکیب یوں کی ہے (الْمَالُ) مبتدا۔ ل حرف جر زید مجرور جار مجرور مل کر متعلق ثابِت مقدر کے۔ ثابِت مقدر اپنے متعلق سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اقول:

یہ بھی غلط ہے کہ نحوی صفات کے صیغوں کو مرفوع کے ساتھ ملائے بغیر خبر وغیرہ قرار نہیں دیتے کما فی الفوائد الشافیہ صفحہ ۱۶۔ و اس ترکیب میں (ثَابِت) کو مرفوع کے ساتھ ملائے بغیر خبر قرار دے دیا اور اسی مقام پر نہیں بلکہ کتاب میں اکثر مقامات پر۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب وہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

دوم حروف مشبہ بہ فعل وآں شش است اِنَّ وَاَنْ كَاَنْ وَلَكِنْ وَلَيْتَ
وَلَعَلَّ ایں حروف را اسے باید منصوب و خبرے مرفوع چوں اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ - زید را اسم
اِنَّ گویند و قائم را خبر اِنَّ۔

بدانکہ اِنَّ وَاَنْ حروف تحقیق است وَاَنْ حرف تشبیہ وَلَكِنْ حرف
استدراک وَلَيْتَ حرف تمنی وَلَعَلَّ حرف ترجی۔

دوسری قسم حروف مشبہ بہ فعل اور وہ چھ ہیں اِنَّ وَاَنْ وَاَنْ وَلَكِنْ
اور لَيْتَ اور لَعَلَّ ان حروف کے لئے ایک منصوب اسم چاہیے اور ایک مرفوع خبر جیسے
اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ - زید کو اسم اِنَّ کہتے ہیں اور قائم کو خبر اِنَّ۔

جان لو کہ اِنَّ اور اَنْ تحقیق پر دلالت کرنے والے حروف ہیں اور كَاَنْ تشبیہ
پر دلالت کرنے والا حرف اور لَكِنْ استدراک پر دلالت کرنے والا حرف اور لَيْتَ تمنی
پر دلالت کرنے والا حرف اور لَعَلَّ ترجی پر دلالت کرنے والا حرف ہے۔

(حروف مشبہ بہ فعل) یعنی فعل کے ساتھ مشابہت رکھنے والے حروف۔ ان
کی مشابہت فعل کے ساتھ دو طرح ہے۔

اول لفظی بایں طور کہ بعض ان میں فعل کی طرح سہ حرفی ہیں جیسے اِنَّ ، اَنْ
، لَيْتَ بعض فعل کی طرح چار حرفی ہیں جیسے كَاَنْ لَعَلَّ اور بعض فعل کی طرح پنج حرفی
ہیں جیسے لَكِنْ اور سب کے سب فعل ماضی کی طرح فتح پڑتی ہیں۔

دوم معنوی بایں طور کہ اِنَّ ، اَنْ معنی تحقیق پر دلالت کرنے میں فعل (حَقَّقْتُ) کے
مشابہ ہیں۔

اور (كَاَنْ) معنی تشبیہ پر دلالت کرنے میں فعل (شَبَّهْتُ) اور (لَكِنْ) معنی
استدراک پر دلالت کرنے میں فعل (اِسْتَدْرَكْتُ) کے اور (لَيْتَ) معنی تمنی پر دلالت
کرنے میں فعل (تَمَنَّيْتُ) کے اور (لَعَلَّ) معنی ترجی پر دلالت کرنے

میں فعل (تَرَجُّيْتُ) کے (تحقیق) کے معنی ہیں (تثبیت) یعنی کسی چیز کو ثابت کرنا۔
 اور (تشبیہ) کے معنی ہیں ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی وصف
 میں شریک کرنا) اور (استدراک) کے معنی ہیں (کلام سابق سے پیدا شدہ وہم
 دور کرنا) اور (تمنی) کے معنی ہیں (کسی چیز کے حصول کی محبت خواہ حصول کی
 اُمید ہو یا نہ ہو) اور (ترجی) کے معنی ہیں (ایسے امر محبوب یا مکروہ کی اُمید کرنا جس
 کے حصول پر وثوق نہ ہو)۔ اس تعریف میں (حصول پر وثوق نہ ہونے کی قید) سے یہ
 مفہوم ہوتا ہے کہ وہ امر محبوب یا مکروہ ممکن ہو اور اُس کے حصول میں تردد۔

نظر برآں محال نکل گیا کہ (ترجی) اُس سے متعلق نہیں ہوتی۔ لہذا (لَعَلَّ
 الشَّبَابَ يَغُودُ) کہنا درست نہ ہوگا کہ جوانی کی واپسی عادۃً محال ہے بخلاف
 (تمنی) کہ وہ متعلق ہوتی ہے لہذا (لَيْتَ الشَّبَابَ يَغُودُ) کہنا درست ہے
 اور (تردد) سے وہ امر نکل گیا جو واجب الحصول ہو کر ایسے امر سے بھی (ترجی) متعلق
 نہیں ہوتی جیسے کہ (تمنی) بھی۔ لہذا (لَعَلَّ الشَّمْسَ تَغْرُبُ) اور (لَيْتَ الشَّمْسَ
 تَغْرُبُ) دونوں درست نہیں کہ آفتاب کے غروب کا حصول واجب ہے۔

دونوں میں حاصل فرق یہ ہے کہ (تمنی) صرف امر محبوب سے متعلق ہوتی
 ہے بخلاف (ترجی) کہ وہ محبوب اور مکروہ دونوں سے اور (تمنی) ممکن اور محال
 دونوں سے متعلق ہوتی ہے بخلاف (ترجی) کہ وہ صرف ممکن سے۔ نظر برآں امر ممکن
 محبوب میں دونوں کا اجتماع ہو جائے گا وَلَيْتَ السُّلْطَانُ يُكْرِمُنِي۔ بھی درست
 اور لَعَلَّ السُّلْطَانُ يُكْرِمُنِي بھی اور امر محال میں (تمنی) مستعمل ہوگی
 بخلاف (ترجی) کہ وہ مستعمل نہ ہوگی۔ لہذا (لَيْتَ الشَّبَابَ يَغُودُ) درست
 اور (لَعَلَّ الشَّبَابَ يَغُودُ) درست نہیں اور امر مکروہ میں (ترجی) مستعمل ہوگی
 نہ (تمنی) لہذا (لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ) درست ہے۔

اور (لَيْتَ السَّاعَةِ قَرِيبٌ) درست نہیں۔ یہ حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں نہ فعلیہ پر۔ اپنے اسم کو نصب دیتے ہیں اور اپنی خبر کو رفع۔ جیسے إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ۔
ترکیب:

(إِنَّ) حرف مشبہ بفعل مبنی بر فتح (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب
لفظاً اسم (قَائِمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس
میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم إِنَّ اسم
فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ إِنَّ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: بیشک زید کھڑا ہے یا ہوگا۔

تنبیہ ۸۷ تا ۹۱:

المصباح المنیر صفحہ ۸۴ اور مہر منیر صفحہ ۷۶ میں (لَکِنَّ) کو چہار حرفی شمار کیا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے بلکہ یہ پنج حرفی ہے۔

پھر اول نے اسی صفحہ اور دوم نے صفحہ ۷۷ پر (إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ) کی ترکیب
میں (قَائِمٌ) کو مرفوع کے ساتھ ملائے بغیر (إِنَّ) کی خبر قرار دیا ہے، یہ بھی غلط ہے
کما سبق (إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ) میں (إِنَّ) مضمون جملہ کی تحقیق کرتا ہے یہاں پر (مضمون
جملہ) کے معنی ہیں۔ خبر کا مصدر جو اسم کی طرف مضاف ہو یعنی (قِيَامُ زَيْدٍ)۔

اول نے اسی صفحہ میں اور دوم نے بھی اسی صفحہ پر (مضمون جملہ) کے یہ معنی
بیان کئے ہیں کہ (مضمون جملہ) سے مراد خبر کے مصدری معنی ہیں جو اسم کی طرف
مضاف ہوں) یہ بھی غلط ہے کہ معنی مضاف نہیں بلکہ معنی پر دلالت کرنے والا اسم
مضاف ہوا کرتا ہے۔ شروع کتاب میں گذر گیا کہ مضاف ہونا اسم کا خاصہ ہے اور اسم

از قبیل لفظ ہے۔ اور اول کے صفحہ ۸۵ پر ہے (حروف مشبہ بالفعل ہمیشہ فعل کے شروع میں آتے ہیں) چنانچہ (لَکِنَّ) کی مثال یہ پیش کی ہے (زَيْدٌ جَاءَ وَلَکِنَّ مَا جَاءَ خَالِدٌ) یہ دونوں غلط ہیں۔ یہ حروف ہمیشہ اسم پر داخل ہوتے ہیں اور مثال صحیح ہے (زَيْدٌ جَاءَ لَکِنَّ خَالِدًا لَمْ يَجِ) سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

سوم ما ولا المشبهتان بليس وآل عمل ليس می کنند چنانچہ گوئی
ما زید قائمًا زید اسم ماست وقائمًا خبر او۔

تیسری قسم ما اور لا ہیں جو لیس کے ساتھ مشابہت رکھنے والے اور یہ لیس کا عمل کرتے ہیں چنانچہ تم کہو گے ما زید قائمًا۔ زید ما کا اسم ہے اور قائمًا اُس کی خبر۔ (ما) اور (لا) کو (لیس) کے ساتھ دو باتوں میں مشابہت ہے اول (نفی) میں کہ (لیس) کی طرح یہ بھی (نفی) پر دلالت کرتے ہیں۔

دوم مبتدا اور خبر پر داخل ہونے میں کہ (لیس) کی طرح یہ بھی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔

اس مشابہت کی بناء پر ان کو (لیس) کا عمل دیا گیا کہ اسم کو رفع کریں اور خبر کو نصب جیسے (لیس) کرتا ہے لیکن (ما) اور (لا) کی مشابہت بلیس میں قدرے فرق ہے کہ (ما) کی مشابہت تام ہے بایں معنی کہ جس طرح (لیس) حال کی نفی کا افادہ کرتا ہے اسی طرح (ما) بھی۔

بخلاف (لا) کہ اُس کی مشابہت ناقصہ ہے۔ بایں معنی کہ وہ مطلق نفی پر دلالت کرتا ہے یا نفی استقبال پر (على اختلاف القولین)۔ اسی فرق کی بناء پر (ما) معرفہ اور نکرہ دونوں پر داخل ہو کر عمل کرتا ہے جیسے (لیس) بخلاف (لا) کہ وہ

معرفہ پر داخل ہو کر عمل نہیں کرتا۔

ترکیب:

اس میں (مَا) مشابہ بلیس مبنی بر سکون (زید) مفرد منصوب صحیح مرفوع لفظاً اسم۔ (قَائِمًا) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظاً۔ اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل۔ مرفوع محلاً مبنی بر فتح۔ راجع بسوئے اسم۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ (مَا) اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید کھڑا نہیں ہے۔

تنبیہ ۹۲:

المصباح المنیر صفحہ ۸۶ اور مہر منیر صفحہ ۷۸ میں باختلاف الفاظ ہے کہ (حروف) کی تیسری قسم ما اور لا ہیں جو اپنے عمل اور معنی میں بلیس کے مشابہ ہیں۔ یہ غلط ہے کہ مشابہت عمل میں نہیں بلکہ ان کا عمل مشابہت کی بنا پر ہے۔

مشابہت تو مبتدا و خبر پر داخل ہونے اور نفی کا افادہ کرنے میں ہے۔

نظر بر آں عمل وجہ شبہہ نہیں وجہ شبہہ مذکورہ بالا دونوں چیزیں ہیں۔

افسوس کہ ان دونوں فاضلان دیوبند کو شرح مائتہ عامل بھی یاد نہیں اس میں ہے

مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَانِ بَلَيْسَ فِي النَّفْيِ وَالْذُّخُولِ عَلَى الْمُبْتَدَأِ وَالْخَبَرِ۔

سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

چہارم لائی نفی جنس اسم ایں لا اکثر مضاف باشد منصوب و خبرش مرفوع چوں

لَا رَجُلٌ فِي الدَّارِ و اگر بعد معرفہ باشد تکرار لا با معرفہ دیگر لازم باشد ولا ملغی

باشد یعنی عمل نکند و آن معرفہ مرفوع باشد بابتداء چوں لَا زَيْدٌ عِنْدِي وَلَا عَمْرُو.

و اگر بعد آن لا نکرہ مفرد باشد مکرر یا نکرہ دیگر در پنج وجہ رواست۔

چوں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

چوتھی قسم لائے نفی جنس۔ اس لا کا اسم اکثر مضاف ہوتا ہے منصوب جیسے لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيفٍ فِي الدَّارِ اور اگر نکرہ مفرد ہو تو مبنی بر فتح جیسے لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ اور اگر بعد لا معرفہ ہو تو تکرار لا معرفہ دیگر کے ساتھ لازم ہوتی ہے اور لا ملغی ہوتا ہے یعنی عمل نہیں کرتا ہے اور وہ معرفہ بسبب ابتدا مرفوع ہوتا ہے جیسے لَا زَيْدٌ عِنْدِي وَلَا عَمْرُو اور اگر بعد اس لا نکرہ مفرد ہو در آنحالیکہ لا مکرر ہو یا نکرہ دیگر تو اس ترکیب میں پانچ وجہ درست ہیں جیسے

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

(لائے نفی جنس) سے مراد (لائے نفی از جنس) یعنی جنس سے نفی کرنے والا (لا) جنس سے کسی چیز کی نفی کرنے والا خبر کی۔ اب معنی یہ ہوئے کہ جنس سے خبر کی نفی کرنے والا (لا) کا اسم اکثر مضاف ہوتا ہے جیسے کتاب کی مثال اور کبھی مشابہ بمضاف جیسے لَا عَشْرِينَ دِرْهَمًا لَكَ۔

مشابہ بمضاف اُس اسم کو کہتے ہیں جس کے معنی بدوں امر دیگر تمام نہ ہوں جیسے مضاف کے معنی بغیر مضاف الیہ تمام نہیں ہوتے چنانچہ مثال هَذَا مِثْلُ (عَشْرِينَ) کے معنی بدوں (دِرْهَمًا) تمام نہیں (عَشْرِينَ) کے معنی ہیں (بیس) یہ باعتبار محدود مبہم ہیں۔ کیا بیس؟

جب (دِرْهَمًا) کہا تو ابہام جاتا رہا اور معلوم ہو گیا کہ بیس روپے۔ جس

طرح (لا) کا اسم مضاف لفظاً منصوب ہوتا ہے اسی طرح اُس کا اسم مشابہ بمضاف بھی منصوب لفظاً ہوتا ہے۔ بلکہ جب مضاف اور مشابہ بمضاف نہ ہوتے ہیں تو بھی منصوب ہوتا ہے مگر محلاً جیسے نکرہ مفرد (نکرہ) کے معنی ماقبل میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

(مفرد) کے معنی اسم متمکن کی باعتبار وجہ اعراب کی سولہ قسموں میں سے پہلی قسم (مفرد منصرف صحیح) میں یہ تھے کہ جو تثنیہ اور جمع نہ ہو یہاں پر (مفرد) کے معنی ہیں کہ مضاف اور مشابہ بمضاف نہ ہو۔ جس کی مثال کتاب میں مذکور ہے۔

(لا) کا اسم انہی تین میں سے کوئی ایک ہوا کرتا ہے۔ اگر اس کے بعد معرفہ واقع ہو تو (لا) کی تکرار معرفہ دیگر کے ساتھ واجب ہوتی ہے جس کی مثال کتاب میں مذکور ہے۔

یہ معرفہ (لا) کا اسم نہیں ہوتا کیونکہ (لا) اس صورت میں عمل نہیں کرتا اور اسم وہی کہلائے گا جس میں (لا) عمل کرے گا اور اگر (لا) کے بعد نکرہ مفرد ہو اور (لا) نکرہ مفرد دیگر کے ساتھ مکرر تو اس ترکیب میں پانچ وجہ روا ہیں۔

اول یہ دونوں (لا) برائے نفی جنس اور دونوں نکرے مبنی بر فتح۔
دوم یہ کہ اول (لا) برائے نفی جنس اور دوم زائد برائے تاکید نفی۔ اول نکرہ مبنی بر فتح اور دوم منصوب لفظاً۔

سوم یہ کہ اول (لا) برائے نفی جنس اور دوم برائے تاکید نفی اول نکرہ مبنی بر فتح اور دوم مرفوع۔

چہارم یہ کہ اول (لا) برائے نفی جنس ملغی عن العمل اور دوم زائد برائے تاکید نفی اور دونوں نکرے مرفوع۔

پنجم یہ کہ اول (لا) مشابہ بلیس اور دوم برائے نفی جنس۔ اول نکرہ مرفوع اور دوم مبنی بر فتح۔ ان نکرات کے منصوب اور مرفوع ہونے کی وجہ ترکیب میں آتی ہے۔

ترکیب:

(لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيفٌ فِي الدَّارِ) اس میں (لا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (غُلَامَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (رَجُلٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر اسم (ظَرِيفٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا۔ صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر خبر اول۔

(فِي) حرف جار مبنی بر سکون (الدَّارِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور سے مل ظرف مستقر ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر ثانی لائے نفی جنس اپنے اسم اور دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: کوئی غلام کسی مرد کا ایسا نہیں جو زیرک بھی ہو اور میرے گھر میں بھی یعنی جامع الوصفین۔

یہ ترجمہ اس تقدیر پر کہ (الدار) پر الف لام برائے عہد خارجی کہ (دار) سے مراد (دار) مخصوص مثلاً دار متکلم۔ اور اگر برائے عہد ذہنی ہو جس کے مدخول سے مراد (دار) غیر معین یعنی کوئی بھی (دار) تو اس نفی کا کذب لازم آئے گا کیونکہ کسی نہ کسی مرد کا کوئی نہ کوئی غلام زیرک کسی نہ کسی گھر میں ہوتا بشرطیکہ غلام زیرک کا وجود ہو۔

اور بر تقدیر عدم نفی صادق رہے گی کہ صدق سالبہ وجود موضوع کا مقتضی نہیں۔ فَاَحْفَظْهُ۔

(لَا رَجُلٌ فِي الدَّارِ) اس میں (لا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (رَجُلٌ) نکرہ مفرد مبنی

برفتح منصوب محلّ اسم (فی) حرف جار مبنی بر سکون (الدار) مفرد منصرف صحیح
مجرور لفظاً۔ جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا ثابِت مقدّر کا (ثابِت) مفرد منصرف صحیح
مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل
مرفوع محلّ مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل
کر خبر۔ لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: کوئی مرد گھر میں نہیں۔

(لَا زَيْدٌ عِنْدِي وَلَا عَمْرُو) اس میں (لا) برائے نفی جنس ملغی عن العمل
مبنی بر سکون (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (لا) زائدہ برائے
تاکید نفی مبنی بر سکون (و) حرف عطف مبنی بر فتح (عَمْرُو) مفرد منصرف صحیح مرفوع
لفظاً معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا۔ (عِنْدِي) غیر جمع مذکر سالم
مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً۔

کسرہ موجودہ حرکت مناسبت (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ
مجرور محلّ مبنی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ
ہوا (ثَابِتَانِ) مقدّر کا۔ (ثَابِتَانِ) ثنی مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ ثنّیہ مذکر اس
میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلّ مبنی بر ضم راجع
بسوئے مبتدا۔ (میم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت ثنّیہ مبنی بر سکون اسم فاعل
اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ
ہوا۔

ترجمہ: نہ زید میرے پاس ہے نہ عمرو۔

ترکیب:

(لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ) اس میں (لا) برائے نفی جنس مبنی

برسکون (حَوْلَ) نکرہ مفرد مبنی بر فتح منصوب محلاً اسم لا (اَلْاِبَالِلَہِ) مقدر۔ جس میں (اَلَا) حرف استثناء مبنی برسکون۔

(با) حرف جار مبنی بر کسر اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور سے مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا (مَوْجُوْدَہ) مقدر کا (مَوْجُوْدَہ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً۔ اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (ہُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لا) برائے نفی جنس مبنی برسکون (قُوَّةَ) نکرہ مفرد مبنی بر فتح منصوب محلاً اسم لا (اَلَا) حرف استثناء مبنی برسکون (با) حرف جار مبنی بر کسر۔ اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور سے مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا (مَوْجُوْدَہ) مقدر کا (مَوْجُوْدَہ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً۔ اسم مفعول صیغہ واحد مؤنث اس میں (ہی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

ترجمہ: گناہوں سے بچنے کی طاقت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے اور طاعت کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے۔

یہ معنی مرادی ہیں لفظی نہیں۔ (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ) اس میں (لا) برائے نفی جنس مبنی برسکون (حَوْلَ) نکرہ مفرد مبنی بر فتح منصوب محلاً معطوف علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لا) برائے تاکید نفی مبنی برسکون (قُوَّةَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً معطوف (حَوْلَ) پر باعتبار محل قریب۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم لا (اَلَا) حرف استثناء مبنی برسکون۔

(با) حرف جار مبنی بر کسر اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا۔ (مَوْجُودَانِ) مقدار کا، ثنیٰ مرفوع بالف اسم مفعول صیغہ ثنیہ مذکر۔ اس میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم لا (میم) حرف عدا مبنی بر فتح۔

(الف) علامت ثنیہ مبنی بر سکون۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ) اس میں (لا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (حَوْلَ) نکرہ مفردہ مبنی بر فتح منصوب محلاً باعتبار محل قریب اسم لا مرفوع باعتبار محل بعید مبتدا معطوف علیہ (إِلَّا بِاللَّهِ) مقدار جس میں (إِلَّا) حرف استثناء مبنی بر سکون (با) حرف جار مبنی بر کسر اسم مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا۔ (مَوْجُودَ) مقدار کا (مَوْجُودَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا۔

اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر لا۔ معطوف علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لا) برائے نفی غیر عامل (قُوَّةَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً معطوف بر مبتدا (إِلَّا) حرف استثناء مبنی بر سکون۔

(با) حرف جار مبنی بر کسر اسم جلالت مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا۔ (مَوْجُودَ) مقدار کا (مَوْجُودَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مؤنث۔ اس میں (ہی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر لا لے نفی جنس کا اسم اور مبتدا اپنی مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ) اس میں (لا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون ملغی عن العمل (حَوْلَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ۔ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لا) زائد (قُوَّةَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا (إِلَّا) حرف استثناء مبنی بر سکون (بَا) حرف جار مبنی بر کسر اسم جلالہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا۔ (مَوْجُودَانِ) مقدر کا (موجودان) ثنی مرفوع بالف اسم مفعول صیغہ ثننیہ مذکر اس میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا۔ (میم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت ثننیہ مبنی بر سکون۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ) اس میں (لا) مشابہ بلیس مبنی بر سکون (حَوْلَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم لا۔ (إِلَّا بِاللَّهِ) مقدر جس میں (إِلَّا) حرف استثناء مبنی بر سکون۔

(بَا) حرف جار مبنی بر کسر اسم جلالہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا۔ (مَوْجُودًا) مقدر کا (مَوْجُودًا) مفرد منصرف صحیح لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ لا مشابہ بلیس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (بَا) حرف جار مبنی بر کسر اسم جلالہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا۔ (مَوْجُودَ) مقدر کا (موجودہ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول

صیغہ واحد مؤنث اس میں (ہی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلّا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

تنبیہ ۹۳ تا ۹۹:

المصباح المیز صفحہ ۸۶ اور مہر منیر صفحہ ۷۸ میں (لائے نفی جنس) کی تفسیر بالفاظ مختلف یوں ہے کہ (یعنی چوتھا عامل حرف وہ لا ہے جو کہ جنس کی نفی کے لئے آتا ہے)

اقول:

یہ غلط ہے اور مصنف علیہ الرحمۃ پر افترا۔ غلط تو اس لئے کہ یہ (لا) جنس کی نفی کے لئے نہیں آتا بلکہ جنس سے خبر کی نفی کے لئے آتا ہے۔ کتاب میں مذکورہ مثال (لَا رَجُلٌ فِي الدَّارِ) میں جنس (رجل) کی نفی ہے یا جنس (رجل) سے ثبوت فی الدار کی نفی ہے! اتنا بھی نہ سمجھے۔

اور افترا اس لئے کہ (یعنی) کہہ کر اس باطل تفسیر کو جلیل القدر مصنف علیہ الرحمۃ کی مراد قرار دے دیا۔ جو شرح جامی پڑھنے والا طالب علم بھی نہیں کہہ سکتا۔ یہ یقیناً ان کی توہین ہے۔ لیکن ان فاضلان دیوبند سے اس کی کیا شکایت۔ جن کا شیوہ ہی یہ ہے اور جن کے مذہب کی تعمیر بھی توہین اسلاف پر ہوئی۔

پھر صفحات مذکورہ پر دونوں صاحبان نے (غلام رجل ظریف فی الدار) میں واقع (ظریف) کو اور (فی الدار) کے متعلق (ثابت) کو مرفوع کے ساتھ ملائے بغیر خبر قرار دیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کما مر۔

پھر اول نے صفحہ ۸۷ پر اور دوم نے ۷۹ پر (لازید فی الدار ولا عمرو) میں (لا) کے ملغی ہونے کے باوجود (زید) اور (عمرو) کو (اسم لا) سے

تعبیر کیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ جب (لا) عامل نہیں تو پھر یہ دونوں اُس کے اسم کیسے ہو سکیں گے۔ اسم تو اُسی کو کہتے ہیں جس میں وہ عامل ہو۔ پھر ستم بالائے ستم یہ کہ اس باطل بات کو مصنف علیہ الرحمۃ کی مراد قرار دے دیا جو اُن کی کھلی توہین ہے۔ لیکن کیا کیا جائے دیوبندی مذہب کی بنیاد ہی توہین پر ہے۔

پھر اول نے صفحہ ۸۸ پر (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ) کی پہلی وجہ میں اُس کے دو جملے قرار دینے کی تقدیر پر لکھا ہے کہ (دو جملوں کی صورت میں عبارت کی تقدیر یوں ہوگی۔

(لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ وَلَا قُوَّةَ عَلَى الطَّاعَةِ ثَابِتٌ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللَّهِ)
اور ترکیب میں (عَنِ الْمَعْصِيَةِ) کو (حَوْل) سے متعلق کیا ہے اور (عَلَى الطَّاعَةِ) کو (قُوَّة) سے اور (بِأَحَدٍ) کو مستثنیٰ منہ اور (بِاللَّهِ) کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

اقول:

یہ سب خرافات ہیں اولاً اس لئے کہ تقدیر مذکور بے ضرورت ہے بغیر اس کے دو جملے ہو جاتے ہیں جیسے ہماری ترکیب میں گذرا اور بے ضرورت تقدیر ناجائز۔ کما فی الفوائد الشافیہ۔

ثانیاً اس لئے کہ جب (عَنِ) کو (حَوْل) سے متعلق قرار دیا اور (عَلَى) کو (قُوَّة) سے تو یہ دونوں مشابہ بمضاف ہو گئے اور ان کا مبنی بر فتح ہونا جاتا رہا کیونکہ مشابہ بمضاف منصوب ہوتا ہے کما مر۔

ثالثاً اس لئے کہ (بِأَحَدٍ) کو مستثنیٰ منہ قرار دینا اور (بِاللَّهِ) کو مستثنیٰ۔ باطل ہے وجہ یہ ہے کہ مستثنیٰ متصل کے اقسام میں داخل ہے نہ مستثنیٰ منقطع میں۔ صحیح یہ کہ (بِاللَّهِ) مستثنیٰ مفرغ ہے۔ کما فی الفوائد الشافیہ۔ اور اس صورت میں ترکیب کرتے وقت مستثنیٰ منہ مقدر نہیں نکالا کرتے ورنہ مستثنیٰ مفرغ نہ رہے گا۔

مگر ان فاضلان دیوبند کو اتنی سمجھ بوجھ کہاں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

پنجم حروف ندا و آن پنج ست یا و آ یا و ہ یا و آئی و ہمزہ مفتوحہ و این حروف منادی مضاف را نصب کنند چوں یا عبد اللہ۔

و مشابہ مضاف را چوں یا طالعاً جبلاً و نکرہ غیر معین را چنانکہ اعمی گوید یا رَجُلًا خُذْ بِيَدِي۔

و منادی مفرد معرفہ مبنی باشد بر علامت رفع چوں یا زَيْدًا یا زَيْدُونَ و یا مُسْلِمُونَ و یا مُوسَى و یا قَاضِي بدانکہ آئی و ہمزہ برائی نزدیک ست و آ یا و ہ یا برائی دور و یا عام ست۔

پانچویں قسم حروف ندا اور وہ پانچ ہیں یا اور آ یا اور ہ یا اور آئی اور ہمزہ مفتوحہ اور یہ حروف منادی مضاف کو نصب کرتے ہیں جیسے یا عبد اللہ اور مشابہ بمضاف کو (بھی) جیسے یا طالعاً جبلاً اور نکرہ غیر معین کو (بھی) جیسے کہ نایدینا کہتا ہے یا رَجُلًا خُذْ بِيَدِي اور منادی مفرد معرفہ مبنی ہوتا ہے علامت رفع پر جیسے یا زَيْدًا اور یا زَيْدُونَ اور یا مُسْلِمُونَ اور یا مُوسَى اور یا قَاضِي۔ جان لو کہ آئی اور ہمزہ نزدیک کے لئے ہیں اور آ یا اور ہ یا دور کے لئے اور یا عام ہے۔

جمہور نجات اور امام سیبویہ فرماتے ہیں کہ منادی کا نصب فعل ہے

مثلاً (اَدْعُو) جو جو بآ محذوف ہوتا ہے۔ اور حروف ندا اس کے قائم مقام

ہوتے ہیں اور امام مبرد نے فرمایا کہ خود حروف ندا منادی کو نصب دیتے ہیں۔

ان میں سے ہر ایک حرف فعل (ادعو) کے قائم مقام ہوتا ہے۔ رہا فاعل

یعنی ضمیر (انا) تو وہ بھی فعل کے ساتھ تبعاً محذوف ہو گئی یا وہ ان میں پوشیدہ ہوتی ہے

اور امام بوعلی نے فرمایا کہ حروفِ ندا اسمِ فعل ہیں بمعنی (ادعو) کذا فی (ترتیب ابوسعیدی)۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے یہاں پر امام مبرد کا مسلک بیان فرمایا ہے لیکن مختار مسلک جمہور ہے۔ والنقصیل فی بشیر الناجیۃ۔ منادی قریب کے لئے ہمزہ مفتوحہ اور (ای) استعمال کرتے ہیں اور بعید کے لئے (ایا) اور (ہیا) اور (یا) عام ہے کہ اس کو قریب اور بعید دونوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہوا کہ بعض دیوبندی مولوی صاحبان کا یہ کہنا باطل ہے کہ (یا) صرف قریب کے لئے آتا ہے۔ اسی واسطے (یا رسول اللہ) کہنا درست نہیں کہ وہ تو ہزار ہا میل کے فاصلہ پر مدینہ منورہ میں ہیں۔ باطل اس لئے ٹھہرا کہ نحو میر کی اس تصریح کے خلاف ہے اور خود ان کے پیر دستگیر آگاہ حضرت حاجی امداد اللہ شاہ قدس سرہ کے عمل کے بھی مخالف ہے۔ وہ ہندستان میں رہتے ہوئے ہزار ہا میل کے فاصلے سے بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
اٹھا کر زلف اقدس کو ذرا چہرے مبارک سے
مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہ
شفیع عاصیاں تم ہو وسیلہ بیکساں تم ہو
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ
مجھے بھی یاد رکھنا ہوں تمہارا اُمّتِ عاصی

گنہگاروں کو جب تم بخشواؤ یا رسول اللہ
 جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
 بس اب چاہو تراؤ یا ذباؤ یا رسول اللہ
 پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناتواں ہو کر
 مری کشتی کنارہ پر لگاؤ یا رسول اللہ
 اگرچہ ہوں میں عصیاں کار پر امید ہے تم پر
 کہ پھر مجھ کو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ
 حبیب کبریا تم ہو امام انبیاء تم ہو
 ہمیں بہر خدا حق سے ملاؤ یا رسول اللہ
 خدا واسطے رحمت کے پانی سے مرے آ کر
 تپ ہجراں کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ
 پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
 بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

لیکن دیوبندی صاحبان اپنے پیرونگیر سے منحرف ہیں اور ان کی جناب
 میں گستاخ۔ کماذکرناہ فی بشیر القاری۔ اسی واسطے مذہبی، سیاسی، عملی ہر میدان
 میں رسوائی نصیب ہو رہی ہے۔

ترکیب بر مذہب جمہور:

یا عبد اللہ (یا) حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام (ادعو) جو مفرد معتل واوی
 مرفوع تقدیر اصیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع
 محلاً مبنی بر سکون۔

(عبد) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظاً مضاف (اسم جلالت) مفرد منصوب

صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر منادی مضاف مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: اے بندہ خدا۔

(يَا طَالِعًا جَبَلًا) اس میں (يَا) حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام (ادعو) (ادعو) مفرد معتل وادی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم اس میں (انا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (طَالِعًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل (کاتب الحروف کی ناقص رائے میں یہ) صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح (جَبَلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر منادی مشابہ بمضاف مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: اے پہاڑ پر چڑھنے والے۔

(يَا رَجُلًا خُذْ بِيَدِي) اس میں (يَا) حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام (ادعو) جس کی ترکیب معلوم (رَجُلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً منادی نکرہ غیر معین مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(خُذْ) امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تَا) علامت بیائے متکلم مجرور تقدیراً منصوب محلاً بنا بر مفعولیت (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب ندا ہوا۔

ترجمہ: اے مرد میرا ہاتھ پکڑ۔

(يَا زَيْدُ) اس میں (یا) حرفِ ندائی بر سکون قائم مقام (ادعو) جس کی ترکیب معلوم (زَيْدُ) منادی مفرد معرفہ بر ضم منصوب محلاً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: اے زید۔

(يَا زَيْدَانِ) اس میں (یا) حرفِ ندائی بر سکون قائم مقام (ادعو) جس کی ترکیب معلوم (زَيْدَانِ) منادی مفرد معرفہ بر الف منصوب محلاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: اے دو زید۔

(يَا مُسْلِمُونَ) اس میں (یا) حرفِ ندائی بر سکون قائم مقام (ادعو) جس کی ترکیب معلوم (مُسْلِمُونَ) منادی مفرد معرفہ بر واو منصوب محلاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: اے مسلمانو۔

(يَا مُوسَى) اس میں (یا) حرفِ ندائی بر سکون قائم مقام (ادعو) جس کی ترکیب معلوم (مُوسَى) منادی مفرد معرفہ بر ضم مقدر منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: اے موسیٰ۔

(يَا قَاضِي) اس میں (یا) حرفِ ندائی بر سکون قائم مقام (ادعو) جس کی ترکیب معلوم (قَاضِي) منادی مفرد معرفہ بر ضم مقدر منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: اے قاضی۔

تنبیہ ۱۰۰ تا ۱۰۹:

المصباح المنیر صفحہ ۸۹ میں (ندا) کی اصطلاحی تعریف بایں الفاظ کی ہے کہ (اصطلاح نحو میں حرف ندا کے ذریعہ منادی کی توجہ کسی طرف کرانا ندا کہلاتا ہے) اور مہر منیر صفحہ ۸۱ میں بایں الفاظ کہ (اصطلاح میں حرف ندا کے ساتھ جوادعو کے قائم مقام ہوتا ہے منادی کی توجہ اپنی طرف منعطف کرنے کو کہتے ہیں)۔

اقول:

یہ دونوں غلط ہیں اور نحو یوں پرا فترا۔

اولاً اس لئے کہ (ندا) کی تعریف میں (منادی) ماخوذ ہے جو (ندا بمعنی اصطلاحی سے مشتق اور مشتق کی معرفت مبداء اشتقاق پر موقوف تو (ندا) کی تعریف (ندا) پر موقوف ہوئی یہ دور ہے اور دور باطل تو تعریف مذکور باطل۔

ثانیاً اس لئے کہ نحو یوں کی اصطلاح کی طرف اس تعریف کی نسبت غلط بیانی ہے۔ وہ تو تعریف بایں الفاظ کرتے ہیں (طَلَبُ الْإِقْبَالِ بِحَرْفِ نَائِبٍ مِّنَابٍ أَدْعُوْا مَلْفُوْظٍ بِهِ أَوْ مُقَدَّرٍ) یعنی توجہ طلب کرنا ایسے طلب ماخوذ ہے لہذا وہ مخصوص طلب سے عبارت ہیں نہ (توجہ کسی طرف کرانے) سے یا (توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنے سے) کہ ان دونوں میں طلب نہیں پائی جاتی۔

ثالثاً اس لئے کہ حرف ندا میں تعیم ہے کہ ملفوظ ہو یا مقدر اور ان دونوں تعریفات میں تعیم نہیں کی گئی۔

پھر دوم نے صفحہ مذکور پر منادی کی تعریف یوں کی ہے کہ (اصطلاح میں اُس اسم کو کہتے ہیں جس کی توجہ کو لفظی یا تقدیری حرف ندا کے ساتھ منعطف کر دیا جائے) یہ بھی غلط ہے کہ (منادی) کی تعریف میں (ندا) ماخوذ اور (ندا) کی تعریف

میں (منادی) ماخوذ تھا تو دور لازم آیا کہ سلف اور (طلب) مفقود تو نسبت باطل کما سبق۔ وہ تو منادی کی تعریف یوں کرتے ہیں (هُوَ الْمَطْلُوبُ اِقْبَالُهُ بِحَرْفِ نَائِبٍ مِّنَابٍ اَدْعُو لَفْظًا اَوْ تَقْدِيرًا) اس تعریف میں (ندا) ماخوذ نہیں۔ اور طلب موجود ہے۔

پھر (یا طالعاجلا) کی ترکیب میں اول نے صفحہ ۹۰ پر (جلا) کو (مثابہ مفعول بہ) کہا اور اول نے اس صفحہ پر اور دوم نے صفحہ ۸۲ پر کہا (ندا منادی سے مل کر) کہنا نحوی بولی نہیں۔ دیوبندی بولی ہے جو بے سر ہونے کے باعث سامعہ نواز نہیں بلکہ سامعہ خراش ہے۔ سر میں اس وقت ہوتی جب یوں کہا جاتا (ادعو) فعل اپنے فاعل اور منادی مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

پھر اول نے صفحہ ۹۱ پر اور دوم نے صفحہ ۸۳ پر (یا رَجُلًا خُذْ بِيَدِي) کی ترکیب میں (بِيَدِي) کی (با) کو خُذْ سے متعلق قرار دیا ہے۔ یہ غلط ہے۔

کیونکہ (خُذْ) فعل کے متعدی بنفسہ ہونے کی وجہ سے مفعول بہ پر یہ (با) زائدہ ہے اور بائے زائدہ فعل سے متعلق نہیں ہوتی۔ پھر دونوں صاحبان نے انہیں صفحات پر (یا رَجُلًا) میں (یا) کو قائم مقام (ادعو) قرار دے کر کہا کہ (فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر ندا) اور (خُذْ بِيَدِي) کو جواب ندا قرار دے کر کہا کہ (ندا اپنے جواب سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ندا ہے) یہ دونوں باتیں بھی غلط ہیں۔

اول اس لئے کہ (یا رَجُلًا) نہ بمعنی لغوی ندا ہے نہ بمعنی اصطلاحی کیونکہ دونوں مصدر ہیں اور (یا رَجُلًا) مصدر نہیں تو اس کو ندا کہنا درست نہ ہوا۔

کہنا یوں تھا کہ (ادعو) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر ندا یا جملہ ندا ہے (جملہ ندا) کے معنی یہ کہ وہ جملہ جس سے اصطلاحی (ندا) مفہوم ہو۔

دوم اس لئے کہ (جملہ ندا) علیحدہ جملہ ہوتا ہے اور (جواب ندا علیحدہ

دونوں مل کر جملہ ندائیہ نہیں ہوتے۔

صرف اول کی (جملہ ندائیہ) کہتے ہیں اور دوسرے کو (جواب ندا) جب جملہ ثانیہ کو (جواب ندا) کہا تو یہ بات (جواب ندا) کہنے سے ظاہر ہوگئی کہ جملہ ثانیہ جملہ ندائیہ نہیں بلکہ (جملہ ندائیہ) کا جواب ہے۔ مگر ان فاضلان دیوبند میں اتنی سمجھ کہاں۔

پھر دوم نے منادی مفرد معرفہ کے مبنی ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ (منادی مفرد معرفہ چونکہ ضمیر خطاب یعنی ک اسمیہ کے موقع میں آتا ہے اس لئے مبنی ہوا کرتا ہے چونکہ یا زید کے معنی دراصل ادعوک ہیں۔ اور پہلے آچکا ہے کہ ک اسمیہ چونکہ ک جر سے مشابہت رکھتا ہے جو مبنی الاصل ہے اس لئے اس مشابہت کی بنا پر اس کو بھی مبنی کر دیا جاتا ہے تو چونکہ زید ک اسمیہ کے موقع پر آتا ہے اس لئے اس کو بھی مبنی کرنا چاہیے) یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ نجات نے منادی مفرد معرفہ کے مبنی ہونے کی وجہ یہ بیان کی ہے۔

وہ (کاف) ضمیر خطاب کی جگہ واقع ہوتا ہے اور (کاف) ضمیر مخاطب مشابہ ہے لفظاً اور معنی (کاف) حرف خطاب کے۔ لفظاً مشابہت تو ظاہر ہے اور معنی یہ کہ دونوں خطاب کے لئے ہیں اور (کاف) حرف خطاب مبنی الاصل ہے۔

لہذا منادی مفرد معرفہ بواسطہ (کاف) حرف جار خطاب کے لئے نہیں آتا اور (کاف) ضمیر مخاطب برائے خطاب ہے۔

پھر دونوں صاحبان نے انہی صفحات پر (یا زیدان) اور (یا مسلمون) کی ترکیب میں اول کو (الف نون) پر مبنی لکھا ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ (ثنیٰ) کا اعراب حالت رفعی میں الف نون کے ساتھ آیا کرتا ہے (اور دوم کو (واونون) پر مبنی بتایا ہے اور وجہ یہ بیان کی کہ (جمع مذکر سالم کا اعراب حالت رفعی میں واو اور نون کے ساتھ

ہوا کرتا ہے) استغفر اللہ ثم استغفر اللہ .

ابھی ابھی اسم متمکن کے اقسام باعتبار وجوہ اعراب میں گذرا کہ ثنی کا اعراب حالت رفعی میں الف کے ساتھ ہوتا ہے اور جمع مذکر سالم کا حالت رفعی میں واو کے ساتھ تو (زیدان) مذکور مثنیٰ بر الف ہوا مثنیٰ بر الف ونون اور (مسلمون) مذکور مثنیٰ بر (واو) ہوا مثنیٰ بر (واو اور نون)۔

یہ ہے ان فاضلان دیوبند کی علمی قابلیت اور (حافظہ نباشد) کی بدترین صورت ایسی نااہلیت کے باوجود ایجنٹ صاحبان سے قابلیت کا پروپیگنڈا کرایا جاتا ہے، کیوں؟ اس لئے کہ ان کا مسلک ہے (دنیا کماؤ مکر سے، روٹی کھاؤ شکر سے) سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

فصل دوم در حروف عاملہ در فعل مضارع و آن بردو قسم است قسم اول

حروفیکہ فعل مضارع را نصب کنند و آن چہارست اول ان چوں اُریدَ اَنْ تَقُوْمَ وَاَنْ با فعل بمعنی مصدر باشد یعنی اُریدَ قِیَامَکَ و بدین سبب اورا مصدر یہ گویند دوم لن چوں لَنْ یُخْرِجَ زَیْدٌ و لَنْ برائی تاکید نفی ست سوم گئی چوں اَسْلَمْتُ گئی اَدْخُلَ الْجَنَّةَ چہارم اِذَنْ چوں اِذَنْ اُکْرِمْکَ در جواب کسیکہ گوید اَنَا اَتِیْکَ غَدًا و بدانکہ اَنْ بعد از شش حروف مقدر باشد فعل مضارع را نصب کند حتّٰی نحو مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ و لام محمد نحو مَا کَانَ اللّٰهُ لَیْعَذَّبَهُمْ واذ بمعنی اِلٰی اَنْ یَا اَلَا اَنْ نَحْوًا لَزَمَکَ اَوْ تُعْطِیْنِی حَقّٰی وواو الصرف ولام کی وفا کہ در جواب شش چیزست امر و نہی و نفی و استفہام و تمنیٰ و عرض و امثلتھا مشہورۃ۔

دوسری فصل فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف کے بیان میں اور یہ دو قسم پر ہیں اول وہ حروف جو فعل مضارع کو نصب کرتے ہیں اور وہ چار ہیں پہلا اَنْ

جیسے اُرِيْدُ اَنْ تَقُوْمَ۔ اَنْ فعل کے ساتھ مصدر کے معنی میں ہوتا ہے یعنی اُرِيْدُ قِيَامَكَ اور اسی وجہ سے اُس کو مصدر یہ کہتے ہیں۔

دوسرا اَنْ جیسے لَنْ تَخْرُجَ زَيْدٌ نَفِي کی تاکید کے لئے ہے۔

تیسرا اَنْ جیسے اَسْلَمْتُ كَيْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔

چوتھا اِذَنْ جیسے اِذَنْ اُكْرِمَكَ اُس شخص کے جواب میں جو کہے

اَنَا اَتِيكَ غَدًا۔

اور جان لو کہ اَنْ بعد چھ حروف کے پوشیدہ ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب کرتا ہے جیسی (کے بعد) جیسے مَرَزْتُ حَتَّى اَدْخُلَ الْبَلَدَ اور لا جحد (کے بعد) جیسے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ۔ اور اَوْ (بمعنی اِلٰی اَنْ) کے بعد جیسے لَا لَزَمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِي حَقِّي اور و او صرف اور لام گئی اور فَا (کے بعد) جو جواب میں چھ چیزوں کے ہو:

امر اور نہی اور نفی اور استفہام اور تمنی اور عرض اور ان کی مثالیں مشہور ہیں۔

قوله:

(ان با فعل بمعنی مصدر باشد) یہ عبارت صراحتہ دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ تنہا فعل مصدر کے معنی میں نہیں ہوتا بلکہ (اَنْ) اور (فعل) دونوں کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہوتا ہے۔

وجہ یہ کہ اگر تنہا فعل مصدری معنی میں ہو جائے تو (اَنْ) کا دخول اسم پر ہو جائے گا حالانکہ وہ فعل کے خواص سے ہے کہ مضارع کو مستقبل کے لئے متعین کر دیتا ہے۔ اس کو (مصدر یہ) اس سبب سے کہتے ہیں کہ فعل کے ساتھ مل کر مصدری معنی میں ہوتا ہے نہ اس سبب سے کہ فعل کو مصدری معنی میں کر دیتا ہے۔ اور یہ بھی لازم آئے گا کہ اُس (اَنْ) پر حرف جار کا دخول صحیح نہ ہو کہ حرف جار اسم پر داخل ہوتا ہے نہ

حرف پر۔ مجموعہ بمعنی مصدر ہو تو محذور لازم نہ آئے گا۔ فَاَحْفَظْهُ فَإِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ عَنْهُ غَافِلُونَ۔

قوله:

(أَوْ بمعنى الی ان یا الا ان) اس عبارت کے یہ معنی نہیں کہ (او) مجموعہ (الی ان) یا مجموعہ (الا ان) کے معنی میں ہوتا ہے جیسے کہ بعض بے سمجھ، سمجھ بیٹھے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ اعتراض وارد ہو کہ ایسے (او) کے بعد اُن مقدر ہونے سے تکرار (اُن) لازم آئے گی بلکہ اس میں لفظ (الی) اور لفظ (الّا) مضاف ہیں (اُن) کی طرف اور یہ اضافت بادی تعلق ہے اور ادنیٰ تعلق یہ کہ (الی) اور (الّا) داخل ہوتے ہیں (اُن) مقدرہ پر، تو یہ دونوں داخل ہوئے اور (اُن) مقدرہ مدخول علیہ۔ اور اضافت یہ بتانے کے لئے کی گئی کہ (أَوْ) ہر الی اور ہر الا کے معنی میں نہیں ہوتا بلکہ صرف اسی (الی) اور (الّا) کے معنی میں ہوتا ہے جو (اُن) مقدرہ پر داخل ہوتے ہیں۔

قوله:

(واو صرف ولام گنی وفا کہ در جواب شش چیز است) اس عبارت میں یہ قول کہ در جواب شش چیز است) حرف (فا) سے متعلق ہے۔ اب عبارت کے معنی یہ ہوں گے کہ (واو) صرف اور (گنی) کے بعد (اُن) مقدر ہوتا ہے اور اس (فا) کے بعد جو چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو اس صورت میں (واو) صرف کے چھ چیزوں کے بعد واقع ہونے کا بیان نہ ہوا۔ حالانکہ وہ بھی چھ چیزوں کے بعد واقع ہوتا۔

اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ مصنف علیہ الرحمۃ نے سب کے شرائط بیان کرنے کا التزام نہیں فرمایا اسی واسطے (حتیٰ) کی شرط بیان میں نہیں آئی۔ لیکن

مناسب یہ ہے کہ عبارت کو کاتب کے سہو پر محمول کیا جائے۔

بایں طور کہ (واو) صرف وفا کہ در جواب شش چیز است) اب یہ عبارت کہ (در جواب شش چیز است) فقط (واو صرف) اور (فا) سے متعلق ہوگی اور معنی یہ ہوں گے کہ (کسی) کے بعد (اَنْ) مقدر ہوتا ہے اور واو صرف اور فا کے بعد جو (واو) اور (فا) چھ چیزوں کے بعد واقع ہوں۔

(واو) صرف اور (فا) دونوں کے بعد (اَنْ) مقدر ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ ان چھ چیزوں کے بعد واقع ہوں (گنی) کے لئے یہ شرط نہیں اصل عبارت کے نظر (واو) صرف اور (فا) دونوں کی شرط مذکور ہوگئی اور موجودہ عبارت میں اگر (کہ) در جواب شش چیز است) کو صرف (فا) سے متعلق قرار دیا جائے تو (فا) کی شرط کا بیان ہو جاتا ہے اور (واو) صرف کی شرط کا بیان نہیں ہوتا اور اگر (کہ) در جواب شش چیز است) کو (واو صرف و گنی وفا) تینوں سے متعلق قرار دیں تو خلاف واقع ہے کیونکہ (کسی) کے لئے یہ شرط نہیں اس لئے کاتب کے سہو پر محمول کرنا مناسب ہے تاکہ دونوں کی شرط کا بیان ہو جائے۔ ضروری نہیں کَمَا ذَكَرْنَا فِيمَا سَبَقَ۔

(واو) صرف یہ (واو) عطف ہے۔ صرف کے معنی (روکنا) یہ بعض صورتوں میں اپنے ماقبل کی کسی چیز کو اپنے مابعد پر آنے سے روکتا ہے۔

نظر برآں اس کو (واو) صرف کہتے ہیں جیسے لَا تَأْكُلِ السَّمَكَ وَتَشْرَبِ اللَّبَنَ اس کے معنی ہیں کہ مچھلی کھانے کے ساتھ دودھ مت پیو۔

اس میں مذکورہ واو (واو) صرف ہے یہ اپنے ماقبل کے (لا) کو اپنے مابعد (تشرب) پر آنے سے روکتا ہے کیونکہ اگر وہ اس پر آجائے بایں طور کہ (تشرب) کو (تأكل) پر معطوف قرار دیں تو معنی مقصود فوت ہو جائیں گے۔

اس لئے کہ اب معنی یہ ہوں گے کہ مچھلی نہ کھاؤ اور دودھ نہ پیو اس سے مچھلی کھانے کی ممانعت مفہوم ہوئی اور مطلقاً دودھ پینے کی حالانکہ مطلقاً دودھ پینے کی ممانعت مقصود نہ تھی بلکہ مچھلی کے ساتھ دودھ پینے کی ممانعت کا قصد تھا، مثال مذکور کی۔

ترکیب:

(لا تا کل) میں (لا) برائے نہی مبنی بر سکون (تا کل) صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون۔ کسرۃ موجودہ حرکت تخلص من السکو نین صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (السّمک) مفرد منصوب صحیح مفعول بہ۔

فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اور (تشرب اللبن) معطوف ہے مقدر پر جو ماقبل سے مفہوم ہوتا ہے یعنی لا یجتمع منك اكل (السّمک) (لا) برائے نہی مبنی بر سکون (یجتمع) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون۔ صیغہ واحد مذکر غائب (من) حرف جار مبنی بر سکون (کاف) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو (اکل) مفرد منصوب صحیح مرفوع لفظاً مضاف (السّمک) مفرد منصوب صحیح مضاف الیہ مجرور لفظاً۔ منصوب محلاً بنا بر مفعولیت۔

مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح اس کے بعد (اَنْ) موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (تشرب) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (اللبن) مفرد منصوب صحیح مفعول بہ۔

فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول
حرئی (اَنْ) مقدار اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف مرفوع محلا۔ معطوف
علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل۔

فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا (واو) صرف
سے پیشتر امر ہو جیسے زُرْنِیْ وَاُكْرِمْکَ۔ (زُرْ) امر حاضر معروف مبنی بر سکون۔ صیغہ
واحد مذکر حاضر۔ اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل
مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح (نُون) برائے وقایہ مبنی
بر کسر (یَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون فعل اپنے فاعل
اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اس کے بعد (لِیَجْتَمِعْ مِنْکَ الزَّیَادَةُ) استفادہ جس میں (لام) برائے
امر مبنی بر کسر (یَجْتَمِعْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بر سکون صیغہ
واحد مذکر غائب (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (کاف) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی
بر فتح جار مجرور مل کر ظرف لغو (الزَّیَادَةُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف
علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح اس کے بعد (اَنْ) موصول حرئی مقدار مبنی
بر سکون (اُكْرِمْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً۔ صیغہ
واحد متکلم۔ اس میں (اَنْتَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی
بر سکون (کاف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح۔

فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (اَنْ) مقدار موصول
حرئی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف مرفوع محلا۔ معطوف علیہ اپنے
معطوف سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: تمہاری طرف سے ملاقات کو آنا ہوا اور میری جانب سے بروقت ملاقات

تمہاری تعظیم بجالانا یا استفہام ہو جیسے هَلْ عِنْدَكُمْ مَاءٌ وَاشْرَبُوهُ۔

هَلْ حرف استفہام مبنی بر سکون (عِنْدَ) مفرد منصوب صحیح منصوب
لفظاً مضاف (کم) میں (کاف) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی
بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ
ہوا (ثابت) مقدّر کا (ثابت) مفرد منصوب صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس
میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے
مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم (مَاءٌ) مفرد منصوب صحیح
مرفوع لفظاً مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ
ہوا۔

اس کے بعد (هَلْ يَكُونُ مِنْكُمْ مَاءٌ) استفادہ جس میں (هَلْ) حرف
استفہام مبنی بر سکون (يَكُونُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرور از ضمیر بارز۔ مرفوع
لفظاً فعل تام۔ صیغہ واحد مذکر غائب (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون،
(كُمْ) میں (کاف) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر ضم (میم) علامت جمع
مذکر بر سکون۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو (مَاءٌ) مفرد منصوب صحیح مرفوع لفظاً معطوف
علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح۔ جس کے بعد (أَنْ) موصول حرفی مقدّر مبنی بر سکون۔
(اشْرَبْ) فعل مضارع معروف مجرور از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد متکلم۔ اس
میں (اِنَّا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (هَآ) ضمیر منصوب
متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے (مَاءٌ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ
سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (أَنْ) موصول حرفی مقدّر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل
مفرد ہو کر معطوف مرفوع محلا معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل۔ فعل تام
اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تمہاری جانب سے پانی کی آمد ہو اور بروقت آمد میرا اس کو پینا۔

یا تمنی ہو جیسے لَيْتَ لِي مَالًا وَأَنْفَقَهُ (لِيت) حرف مشبہ بفعل مبنی بر فتح (لام) حرف جار مبنی بر کسر (یا) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر سکون۔ جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثابت) مقدر کا (ثابت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم مؤخر۔

اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم (مَالًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم (لِيت) اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ اس کے بعد (لَيْتَ لِي ثُبُوتٌ مَالٍ) استفاد جس میں (لَيْتَ) حرف مشبہ بفعل مبنی بر فتح (لِی) بترکیب سابق خبر مقدم (ثُبُوتٌ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مصدر مضاف (مَالٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ مرفوع محلا بنا بر فاعلیت۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ۔

(واو) حرف عطف مبنی بر فتح اس کے بعد (أَنْ) موصول حرفی مبنی بر سکون (أَنْفَقَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرور از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (هَآ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم۔ راجع بسوئے (مَالٍ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صا (أَنْ) موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف۔ منصوب محلا۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم (لَيْتَ) اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: کاش کہ میرے پاس مال ہوتا۔

اور اس کے ساتھ انفاق اور (ترجی) کوذ کر نہیں فرمایا کہ وہ بحکم (تمنی) ہے جیسے یہی مذکورہ مثال جب کہ (لِئْتَ) کی جگہ (لَعْلُ) رکھ دیا جائے اور یہی ترکیب اور یہی ترجمہ یا (نفی) ہو جیسے مَا تَأْتِينَا وَتَحْدُثُنَا (مَا) حرف نفی مبنی بر سکون (تاتیی) مضارع معروف مفرد معتل یائی مرفوع تقدیراً۔ صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس کے بعد (لَيْسَ مِنْكَ إِيَّانَا) استفادہ جس میں (لَيْسَ) فعل ناقص مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (کاف) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر فتح۔

جار مجرور مل کر نظر مستقر ہوا (ثَابِتًا) مقدر کا (ثَابِتًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم مؤخر۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم (ایبان) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح اس کے بعد (أَنْ) موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (تَحْدُثُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرور از ضمیر بارز منصوب لفظاً۔ صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (قا) علامت خطاب مبنی بر فتح (نَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (أَنْ) موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف۔ مرفوع محلاً معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم (لیس) فعل ناقص اپنے اسم مؤخر و خبر مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: تمہاری جانب سے ہمارے پاس آنا اور ہم سے گفتگو کرنا نہیں ہے۔

یا عرض ہو جیسے لَا تَنْزِلُ بِنَا وَتُصِيبُ خَيْرًا (ہمزہ) برائے عرض مبنی
برفتح (تَنْزِلُ) فعل مضارع معروف اس میں (لا) حرف نفی مبنی بر سکون (تَنْزِلُ) صحیح
مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً۔ صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس
میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی
برفتح (با) حرف جار مبنی بر کسر (تا) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر سکون۔ جار مجرور مل
کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اس کے بعد (لَا يَكُونُ مِنْكَ نَزُولُ) استفاد جس میں ہمزہ برائے عرض
مبنی برفتح (لَا يَكُونُ) میں (لا) برائے نفی مبنی بر سکون (يَكُونُ) فعل مضارع معروف
صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً۔ فعل تام۔ صیغہ مذکر غائب (مِنْ) حرف جار مبنی
بر سکون (کـ) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی برفتح۔ جار مجرور مل کر ظرف
لغو (نَزُولُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ واو حروف مبنی برفتح اس کے
بعد (أَنْ) موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (تُصِيبُ) فعل مضارع معروف صحیح
مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً۔ صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس
میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون۔

(تا) علامت خطاب مبنی برفتح (خَيْرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول
بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (أَنْ) موصول حرفی
مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف مرفوع محلاً۔ معطوف علیہ اپنے
معطوف سے مل کر فاعل۔ فعل تام اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ
ہوا۔

ترجمہ: آپ کی جانب سے تشریف آوری اور ہماری جانب سے خدمت
دونوں کا اجتماع ہونا چاہیے۔

مخفی نہ رہے کہ ان مثالوں میں (واو) کے بجائے (فا) رکھ دی جائے
تو سب کی سب (فا) کی مثالیں بن جائیں گی۔

ترکیب:

(أُرِيدُ أَنْ تَقُومَ) اس میں (أُرِيدُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع
لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی
بر سکون (أَنْ) ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون،

(تَقُومَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز۔ منصوب لفظاً صیغہ
واحد مذکر حاضر اس میں (انت) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع
محلاً مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بفتح۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ
خبریہ ہو کر صلہ (أَنْ) موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مفعول بہ
منصوب محلاً فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں چاہتا ہوں تمہارا کھڑا ہونا۔

(أُرِيدُ قِيَامَكَ) اس میں (أُرِيدُ) ترکیب سابق (قیام) مفرد منصرف صحیح
منصوب لفظاً مصدر مضاف (كَاف) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور باعتبار محل
قریب۔ مرفوع باعتبار محل بعید بنا بر فاعلیت۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل
کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہی جو پہلے تھا۔

(لَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَخْرُجَ) فعل مضارع
معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب (زید) مفرد منصرف صحیح
مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: ہرگز نہیں نکلے گا زید۔

(أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخَلَ الْجَنَّةَ) اس میں (اسلمت) فعل ماضی معروف
 مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم۔ اس میں (نا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی
 بر ضم۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(كَيْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (أَدْخَلَ) فعل مضارع معروف صحیح
 مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً۔ صیغہ واحد متکلم۔

اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی
 بر سکون (الجنة) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول
 فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اس جملہ کو بھی (مُعَلَّلَةٌ) کہتے ہیں بصیغہ اسم فاعل بایں معنی کہ اس کا مضمون
 ما قبل کے لئے علت غائیہ ہے یعنی مضمون ما قبل پر مرتب کر دخول جنت اسلام پر مرتب
 ہوتا ہے کیونکہ اسلام سبب ہے دخول جنت کے لئے تو دخول جنت مسبب ہوا اور مسبب
 اپنے سبب پر مرتب ہوا کرتا ہے نہ یہ کہ دخول جنت سبب ہے اور اسلام مسبب کیونکہ
 دخول جنت اسلام کا سبب نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ اسلام مرتب ہو دخول جنت
 پر جو خلاف واقع ہے بلکہ اسلام دخول جنت کے لئے سبب ہے اور دخول جنت اسلام
 پر مرتب۔

یاد رہے

کہ (جملہ مُعَلَّلَةٌ) عموماً اُس جملہ کو کہتے ہیں جس کا مضمون دوسرے جملے
 کے مضمون کے واسطے علت و سبب ہو جیسے لَا تَصُومُوا فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلِ
 وَشُرْبٍ اس جملہ ثانیہ کا مضمون جملہ اولیٰ کے مضمون کے واسطے علت و سبب ہے یعنی
 ان ایام کا ایام خورد و نوش ہونا اس نہیں کا سبب ہے۔

ترجمہ: میں اسلام لایا تا کہ جنت میں داخل ہو جاؤں۔

(إِذْنُ أَكْرَمَكَ) (إِذْنُ) حرف ناصب مبنی بر سکون (اکرم) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً۔ صیغہ واحد متکلم۔ اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (کـ ف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر فتح فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اُس وقت میں تمہاری تعظیم کروں گا۔

(أَنَا) اِتِّبِكَ غَدًا (أَنَا) ضمیر مرفوع منفصل مبتداء مرفوع محلاً مبنی بر سکون (اتَّبِ) فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (کـ ف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر فتح (غَدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلاً۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں کل تمہارے پاس آؤں گا۔

(مَرَزْتُ حَتَّى أَذْخَلَ الْبَلَدَ) اس میں (مَرَزْتُ) بترکیب معلوم (حتی) حرف جار مبنی بر سکون۔ اس کے بعد (أَنْ) موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (ادخل) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (البلد) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔

(أَنْ) مقدر موصول حرف اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مجرور محلاً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں گذرا یہاں تک کہ شہر میں داخل ہوا۔

(مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ) اس میں (ما) حرف نفی مبنی بر سکون (کان) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح (فعل ناقص) صیغہ واحد مذکر غائب (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم (لام) حرف جاززائد مبنی بر کسر (لام جحد) اس کے بعد (أَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (يُعَذِّبُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم جلالت (هم) میں (ها) ضمیر منصوب متصل ذوالحال مبنی بر ضم راجع بسوئے اہل مکہ منصوب محلاً (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (واو) حالہ مبنی بر فتح (أَنْتَ) میں (أَنْ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (فی) حرف جار مبنی بر سکون (هم) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر کسر راجع بسوئے اہل مکہ (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔ جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (موجود) مقدر کا (موجود) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل نائب فعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلاً۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (أَنْ) موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر خبر منصوب محلاً۔ فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

ہم نے بغرض افادہ طلباء برائے تاکید مبنی بر فتح (الْزَمَنَّ) فعل مضارع

معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (نُون) ثقیلہ مبنی بر فتح (کَاف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح (او) بمعنی (السی) مبنی بر سکون اس کے بعد (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (تُعْطِی) فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس (انت) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح (نُون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول منصوب محلا مبنی بر سکون۔

(حق) غیر جمع مذکر سالم مضاف یائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۃ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (اَنْ) موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مجرور محلا۔ جار مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: بیشک میں ضرور بالضرور تیرے پیچھے لگا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے میرا حق دے۔

اور (او) جب (الَا) کے معنی میں ہو تو (اَنْ) مقدر موصول حرفی بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ ہوگا (وقت) مضاف مقدر کا۔ پھر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر مفعول فیہ باقی ترکیب حسب سابق (أَمْثَلَتْهَا مَشْهُورَةً) اس میں (امثلة) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً مضاف (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے امر۔ نہی وغیرہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا (مَشْهُورَةً) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً۔ اسم مفعول صیغہ واحد مؤنث اس

میں (ہی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنے خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ ۱۱۷۱:

مہر منیر صفحہ ۸۴ میں ہے کہ (چونکہ ماضی۔ امر۔ نہی مبنی ہوتے ہیں) یہ غلط ہے کہ (نہی) مبنی نہیں وہ تو مضارع میں داخل ہے۔ کما مر۔ پھر مہر منیر میں اسی صفحہ پر اور المصباح المنیر میں صفحہ ۹۲ پر (أَنْ) مع الفعل یعنی مجموعہ مصدری معنی میں ہوتا ہے جیسے کہ کتاب میں مذکور ہوا۔ نہ صرف فعل مضارع مصدری معنی میں۔ پھر اسی صفحہ ۸۴ پر (أَرِيْذُ أَنْ تَقُوْمَ) کی ترکیب میں (تَقُوْمَ) کے متعلق کہا کہ (فعل اپنے فاعل سے مل کر بتاویل مصدر ہو کر مفعول بہ) یہ بھی غلط ہے کہ فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ ہوگا۔ پھر موصول حرفی (أَنْ) اپنے سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مفعول بہ پھر اول نے صفحہ ۸۵ پر اور دوم نے صفحہ ۹۲ پر (كَيْ) حرف ناصب کے متعلق بیان کیا کہ (اس کا مابعد اپنے ماقبل کا سبب بنا کرتا ہے) اور کتاب مذکور مثال (أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ) کے متعلق بیان کیا کہ (اس میں اسلام لانے کا سبب دخول جنت کی خواہش ہے) یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اول اس لئے کہ (كَيْ) کا ماقبل اُس کے مابعد کے لئے سبب ہوا کرتا ہے نہ مابعد اُس کے ماقبل کے لئے یہ بات شرح مائتہ عامل میں بھی مذکور ہے جو ان فاضلان دیوبند کو یاد نہیں۔

دوم اس لئے کہ مثال مذکور میں (اسلام) دخول جنت کا سبب ہے نہ دخول جنت) اسلام لانے کا۔ یہ بات بھی شرح مائتہ عامل میں بھی مذکور ہے۔

لیکن ان فاضلان دیوبند نے (دخول جنت کی خواہش) کو سبب قرار دیا ہے مثال میں (خواہش) کا ذکر نہیں تو یہ دیوبندی اضافہ ہوا جو مثال کے مطابق نہیں۔

پھر اول نے اسی صفحہ ۸۵ پر کتاب میں مذکور مثال (أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ) کی ترکیب میں اور دوم نے اپنی پیش کردہ مثال (أَمَنْتُ بِاللَّهِ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ) کی ترکیب میں جملہ اول کو (مُعَلَّلٌ) بصیغہ اسم مفعول اور دوم کا علت نہیں بلکہ برعکس ہے کما مر۔

ثانیاً اس لئے کہ اول (معلل) ہو اور دوم (علت) یا اول (علت) اور دوم (معلل) بہر صورت یہ کہ (معلل) اپنی علت سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معللہ ہوا) درست نہیں کیونکہ دونوں مل کر (مُعَلَّلَةٌ) بصیغہ اسم فاعل ہوں گے۔ یا (مُعَلَّلَةٌ) بصیغہ اسم مفعول۔

اور دونوں غلط اس لئے کہ (مُعَلَّلَةٌ) کے معنی ہیں علت بیان کرنے والے جملہ اور (مُعَلَّلَةٌ) کے معنی ہیں معلول بیان کرنے والا جملہ۔ اور جب ان میں ایک جملہ علت بیان کرنے والا ہے اور دوسرا (معلول) تو دونوں کے مجموعہ کو (مُعَلَّلَةٌ) نہیں کہہ سکتے کہ دونوں علت بیان کرنے والے نہیں۔

نہ (مُعَلَّلَةٌ) کہہ سکتے ہیں کہ دونوں (معلول) کو بیان نہیں کرتے۔ لہذا دونوں کو ملانا درست نہیں دونوں کو ملا کر دیوبندی بدعت ہے پھر اول نے صفحہ ۸۶ پر بیان کیا کہ (مصنف کے بیان میں تسامح ہوا ہے کہ انہوں نے خود او کو الٰہی اَنْ يٰۤاَلَا اَنْ کے معنی میں بیان کیا ہے۔

اقول:

مصنف علیہ الرحمۃ سے تسامح نہیں ہوا بلکہ آپ کے سمجھنے میں تقصیر ہوئی کماذکرناہ مفصلاً پھر دوم نے صفحہ ۸۷ پر (واو) صرف کی مثال (لَيْتَ لِي مَالًا وَانْفَقَهُ) کی تقریر یہ بیان کی ہے (لَيْتَ يَجْتَمِعُ لِي ثُبُوثُ مَالٍ وَانْفَاقٌ مِنِّي) یہ بھی غلط ہے کہ اس میں (لیت) کو (يجتمع) فعل پر داخل کر دیا ہے جو سوائے دیوبندی فاضل

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا

حال طفلان زیوں شدہ است

قسم دوم حرفیکہ فعل مضارع را بجز تم کنند و آن بخت لَمْ وَلَمْ اَوْ لَمْ
امرو لای نہی وَاِنْ شرطیہ چوں لَمْ يَنْصُرُوْا لَمْ يَنْصُرُوْا لَمْ يَنْصُرُوْا لَا تَنْصُرُوْا
تَنْصُرُوْا اَنْصُرُوْا بدانکہ اِنْ در دو جملہ رود چوں اِنْ تَضْرِبُ اَضْرِبُ جملہ اول را شرط
گویند و جملہ دوم را جزا و اِنْ برائے مستقبل است اگرچہ در ماضی رود چوں اِنْ ضَرَبْتُ
ضَرَبْتُ و اینجا بجز تم تقدیری بود زیرا کہ ماضی معرب نیست و بدانکہ چون جزای شرط
جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دُعَا یا در جزا آوردن لازم بود چنانکہ گوئی اِنْ تَاتِنِيْ فَاَنْتَ
مُكْرِمٌ وَاِنْ رَاَيْتَ زَيْدًا فَافَاكْرِمْهُ وَاِنْ اَتَاكَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ وَاِنْ اَكْرَمْتَنِيْ
فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا.

دوسری قسم وہ حروف جو فعل مضارع کو جزم کرتے ہیں اور وہ پانچ ہیں لم اور لَمَّا اور لام امر اور لائے نہیں اور ان شرطیہ جیسے:

لَمْ يَنْصُرْ أَوْ لَعَا يَنْصُرْ أَوْ لَيْنَصُرْ أَوْ لَا تَنْصُرْ أَوْ إِنْ تَنْصُرْ أَنْصُرْ۔ جان لو کہ ان دو جملوں پر اخل ہوتا ہے جیسے اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ پہلے جملہ کو شرط کہتے ہیں اور دوسرے جملے کو جز اور اِنْ مستقبل کے لئے اگرچہ در ماضی پر داخل ہو جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ اور اس جگہ جزم تقدیری ہوتا ہے اس لئے کہ ماضی معرب نہیں ہے اور جان لو کہ جب جز اشرط کی جملہ اسمیہ ہو یا امر یا نہی یا دُعا تو فجاز میں لانا ہوتا ہے چنانچہ کہو گے اِنْ تَأْتِنِي فَأَنْتَ مُكْرَمٌ اور اِنْ رَأَيْتَ زَيْدًا فَكَرْمُهُ اور اِنْ اَتَاكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ اور اِنْ اَكْرَمْتَنِي فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا۔

سوال: اعراب نقلی اور تقدیری معرب کے ساتھ مخصوص ہے۔ مبنی کا اعراب نقلی

ہوتا ہے پھر مصنف علیہ الرحمۃ نے کیسے فرما دیا کہ:

(اِنْ ضَرَبْتَ ضَرْبًا) میں دونوں پر بوجہ (اِنْ) شرطیہ جزم تقدیری ہے۔

جواب: یہاں پر مصنف علیہ الرحمۃ کی جزم تقدیری سے مراد جزم محلی ہے۔

ترکیب:

(لَمْ يَنْصُرْ) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَنْصُرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: زید نے مدد نہیں کی۔

(لَمَّا يَنْصُرْ) اس میں (لَمَّا) حرف جازم مبنی بر سکون (يَنْصُرْ) ترکیب سابق۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: زید نے اب تک مدد نہیں کی۔

(لَيَنْصُرْ) اس میں لام (لام امر) مبنی بر کسر (يَنْصُرْ) ترکیب سابق۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: چاہے کہ زید مدد کرے۔

(لَا تَنْصُرْ) اس میں (لَا) برائے مبنی بر سکون (تَنْصُرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَنْصُرْ) علامت خطاب مبنی بر فتح۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: تو مدد مت کر۔

(اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ) اس میں (اِنْ) شرطیہ جزم محلی (تَنْصُرْ) فعل

مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر بترکیب سابق فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (انصر) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم۔ اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر تو مدد کرے گا تو میں مدد کروں گا۔

(اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ) بترکیب سابق جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا۔

(اِنْ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ) اس میں (اِنْ) شرطیہ مبنی بر سکون (ضَرَبْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلاً۔ صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (ضَرَبْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلاً صیغہ واحد متکلم اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا۔

(اِنْ تَأْتِنِي فَاَنْتَ مُكْرَمٌ) اس میں (اِنْ) شرطیہ مبنی بر سکون (تَأْتِي) مفرد متعل یا ئی مجزوم بحذف لام۔ صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (يَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر فتح فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔

(فَا) جزا مبنی بر فتح (اَنْتَ) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع

محلّ مبنی بر سکون (مُكْرِمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلّ مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا مجزوم محلّ۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر تو میرے پاس آئے گا تو تیری عزت کی جائے گی۔

(إِنْ رَأَيْتَ زَيْدًا فَكُرمْهُ) اس میں (إِنْ) شرطیہ مبنی بر سکون (رَأَيْتَ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلّ۔ صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلّ مبنی بر فتح (زَيْدًا) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔

(فَا) جزائیہ مبنی بر فتح (اُكْرِمْ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلّ مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح (هَآ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلّ مبنی بر ضم راجع بسوئے زید۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا۔ مجزوم محلّ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔
ترجمہ: اگر تو زید کو دیکھے تو اس کی تعظیم کرنا۔

(إِنْ أَتَاكَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ) اس میں (إِنْ) شرطیہ مبنی بر سکون (أَتَى) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر مجزوم محلّ۔ صیغہ واحد مذکر غائب (كُفَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلّ مبنی بر فتح (عَمْرُو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔

(فَا) جزائیہ مبنی بر فتح (لَا) حرف نہی مبنی بر سکون (تُهِنْ) فعل مضارع

معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (ها) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے عمرو۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا مجزوم محلا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر تیرے پاس عمرو آئے تو اُس کی توہین نہ کرنا۔

(اِنْ اَكْرَمْتَنِیْ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا) اس میں (اِنْ) شرطیہ مبنی بر سکون (اَكْرَمْتَنِیْ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (فَا) جزائیہ مبنی بر فتح (جَزَایِ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر غائب (کَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول منصوب محلا مبنی بر فتح (اسم جلالہ) مفرد منصرف صحیح لفظاً فاعل۔

(خَيْرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ ثانی۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ مجزوم محلا شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر تو میری عزت کرے تو اللہ تجھ کو جزائے خیر دے۔

تنبیہ ۱۱۸/۱۲۳:

میر صفحہ ۸۸ پر اپنی پیش کردہ مثال (اِنْ نَصَرْتُ نَصْرُتُ) کے اول فعل (نَصْرُتُ) میں ضمیر فاعل (اَنْتَ) مستتر بتائی ہے۔

دوسری مثال (نَصْرُتُ) میں ضمیر فاعل (اَنْتَ) مستتر بتائی

پھر اول نے صفحہ ۹۰ پر اور دوم نے صفحہ ۹۷ پر مثال کتاب (اَنْ اَكْرَمْتَنِي..... الخ) کے فعل (اَكْرَمْتَنِي) میں (اَنْتَ) مستتر ضمیر فاعل بتائی ہے۔

یہ سب غلط ہے۔ ان سب میں تو فاعل ضمیر بارز ہے جس کو اول نے صفحہ ۳۰ پر نقشہ ضمیر مرفوع متصل میں اور دوم نے صفحہ ۳۸ پر خود تحریر کیا تھا لیکن بات وہی ہے کہ (حافظہ نباشد) پھر دوم نے اسی صفحہ ۹۷ پر (اِنْ تَاْتِنِيْ) کی (یا) ضمیر منصوب متصل کو اور (اِنْ اَتَاكَ) کی ضمیر منصوب متصل (کاف) کو مفعول بہ قرار نہیں دیا بلکہ مشابہ مفعول بہ تحریر کیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ فعل متعدی بنفسہ ہے پھر مشابہ مفعول ہونے کے کیا معنی۔ الفوائد الشافیہ صفحہ ۶۴ پر (الَّذِيْ يَأْتِيْنِيْ) کی ترکیب میں فرمایا (وَالْبَاءُ ضَمِيْرٌ مَنْصُوْبٌ مَّبْنِيٌّ عَلَى السُّكُوْنِ مَنْصُوْبُ الْمَحَلِّ مَفْعُوْلٌ بِهِ) مگر یہ فاضل دیوبند کہاں ہے ان کی پرواز اتنی بلند۔ جس کو نحو میر نہیں ہے یاد وہ اور الفوائد الشافیہ تک رسائی دونوں ہیں متضاد۔

پھر دوم نے صفحہ ۹۸ میں اور اول نے صفحہ ۹ میں مذکورہ جزا پر (فا) کے لڑو مالانے کی وجہ بالفاظ مختلف بیان کی۔ ایسی باتوں کے بیان کرنے کا محل نہیں۔ یہ سب باتیں اگلی کتابوں میں آرہی ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے والوں کو صرف مسائل محفوظ کرائے جائیں۔ مسائل کے وجوہات سمجھنے کے متحمل نہ ہو سکیں گے۔

کے ہر ذوق فاضلان و عیونند موجودہ زمانہ کے طلبہ کو اپنے اوپر قیاس فرمائیں۔ خیر اس
کوئی حقیقت بیان کیا ہے کہ (ان تمام صورتوں میں) ہر اہل فاضلہ کا اس لئے
ہر ذوق فاضلان و عیونند موجودہ زمانہ کے طلبہ کو اپنے اوپر قیاس فرمائیں۔ خیر اس

معنی جزائیت ضعیف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جزائیت کے معنی کو تقویت دینے کے لئے جزائیہ کا لانا ضروری قرار دیا گیا تاکہ جملہ کی ظاہری شکل اگر ایک طرف سننے اور پڑھنے والے کو کچھ دھوکہ دے تو فا جزائیہ اس کی تلافی کر سکے) اس کے یہ

دیوانے کی (بڑ) سے کم نہیں کہ کچھ بامعنی اور کچھ بے معنی (اصل جزا میں فعلیت ہے) اس کے یہ معنی ہیں کہ اصل جزا میں یہ ہے کہ فعل ہو اور (اصل جزا میں جزائیت ہے) یہ الفاظ بے معنی ہیں اور اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ (جزائیت) کاتب کی غلطی سے لکھا گیا۔ یہ لفظ (خبریت) ہے جیسے دوم نے لکھا ہے تو اب اس وجہ کے معنی یہ ہوئے کہ (اصل جزا میں فعلیت اور خبریت ہے۔ انشائیت اور اسمیت کے ساتھ معنی جزائیت ضعیف ہو جاتے ہیں) انشائیت منافی ہے خبریت کے اور اسمیت منافی ہے فعلیت کے۔ تو انشائیت سے خبریت رخصت ہو گئی اور اسمیت سے فعلیت۔

نظر برآں آپ کے معنی جزائیت رخصت ہو گئے۔ ضعیف ہو جانے کے کیا معنی۔ ضعیف ہونا چاہتا ہے کہ معنی جزائیت باقی ہیں مگر بدوں قوت اور آپ کے بیان کے پیش نظر سرے سے جاتے رہے۔

یہ تھی فاضلان دیوبند کی تک بندی جس کی چوں صحیح نہیں بیٹھی نہ بدست بندہ نہ بدست بندی۔

اب ہم

(فا) کے جزا پر لانے اور نہ لانے سے متعلق نجات کا بیان کردہ ضابطہ بیان کرتے ہیں جو ملا عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمۃ نے (تکملہ) میں ذکر فرمایا جس کی تفصیل یہ ہے کہ (فا) لانے اور نہ لانے کا دار و مدار کلمہ شرط کی تاثیر معنوی پر ہے یعنی جزا کو بمعنی استقبال کر دینے پر۔ پس اگر کلمہ شرط کی تاثیر معنوی تام ہوئی (کہ جزا کو زمانہ ماضی سے مستقبل کی طرف منقلب کر دیا جیسے کتاب کی مثال (انْ ضَرَبْتُ

صَرَبْتُ) میں کہ بوجہ کلمہ شرط (اِنْ) دونوں بمعنی مستقبل ہو گئے ہیں) تو (فا) کی احتیاج نہ ہوگی کہ شرط و جزا کے باہمی ربط پر دلالت کرنے کے لئے یہی کافی ہے اور اگر تاثیر ناقص ہوئی (جیسے مضارع منفی بلا جزا واقع ہو) تو (فا) کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں (کیونکہ اس صورت میں من وجہ تاثیر ہوتی ہے اور من وجہ نہیں ہوتی۔ وجہ یہ کہ (لا) مطلق نفی کے لئے ہے کہ حال کی نفی کے لئے آتا ہے اور استقبال کی نفی کے لئے بھی۔ بس اسی حیثیت سے کہ کلمہ شرط کے دخول سے مضارع منفی بلا استقبال کے لئے مخصوص ہو گیا۔

اُس میں حال کا احتمال نہ رہا تاثیر ہوئی تو (فا) کا۔ لانا جائز کہ باہمی ربط پر دلالت ہوگئی اور اس حیثیت سے کہ زمانہ ماضی سے زمانہ مستقبل کی طرف منقلب نہیں کیا جیسے ماضی میں کیا تھا) تو (فا) کا لانا جائز تا کہ بذریعہ (فا) باہمی ربط پر دلالت ہو۔ اور اگر اصلاً تاثیر نہ کی تو (فا) کا لانا واجب تا کہ (فا) باہمی ربط پر دلالت کرے جیسے جزا کے جملہ اسمیہ ہونے یا امر ہونے یا ندعا ہونے کی صورت میں۔

جملہ اسمیہ میں تاثیر کا نہ ہونا تو ظاہر ہے کہ جملہ اسمیہ کی دلالت زمانہ ماضی پر نہیں ہوتی حتیٰ کہ کلمہ شرط کے دخول سے ماضی سے مستقبل کی طرف انقلاب ہو جائے جیسے فعل ماضی میں تھا نہ جملہ اسمیہ صالح ہے زمانہ حال اور استقبال کی طرف انقلاب پر دلالت کرنے کے لئے مخصوص ہو جائے جیسے مضارع منفی بلا میں تھا اور امر۔ نہی۔

دُعائیں تاثیر اس لئے نہیں کہ (اصل جزا میں فعلیت اور خبریت ہے) ہاں شرط میں فعلیت اور خبریت اصل ہیں بلکہ لازم جو رضی وغیرہ کتب نحو میں مذکور ہے۔

لیکن ان فاضلان دیوبند کی وہاں تک رسائی کہاں اور ہوئی بھی ہو تو سمجھنے کی

توفیق سے عریاں۔ یہ تو (اٹکل بچو) اڑانے کے عادی ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است



باب دوم در عمل افعال

بدانکہ ہر فعل غیر عامل نیست و افعال در اعمال بر دو گونه است قسم اول معروف جان لو کہ کوئی فعل غیر عامل نہیں اور افعال عمل کرنے میں دو قسم پر ہیں۔ پہلی قسم فعل معروف۔

بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد یا متعدی فاعل را بر رفع کند چوں قَامَ زَيْدٌ وَضَرَبَ عَمْرُوٌ وَشَاشَ اسْمٌ رَانَصَبَ کنداؤل مفعول مطلق را چوں قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا وَضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْبًا دوم مفعول فیہ را چوں صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسْتُ فَوْقَكَ سوم مفعول معہ را چوں جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اِیْ مَعَ الْجُبَّاتِ چہارم مفعول لہ را چوں قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَيْدٍ وَضَرَبْتُهُ تَادِيَةً خَمِيسًا حال را چوں جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا ششم تمیز را وقتیکہ در نسبت فعل بفاعل ابہامی باشد تَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اَمَّا فعل متعدی مفعول بہ را نصب کند چوں ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرُوًا وایں عمل فعل لازم را نباشد۔

جان لو کہ فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع کرتا ہے جیسے قَامَ زَيْدٌ اور ضَرَبَ عَمْرُوٌ اور چھ اسموں کو نصب کرتا ہے پہلے اسم یعنی مفعول مطلق جیسے قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا اور ضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْبًا۔ دوسرے اسم یعنی مفعول فیہ کو جیسے صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسْتُ فَوْقَكَ تیسرے اسم یعنی مفعول معہ کو جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اِیْ مَعَ الْجُبَّاتِ۔ چوتھے اسم یعنی مفعول لہ کو جیسے قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَيْدٍ وَضَرَبْتُهُ تَادِيَةً۔ پانچویں اسم یعنی حال کو جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا۔

چھٹے اسم یعنی تمیز کو جبکہ فعل کی نسبت بسوئے فاعل میں کوئی ابہام جیسے طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا لیکن فعل متعدی مفعول بہ کو بھی نصب کرتا ہے جیسے ضَرَبَ

زَيْدٌ عَمَرُو اور یہ عمل فعل لازم کے لئے نہیں۔

حروف عاملہ کی بحث ختم ہوگئی اب یہاں عمل افعال کی بحث شروع ہوتی ہے۔
فعل دو قسم پر ہے۔

اول معروف۔ دوم مجہول

جس کی تعریف آئندہ آئے گی۔ معروف اُس فعل کو کہتے ہیں جس کا فاعل معلوم ہو جیسے قَامَ زَيْدٌ۔

ترکیب:

(قَامَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: زید کھڑا ہوا۔

یہ فعل لازم کی مثال ہے (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب (عَمَرُو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: عمرو نے مارا۔

یہ فعل متعدی کی مثال ہے (قَامَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل (قِيَامًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول مطلق۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید حقیقتہً کھڑا ہوا۔

یہ فعل لازم کے مفعول مطلق کی مثال ہے (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) ترکیب سابق فاعل (ضَرَبًا) مفرد منصرف صحیح

منصوب لفظاً مفعول مطلق۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے حقیقتہً مارا۔

یہ فعل متعدی کے مفعول مطلق کی مثال ہے (صُمْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم (یَوْمَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (الْجُمُعَةِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا۔

یہ مفعول فیہ زمانی کی مثال ہے (جَلَسْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم۔

(فَوْقَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (کَافٍ) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں تیرے اوپر بیٹھا۔

یہ مفعول فیہ مکانی کی مثال ہے (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (الْبُرْدُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل (وَاوُ) بمعنی (مع) مبنی بر فتح (الْجُبَّاتِ) جمع مؤنث سالم منصوب بکسرہ مفعول معہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(اَیْ) حرف تفسیر مبنی بر سکون (جَاءَ الْبُرْدُ) بقرینہ سابق مقدر جس کی ترکیب معلوم (مع) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (الْجُبَّاتِ) جمع مؤنث

سالم مضاف الیہ مجرور بکسرہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ ہوا۔

ترجمہ: آیا جاڑا بچوں کے ساتھ۔

یہ مفعول معہ کی مثال ہے۔ (قُمْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم۔

(اَکْرَامًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مصدر (لام) حرف جار مبنی بر کسر (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ مصدر اپنے ظرف لغو سے مل کر مفعول لہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں زید کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا۔

یہ فعل لازم کے مفعول لہ کی مثال ہے (ضَبَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم۔

(هَآ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے

زید (تَادِيْنَا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول لہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے اس کو ادب سکھانے کے لئے مارا۔

یہ فعل متعدی کے مفعول لہ کی مثال ہے۔ (جَاءَ) بترکیب معلوم (زَیْدٌ) بترکیب معلوم ذوالحال (رَاكِبًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً۔ اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: آیا زید سوار ہو کر۔

(طَابَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل (نَفْسًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز نسبت۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: مارا زید نے عمر کو۔

تنبیہ ۱۲۵ تا ۱۳۱:

المصباح المنیر صفحہ ۹۹ اور مہر منیر ۹۱ میں (قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا) کا ترجمہ کیا ہے (زید پوری طرح کھڑا ہو گیا) اور (زید پوری طرح کھڑا ہوا) اور (ضرب زید ضرباً) کا ترجمہ کیا ہے (زید نے خوب مارا) اور (زید نے اچھی طرح مارا)۔

اقول:

یہ دونوں ترجمے غلط ہیں۔

اس لئے کہ دونوں مثالوں میں (قیاما) اور (ضرباً) مفعول مطلق تاکیدی ہیں مفعول مطلق تاکیدی فعل مذکور سے فہم شدہ حدث یعنی معنی مصدری کی تاکید کرتا ہے اور تاکید احتمال سہو اور احتمال مجاز کو دفع کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ دفع احتمال سہو بایں طور کہ (قام زید) کہنے پر سامع کے دل میں اگر یہ احتمال پیدا ہو کہ متکلم سے یہ لفظ سہو اُصادر ہو انہ قصداً۔ تو (قیاماً) کہنے سے یہ احتمال مندفع ہو جائے گا کہ عاقل سے دو مرتبہ سہو نہیں ہوتا۔

نظر برآں مثال مذکور کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ زید حقیقہً کھڑا ہوا اور دفع احتمال مجاز بایں طور کہ (ضرب زید) کہنے پر سامع کے دل میں اگر یہ احتمال مندفع ہو جائے گا کیونکہ جب معنی حقیقی سے صارف قرینہ نہ ہو تو ثانیاً ذکر احتمال مجاز کو دفع کر دیتا ہے۔

نظر برآں مثال مذکور کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ زید نے حقیقہً مارا۔ اور مثال اول

کایہ ترجمہ (زید پوری طرح کھڑا ہوا) اور مثال ثانی کایہ ترجمہ کہ (زید نے خوب مارا) یا زید نے اچھی طرح مارا) مفعول مطلق تاکید کی ترجمہ نہیں۔ یہ تو مفعول مطلق نوعی کا ترجمہ ہوا جو فعل مذکور سے فعل شدہ معنی مصدری کی (قسم) پر دلالت کرتا ہے (قیام) کی دو قسم ہوں۔

اول۔ پوری طرح کھڑا ہونا۔

دوم۔ ادھورا کھڑا ہونا۔

اس ترجمے نے پہلی قسم پر دلالت کی۔ اسی طرح ضرب کی دو قسم:

اول۔ خوب مارنا یا اچھی طرح مارنا۔

دوم۔ کم مارنا یا کمی کے ساتھ کے مارنا۔

اس ترجمے نے پہلی قسم پر دلالت کی لیکن یہ ہر دو فاضلان دیوبند کہاں ہیں اتنے

ہوشمند۔

پھر اول نے صفحہ ۱۰۰ پر تحریر کیا کہ (جس چیز سے فعل کی حالت بیان کی جاتی ہے اس کو حال کہتے ہیں) یہ بھی غلط ہے جس کو مبتدی طلبہ بھی زبان پر نہیں لا سکتے خود اگلی فصل میں آرہا ہے کہ حال اس کو کہتے ہیں جو فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی حالت بیان کرے جیسے مثال کتاب میں (راکبا) جو (زید) ذوالحال کی حالت بیان کرتا ہے کہ وہ بروقت آمد سوار تھا۔

پھر اول نے مفعول بہ کے نصب کے بارے میں صفحہ ۱۰۱ پر تحریر کیا ہے (اور یہ عمل فعل لازم نہیں کر سکتا اسی وجہ سے اگر فعل لازم کے بعد کوئی منصوب واقع ہوتا تو دراصل مفعول بہ واقع نہیں ہوتا بلکہ بنزع خافض ہوتا ہے۔ خافض حرف جر کو کہتے ہیں اور بنزع کے معنی اکھیڑ دینے کے آتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ حرف جار کو ہٹائے جانے کی وجہ سے اس کو نصب آیا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب حرف

جار کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کے معنی مراد ہوتے ہیں تو اس وقت حرف جر نصب دیا کرتا ہے اور ایسے منصوب کو منصوب بنزع الخافض کہتے ہیں۔

جیسے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ میں جَاءَ فعل ہے اور یاء ضمیر متکلم مفعول بہ نہیں ہے بلکہ منصوب بنزع الخافض ہے اصل عبارت یہ تھی جَاءَ إِلَيَّ زَيْدٌ میرے پاس زید آیا) یہاں الی حرف جار کو حذف کر دیا گیا اور اس کے معنی یہاں مراد ہے اس لئے یاء ضمیر متکلم منصوب بنزع الخافض ہے۔

(هكذا سمعت من العلامة الاكبر شيخا لا نور نور الله مرقدہ)

یہ کلام بچند وجوہ غلط ہے اولاً اس لئے کہ منصوب بنزع الخافض فعل لازم کے بعد بھی واقع ہوتا جیسے لَا قُعْدَنَ لَهُمْ صِرَاطُكَ الْمُسْتَقِيمِ میں صراطک منصوب بنزع خافض ہے اور وہ خافض (علی) اور یہ (لَا قُعْدَنَ) فعل کے بعد واقع جو لازم ہے اور فعل متعدی کے بعد بھی واقع ہوتا ہے جیسے وَ اخْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِهِ) منصوب بنزع خافض ہے اور خافض (مِنْ) اور یہ (اخْتَارَ) فعل کے بعد واقع جو متعدی ہے۔ لہذا (اگر فعل لازم کے بعد) کہنا غلط ہوا کہ اس سے بنظر مفہوم مخالف جو کلام الناس میں معتبر ہے مستفاد ہوتا ہے کہ حکم مذکور فعل لازم کے ساتھ مخصوص ہے، حالانکہ ایسا نہیں۔

ثانیاً اس لئے کہ منصوب بنزع خافض کا ناصب حرف جار کو قرار دینا بھی غلط ہے کہ یہ کسی نحوی کا قول نہیں۔ نحات بصریہ فرماتے ہیں کہ فعل مذکور ناصب ہے اور کوفیہ فرماتے ہیں کہ (اسقاط حرف جا) ناصب ہے کما فی حاشیة الصبان جلد دوم صفحہ ۶۶ (نہ خود حرف جار) جیسے کہ لکھ بیٹھے یہ فاضل نادار، اسی مسلک کوفیہ کے پیش نظر اس کو منصوب بنزع الخافض کہتے ہیں جس سے یہ مفہوم ہوتا ہے (نزع خافض) سبب ہے منصوب ہونے کا کیونکہ (بنزع الخافض) میں (با) برائے سببیت

ہے تو (نزع خافض) سبب ہوا منصوب ہونے کا اور منصوب ہونے کا سبب وہ جس کے وجہ سے نصب آئے اور جس کی وجہ سے نصب آتا ہے اُس کو ناصب کہتے ہیں تو (نزع خافض) ناصب ہوا لیکن یہ فاضل دیوبند ہیں اتنی سی بات سمجھنے سے کوسوں دور اختراع کرنے کے معتاد ہیں اور اسی میں ہیں مخمور۔

ثالثاً اس لئے کہ (جَاءَ نِي) میں (يَايَ متکلم) کو منصوب بنزع خافض قرار دینا اور اس کے مفعول بہ ہونے کا انکار کرنا اور (جَاءَ نِي) میں واقع (جَاءَ) کو فعل لازم سمجھنا درست نہیں۔

ہم ماقبل میں علامہ ابوالبقا علیہ الرحمۃ کا ارشاد نقل کر چکے ہیں کہ یہ فعل لازم متعدی دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے اور یہ کہ الفوائد الشافیہ کے مصنف علیہ الرحمۃ اس (یا) کو مفعول بہ قرار دیتے ہیں۔ اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ یہ فعل متعدی ہے اور (یايَ متکلم) منصوب بنزع خافض نہیں۔ رہی یہ بات کہ آپ فرماتے ہیں (ہکذا سمعت..... الخ) میں نے ایسا ہی سنا مولانا انور صاحب کشمیری سے مجھ آپ کے اُستاد ہیں اور دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے تو (ہکذا) کا مشارالیه امور ثلاثہ ہوں یا فقط امراخیر۔ بہر صورت آپ کا سماع قاطعی اعتبار نہیں کیونکہ آپ کے حافظہ کا یہ حال ہے کہ اپنا لکھایا نہیں اور فہم کی یہ حالت کہ بایں فضیلت نحو میر بھی نہ سمجھ سکے۔

جیسے گذشتہ اوراق میں یہ بات اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ اور اَبَيْنُ مِنَ الْأَمْسِ ہو چکی اور اگر (قد یدصدق) کے پیش نظر آپ کے سماع کا اعتبار کر لیا جائے تو مولانا انور شاہ صاحب کا یہ قول گذشتہ حوالہ جات کی موجودگی میں لائق اعتما نہیں ہو سکتا جیسے کہ دیوبندی امت کے حکیم معنوی حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا اپنی کتاب (تیسیر المبتدئ) میں (اذا) کو حرف شرط کہنا نحو میر جیسی ابتدائی کتاب

میں تصریح باسمیت کے باوجود قابل اعتماد نہیں اور یہ دونوں صاحبان اقوال مذکورہ میں اس قبیل سے ہیں کہ (الْجَوَادُ قَدْ يَكْبُو) رابعاً اس لئے کہ (شَيْخَنَا الْأَنْوَارُ كَهْنًا صَحِيحٌ) نہیں کہ (انور) بدوں الف لام آپ کے اُستاد کا علم ہے اور علم پر الف لام زائد اگرچہ آتا ہے مگر قیاسی نہیں کہ ہر شخص کو چھوٹ ہو جس علم پر چاہے داخل کر دے بلکہ سماعی ہے۔ مگر آپ میں اتنی دوراندیشی کہاں۔ اللّٰهُمَّ الْاِنْ يُجْعَلَ صِفَةً۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا
حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

بدانکہ فاعل اسمیت کہ پیش ازوے فعلے باشد مسند بداں اسم بہ طریق قیام
فعل بداں اسم چوں زَيْدٌ در ضَرْبِ زَيْدٌ۔
جان لو کہ فاعل وہ اسم ہے جس سے پیشتر ایسا فعل ہو جس کی نسبت کی گئی
ہو اُس اسم کی جانب بایں طور کہ فعل کا قیام اُس اسم کے ساتھ ہو جیسے زَيْدٌ ضَرْبِ
زَيْدٌ میں۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے ماقبل میں بیان فرمایا تھا کہ فعل فاعل کو رفع دیتا ہے
اور چھ اسموں کو نصب اب اس فصل میں ہر ایک کی تعریف بیان فرماتے ہیں۔

سوال: فاعل کی تعریف مذکور اُس کے کل افراد کو شامل نہیں کہ (مَاضِرٌ
زَيْدٌ) میں واقع (زَيْدٌ) پر صادق نہیں آتی حالانکہ فاعل ہے کیونکہ اس مثال
میں (زید) کے ساتھ (ضرب) قائم نہیں اس لئے کہ اُس کے معنی ہیں کہ زید نے
نہیں مارا تو (ضرب) کی اُس سے نفی ہوئی نہ کہ (ضرب) کا اُس کے ساتھ قیام؟
جواب: فعل کے اُس اسم کی طرف مسند بطریق قیام ہونے سے مراد یہ ہے کہ فعل
معروف کی اُس اسم کی طرف نسبت ہو۔ خواہ نسبت ثبوتی ہو جیسے مثال کتاب

میں یا نسبت سلبی جیسے اس مثال میں اور شک نہیں کہ اس (زید) پر فعل کی تعریف مذکور بایں مراد صادق ہے۔ کیونکہ اُس سے پہلے (ضرب) فعل معروف ہے جس کی نسبت سلبی اُس کی جانب ہو رہی ہے۔ مثال مذکور کی ترکیب گذر گئی۔

و مفعول مطلق مصدریست کہ واقع شود بعد از فعلی و آن مصدر بمعنی آن فعل باشد چوں ضَرْبًا در ضَرْبْتُ ضَرْبًا و قِيَامًا در قُمْتُ قِيَامًا۔

اور مفعول مطلق وہ مصدر منصوب ہے جو واقع ہو کسی فعل کے بعد اور وہ مصدر اُسی فعل کے معنی میں ہو جیسے ضَرْبًا ضَرْبْتُ ضَرْبًا میں اور قِيَامًا قُمْتُ قِيَامًا میں۔

قولہ (بمعنی آن فعل باشد) اس میں معنی مضاف سے مراد معنی تفسیمی حدثی ہیں اب معنی یہ ہوا کہ مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس فعل کے معنی تفسیمی حدثی میں ہو جیسے (ضَرْبًا) مثال مذکور میں مصدر ہے جو (ضَرْبْتُ) کے بعد واقع اور (ضَرْبْتُ) فعل کے معنی تفسیمی حدثی اس کے معنی ہیں۔ یا یہ عبارت بتقدیر مضاف ہے یعنی (بمعنی مصدرِ آن فعل باشد) یعنی مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس فعل کے مصدر کے ہم معنی ہو، جس کے معنی اُس فعل کے ضمن میں مذکور ہیں جیسے:

ضَرْبْتُ ضَرْبًا میں (ضَرْبًا) مصدر ہے اور یہ (ضَرْبْتُ) فعل کے بعد واقع ہے اور یہ (ضَرْبًا) مصدر (ضَرْبْتُ) کے ضمن میں مذکور ہے۔

قولہ (مصدریست) اس میں مصدر سے مراد مصدر منصوب ہے کیونکہ مفعول مطلق منصوبات سے ہے۔

تنبیہ ۱۳۲ تا ۱۳۵:

المصباح المنیر صفحہ ۱۰۲ میں ہے کہ جو مصدر فعل کے بعد ہم معنی فعل واقع

ہو اُس کو مفعول مطلق کہتے ہیں۔

یہ غلط ہے کہ ہم معنی دو مترادف لفظوں کو کہتے ہیں اور مصدر فعل اصطلاحی مترادف نہیں پھر صفحہ ۱۰۲ اور ۱۰۳ پر لکھا کہ (حضرت میر صاحب کا ارشاد۔

”وآں مصدر بمعنی آں فعل باشد“ سے بھی یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ میر صاحب کے نزدیک بھی یہی تو رائج ہے کہ مصدر کا فعل کے ساتھ ہم معنی ہونا کافی ہے۔ واللہ اعلم) یہ غلط بھی ہے اور میر علیہ الرحمۃ پر افتراء بھی۔

وہ مصدر کو فعل اصطلاحی کے ہم معنی نہیں فرما سکتے۔ یہ تو دیوبندی ذہنیت ہے اور مہر منیر صفحہ ۹۳ میں (ضَرَبْتُ ضَرْبًا) کا ترجمہ کیا ہے (میں نے خوب خوب مارا) اور قَعَدْتُ جُلُوسًا (میں اچھی طرح بیٹھا) یہ دونوں ترجمے بھی غلط ہیں۔

کیونکہ یہ ترجمے مفعول مطلق نوعی کے ہوئے اور مذکورہ مثالوں میں (ضربا) اور (جلوسا) مفعول مطلق نوعی نہیں بلکہ مفعول مطلق تاکیدی ہیں۔ سچ ہے

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

ومفعول فیہ اسمیت کہ فعل مذکور در واقع شود و اور ظرف گویند و ظرف

برد و گونہ است ظرف زمان چون یَوْمَ دَرُصُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ظرف مکان چون عِنْدَ دَرُجَلَسْتُ عِنْدَكَ .

مفعول فیہ وہ اسم منصوب ہے جس میں فعل مذکور واقع ہو اور اُس کو ظرف

کہتے ہیں اور ظرف دو قسم پر ہے ظرف زمان جیسے:

یوم، صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ میں اور ظرف مکان جیسے عِنْدَ، جَلَسْتُ

عِنْدَكَ میں۔

ظرف زمان اُس کو کہتے ہیں جو (مَتّٰی) کے جواب میں واقع ہو جیسے کسی نے تم سے سوال کیا (مَتّٰی صُمْتُ) تو نے کب روزہ رکھا؟ اس کے جواب میں تم نے کہا (اَمْسِ) یعنی میں نے کل گذشتہ روزہ رکھا۔

تو (اَمْسِ) ظرف زمان ہوا۔ اور ظرف مکان اُس کو کہتے ہیں جو (اَیْنِ) کے جواب میں واقع ہو جیسے کسی نے تم سے سوال کیا (اَیْنِ کُنْتُ) تم کہاں تھے۔ اس کے جواب میں تم نے کہا (عِنْدَ زَیْدٍ) یعنی میں زید کے پاس تھا تو (عِنْدَ) ظرف مکان ہوا۔
ترکیب:

(صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ) کی ترکیب گذر گئی (جَلَسْتُ عِنْدَکَ) میں (جَلَسْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون۔ صیغہ واحد متکلم اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (عند) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (کاف) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر فتح۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں تمہارے پاس بیٹھا۔

ومفعول مع اسمیست کہ مذکور باشد بعد اواو بمعنی مع چوں وَالْجُبَّاتِ
درجاء البرد وَالْجُبَّاتِ اِیْ مَعَ الْجُبَّاتِ

مفعول مع وہ اسم منصوب ہے جو ذکر کیا جائے بعد اواو کے جو مع کے معنی میں، جیسے والجببات جاء البرد والجببات میں، یعنی مع الجببات۔

سوال: مفعول معہ کو (واو) بمعنی (مع) کے بعد ذکر کرنے سے کیا فائدہ؟

جواب: اس سے معیت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے یعنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مفعول معہ کو فعل کے فاعل کی معیت حاصل ہے۔

جیسے مثال کتاب میں (الجببات) کو (آمد) میں (البرد) فاعل کی معیت حاصل ہوئی، کہ جتے جاڑے کے ساتھ تھے، یا فعل کے مفعول بہ کے جیسے کَفَاكَ وَزَيْدًا دِرْهَمًا۔

ترجمہ: تجھے اور زید دونوں کو ایک روپیہ کافی ہو گیا۔

اس میں زید مفعول معہ ہے جس کو (کاف) مفعول بہ (مخاطب) کی کفایت درہم میں معیت حاصل کہ دونوں کو ایک درہم نے کفایت کی۔

سوال: مفعول معہ سے پیشتر (واو) کے بجائے (مع) کیوں نہیں لایا گیا؟

جواب: بنظر اختصار کہ (مع) دو حرفی ہے اور (واو) یک حرفی۔ مثال کتاب کی ترکیب گذر گئی۔

ترکیب:

(کَفَى) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر۔ صیغہ واحد مذکر غائب (کاف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح (واو) بمعنی (مع) مبنی بر فتح۔

(زیداً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول معہ (درہم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ومفعول لہ اسمیت کہ دلالت کند چیزی کہ سبب فعل مذکور باشد چون اِكْرَامًا دَرَقُمْتُ اِكْرَامًا لَزَيْدٍ۔

اور مفعول لہ ایسا اسم منصوب ہے جو دلالت کرے ایسی چیز پر جو فعل مذکور کا سبب ہو جیسے اِكْرَامًا قُمْتُ اِكْرَامًا لَزَيْدٍ میں۔

اگر کسی عبارت میں پانچوں مفعول مجتمع ہوں تو ان کو بایں ترتیب ذکر کرنا مناسب ہے کہ پہلے مفعول مطلق پھر وہ مفعول بہ جس کی جانب عامل متعدی بنفسہ ہو پھر وہ مفعول بہ جس کی طرف عامل بواسطہ حرف جار متعدی ہو پھر مفعول فیہ

زمانی پھر مکانی پھر مفعول لہ پھر مفعول معہ

جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا زَيْدًا بِسَوْطٍ نَهَارًا هِنَاتًا دِيْنًا وَطُلُوعَ الشَّمْسِ۔
ترجمہ: میں نے حقیقتہً مارا زید کو کوڑے سے دن میں یہاں پر ادب سکھانے کے
لئے طلوع آفتاب کے ساتھ۔

و حال اسمیت نکرہ کہ دلالت کند بر ہیئت فاعل چوں رَا كِبَارًا در جَاءَ
زَيْدًا رَا كِبًا یا بر ہیئت مفعول چوں مَشْدُوْدًا در ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا یا بر ہیئت
ہر دو چوں رَا كِبَيْنِ در لَقِيْتُ زَيْدًا رَا كِبَيْنِ و فاعل و مفعول راز و الحال گویند و آن
غالباً معرفہ باشد و اگر نکرہ باشد حال را مقدم دارند چوں جَاءَ نِي رَا كِبَارًا جُلٌّ و حال
جملہ نیز باشد چنانچہ رَأَيْتُ الْاَمِيْرَ وَهُوَ رَا كِبٌ۔

اور حال وہ اسم منصوب نکرہ ہے جو دلالت کرے فاعل کی حالت
پر جیسے (رَا كِبًا جَاءَ زَيْدًا رَا كِبًا) میں یا مفعول کی حالت پر جیسے مَشْدُوْدًا ضَرَبْتُ
زَيْدًا مَشْدُوْدًا میں یا دونوں کی حالت پر
جیسے (رَا كِبَيْنِ لَقِيْتُ زَيْدًا رَا كِبَيْنِ) میں اور فاعل و مفعول کو زوال الحال
کہتے ہیں اور وہ اکثر معرفہ ہوتا ہے۔

اور اگر نکرہ ہو تو حال کو (اس پر) مقدم رکھتے ہیں۔
جیسے جَاءَ نِي رَا كِبَارًا جُلٌّ۔

اور حال جملہ بھی ہوتا ہے جیسے رَأَيْتُ الْاَمِيْرَ وَهُوَ رَا كِبٌ۔

ترکیب:

(جَاءَ زَيْدًا رَا كِبًا) کی ترکیب گذر گئی (ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا)

میں (ضَرَبْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس

میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح

منصوب لفظاً ذوالحال (مشدوداً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے زید کو باندھ کر مارا۔

(لَقِيتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم۔ اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز مبنی بر ضم۔ ذوالحال اول (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً۔ ذوالحال دوم (رَاكِبَيْنِ) ثنی منصوب بیائے ماقبل مفتوح۔ اسم فاعل صیغہ ثنئیہ مذکر۔ اس میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ہَا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے ذوالحال اول اور دوم تغلیباً کہ ذوالحال اول ضمیر متکلم ہے جس کے پیش نظر حال میں پوشیدہ ضمیر اس کی طرف راجع ہونے والی (اَنَا) ہونا چاہیے اور ذوالحال دوم اسم ظاہر ہے جو حکم میں غائب کے ہوتا ہے تو حال میں پوشیدہ ضمیر اُس کی طرف راجع ہونے والی (هُوَ) ہوگی جو ضمیر غائب ہے لیکن غائب کو متکلم پر تغلیب دے کر دونوں کو ضمیر غائب تعبیر کیا گیا تا کہ ایک صیغہ میں دو مختلف ضمیروں کا استتار نہ ہو کہ کلام عرب میں اس کی نظیر نہیں ملتی ہذا ما خطر بالبال واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقة الحال۔ ہاں دو صیغوں میں ایک ضمیر کے استتار کی تصریح ملتی ہے جیسے هَذَا حُلُوٌ حَامِضٌ۔ میں کہ (حُلُوٌ) اور (حَامِضٌ) کے مجموعہ میں ایک ضمیر (هُوَ) مستتر ہے جو راجع بسوئے مبتدا۔ کما فی حاشیة العصام علیہ رحمة المنعم (میم) حرف عما مبنی بر فتح (الف) علامت ثنئیہ مبنی بر سکون۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال۔ ذوالحال اول اپنے حال سے مل کر فاعل مرفوع محلاً اور دوم اپنے حال سے مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ

فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے زید سے ملاقات کی در آنحالیکہ ہم دونوں سوار تھے۔

(جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نُون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (رَاكِبًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل۔ صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال مؤخر۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال مقدم (رَجُلٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال مؤخر۔ ذوالحال مؤخر اپنے حال مقدم سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس ایک مرد سوار ہو کر آیا۔

(رَأَيْتُ) بترکیب سابق (الامیـر) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً ذوالحال (واو) حالیہ مبنی بر فتح (هُوَ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال (رَاكِبٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل۔ صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔

مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلاً ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے امیر کو دیکھا در آنحالیکہ وہ سوار تھا۔

تنبیہ ۱۳۶ تا ۱۴۰:

المصباح المنیر صفحہ ۱۰۸ اور مہر منیر صفحہ ۹۵، ۹۶ میں (رَاكِبًا) اسم فاعل کو اور (مَشْدُوذًا) اسم مفعول کو اور (رَاكِبِينَ) اسم فاعل کو بدوں ضم مرفوع حال

قرار دیا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے کما مر اور دوم نے (لَقِيتَ) میں (اَنَا) ضمیر مستتر ذوالحال بتائی ہے۔ وہ بھی غلط ہے کما سبق اور دوم نے (جَاءَ نَسِي رَاكِبًا رَجُلًا) کا ترجمہ کیا ہے (میرے پاس کوئی آدمی سوار ہو کر آیا) یہ بھی غلط ہے کہ (رَجُلًا) کے معنی (مرد) ہیں نہ آدمی۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

و تمیز اسمیت کہ رفع ابہام کند از عدد چوں عِنْدِي اَحَدَ عَشَرَ رُحَمَاءِ اِذَا زَوْنِ
چوں عِنْدِي رِطْلٌ زَيْتًا اِذَا زَكِيلِ چوں عِنْدِي قَفِيْزَانِ بُرَايَا اِذَا مَسَاحَتِ چوں مَا فِي
السَّمَاءِ قَدْرُ رَا حَةِ سَحَابًا و مفعول یہ اسمیت کہ فعل فاعل برو واقع شود چوں
ضَرْبَ زَيْدٍ عَمْرًا و ابدانکہ این ہمہ منصوبات بعد از تمامی جملہ باشند و جملہ بفعل
و فاعل تمام شود بدیں سبب گویند کہ الْمُنْصُوبُ فَضْلَةٌ۔

اور تمیز ایسا منصوب ہے جو ابہام کو دور کرے معدود سے جیسے عِنْدِي
اَحَدَ عَشَرَ رُحَمَاءِ اِذَا زَوْنِ سے جیسے عِنْدِي رِطْلٌ زَيْتًا اِذَا زَكِيلِ جیسے عِنْدِي
قَفِيْزَانِ بُرَايَا مَسُوْحٍ سے جیسے مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرُ رَا حَةِ سَحَابًا اور مفعول بہ وہ اسم
منصوب ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرْبَ زَيْدٍ عَمْرًا۔ جان لو کہ یہ تمام
منصوبات جملہ تمام ہونے کے بعد ہوتے ہیں اور جملہ فعل و فاعل کے ساتھ تمام
ہو جاتا ہے اور اسی سبب سے کہتے ہیں الْمُنْصُوبُ فَضْلَةٌ۔

(عدد) سے مراد (معدود) ہے کیونکہ عدد میں ابہام نہیں جیسے
اَحَدَ عَشَرَ کہ دس اور بارہ کے درمیانی مرتبہ کا نام ہے جس کو اردو میں (گیارہ) کہتے

ہیں۔ ہاں (احد عشر) کا معدود باعتبار جنس مبہم ہے۔ نہیں معلوم کہ وہ از قبیل درہم ہے یا کتاب یا ثوب وغیرہ۔ جب (درہما) کہا تو وہ جنسی ابہام دور ہو گیا اور معلوم ہوا کہ معدود از جنس درہم ہے۔ اسی طرح (وزن) سے مراد (موزون) اور کیل سے مراد (مکیل) اور مساحت سے مراد ممسوح۔ کہ ممسوح، مکیل، موزون میں باعتبار جنس ابہام ہے، نہیں معلوم کہ کس جنس سے ہے۔

جب (زَيْتًا) کہا تو ابہام دور ہوا اور معلوم ہو گیا کہ وہ موزون روغن زیتون ہے اور جب (بُرًّا) کہا تو ابہام دور ہوا اور معلوم ہو گیا کہ وہ مکیل گندم ہے اور جب (سَحَابًا) کہا تو ابہام دور ہوا اور معلوم ہو گیا کہ وہ ممسوح ابر ہے (درہم) چاندی کا سکہ عرب میں رائج تھا جس کا وزن تین ماشے سرخ چاندی (رطل) ایک باٹ ہے اسی کے سیر سے سات چھٹانک روپیہ بھرا و پر اور قفیز ایک پیانہ ہے جس میں اسی سے تینتالیس سیر تین چھٹانک ایک روپیہ بھر غلہ آتا ہے۔ (فضلة) بفتح (فا) اور بضم دونوں ہے بمعنی (بچی کچھی چیز) منصوبات کو فضلة بایں مناسبت کہتے ہیں کہ جملہ کی تمامیت میں ان کی طرف احتیاج نہیں کہ نہ مسند ہوتے ہیں نہ مسند الیہ جس کی طرف جملہ محتاج ہوا کرتا ہے اور جن کی جملہ کو ضرورت ہوتی ہے تو یہ بایں معنی بچے کچھے ہوئے کو ضرورت سے زائد ہیں۔

ترکیب:

(عندی احد عشر درہما) کی ترکیب اوائل کتاب میں گذر گئی۔ (عندی رطل زیتا) میں (عند) جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیرا، کسرہ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ محلّی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا (ثابت) مقدر کا۔ (ثابت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا۔ اسم فاعل صیغہ واحد مذکر۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل

مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، اسم فاعل اپنے اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم (دطل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ممیز (زیتا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس روغن زیتون سات چھٹانک روپیہ بھر ہے۔

(عندی) بترکیب سابق مفعول فیہ (ثابتان) مقدر کا (ثابتان) ثنی مرفوع بالف اسم فاعل، صیغہ تشنیہ مذکر۔ اس میں (هما) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر (میم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت تشنیہ مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم۔ (قفیزان) ثنی مرفوع بالف ممیز (بُرا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس چھیا سی سیر چھ چھٹانک دو روپے بھر گندم ہے۔

(ما) مشابہ بلیس مبنی بر سکون ملغی عن العمل بوجه تقدم خبر (فی) حرف جار مبنی بر سکون (السماء) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر ظرف مستقر احوال ثابت مقدر کا۔ (ثابت) مفرد منصرف صحیح، مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے ملکر خبر مقدم۔ (قدر) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف (راحة) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر ممیز۔ (سحابا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے ملکر مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: آسمان میں ہتھیلی برابر نہیں۔

(ضَرْبَ زَيْدٍ عَمْرَوًا) کی ترکیب گذر گئی۔ (المنصوب) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا (فضلة) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اسم منصوب زائد از ضرورت ہوتا ہے۔

متنبیہ ۱۴۱ تا ۱۴۲:

المصباح المنیر صفحہ ۱۰۶ میں اور مہر منیر صفحہ ۹۷ میں ہے کہ (عندی احد عشر درهما) اس میں درہما تمیز نے احد عشر کے عدد میں جوابہام تھا اس کو رفع کر دیا۔

اقول:

یہ غلط ہے کہ عدد میں ابہام ہی کہاں تھا جو درہما نے رفع کر دیا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ عدد سے مراد معدود ہے اور اسی میں باعتبار جنس ابہام ہے جس کو درہما نے دور کر دیا۔ مگر ان فاضلان دیوبند کو کیا خبر۔

پھر اول نے اسی صفحہ ۱۰۶ پر اور دوم نے صفحہ ۹۸ پر (ما فی السماء قدر راحة سحابا) کی ترکیب میں (ما) مشابہ بلیس باوجود تقدم خبر عامل قرار دیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ تقدم خبر سے عمل باطل ہو جاتا ہے۔

وجہ یہ کہ ما کے عمل کے واسطے ترتیب بھی شرط ہے کہ مرفوع مقدم اور منصوب مؤخر ہوتا کہ فرع یعنی (ما) کا مرتبہ اصل یعنی (لیس) سے پست رہے کہ اصل کے لئے یہ شرط نہیں الا بر قول بعض جو ترتیب کو شرط قرار نہیں دیتے لیکن یہ قول خلاف جمہور ہے جس سے یہ فاضلان دیوبند غافل ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب وہی ملا ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

فصل بدانکہ فاعل بردو قسم است مظهر چوں ضَرَبَ زَيْدٌ و مضمربارز چوں ضَرَبْتُ و مستتر یعنی پوشیدہ چوں زَيْدٌ ضَرَبَ کہ فاعل ضَرَبَ هُوَ است در ضَرَبَ مستتر بدانکہ چوں فاعل مَوْنَت حقیقی باشد یا ضمیر مَوْنَت علامت تانیث در فعل لازم باشد چوں قَامَتْ هِنْدٌ و هِنْدٌ قَامَتْ اِیْ هِیَ و در مظهر مَوْنَت غیر حقیقی و در مظهر جمع تکسیر دو وجه روا باشد چوں طَلَعَ الشَّمْسُ و طَلَعَتِ الشَّمْسُ و قَالَ الرَّجَالُ و قَالَتِ الرَّجَالُ .

ترجمہ:

جان لو کہ فاعل دو قسم پر ہے۔ مظهر جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ اور مضمربارز جیسے ضَرَبْتُ اور مضمربارز مستتر یعنی پوشیدہ جیسے زَيْدٌ ضَرَبَ کہ فاعل ضَرَبَ کا هُوَ ہے جو ضَرَبَ میں پوشیدہ ہے۔ جان لو کہ فاعل مَوْنَت حقیقی ہو یا ضمیر مَوْنَت تو علامت تانیث فعل میں لازم ہوتی ہے جیسے قَامَتْ هِنْدٌ اور هِنْدٌ قَامَتْ اِیْ هِیَ اور مظهر مَوْنَت غیر حقیقی اور مظهر جمع تکسیر میں دو وجه روا ہیں جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ اور قَالَ الرَّجَالُ اور قَالَتِ الرَّجَالُ۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب فاعل مَوْنَت حقیقی ہو تو فعل کی تانیث لازم ہے۔ یہ حکم صحیح نہیں کیونکہ اہل عرب کا استعمال اس کے خلاف ہے، وہ بولتے ہیں (سَارَ النَّاقَةُ) اس میں (ناقہ) فاعل مَوْنَت غیر حقیقی ہے، پھر بھی فعل کو مَوْنَت نہیں لائے؟

جواب: یہاں پر مَوْنَت حقیقی سے مراد وہ جنوع انسان سے ہو اور ناقہ مَوْنَت حقیقی تو ہے مگر نوع انسان سے نہیں۔ نظر بر آں جب فاعل مَوْنَت حقیقی نوع انسان ہو تو فعل کی تانیث لازم ہوتی ہے۔

سوال: فاعل جب ضمیر مَوْنَت ہو تو بھی فعل کی تانیث لازم ہے اور اس ضمیر مَوْنَت

سے مراد ضمیر مؤنث حقیقی یا ضمیر مؤنث غیر حقیقی؟

جواب: عام مراد ہے خواہ مؤنث حقیقی کی طرف راجع ہونے والی ضمیر فاعل ہو یا مؤنث غیر حقیقی کی طرف راجع ہونے والی۔ دونوں صورت میں فعل کی تانیث لازم ہے۔

چنانچہ (قَامَتْ هِنْدٌ) مثال ہے اس فاعل مؤنث حقیقی کی جو نوع انسان سے ہے اور (هِنْدٌ قَامَتْ) مثال ہے اس فاعل کی جو ضمیر ہے، راجع بسوئے مؤنث حقیقی از نوع انسان اور اس فاعل کی مثال جو ضمیر راجع بسوئے مؤنث غیر حقیقی یہ ہے الشَّمْسُ طَلَعَتْ اس میں ضمیر فاعل (ہی) ہے جو راجع بسوئے (الشمس) اور وہ مؤنث غیر حقیقی ہے اور جب مؤنث غیر حقیقی فاعل ہو یا جمع تکسیر تو فعل کی تذکیر اور تانیث دونوں جائز ہیں جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ یہ مؤنث غیر حقیقی کی مثال ہے اور جمع تکسیر کی مثال جیسے قَالَ الرِّجَالُ اور قَالَتِ الرِّجَالُ۔ یہی حکم ہے جمع مؤنث سالم کا جیسے جَاءَ الْمُؤْمِنَاتُ اور جَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ۔

سوال: اگر فاعل ضمیر ہو راجع بسوئے جمع تکسیر تو اُس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جمع تکسیر اگر عائس کی ہے تو فعل کی تذکیر بضمیر (واؤ) بھی جائز ہے جیسے الرِّجَالُ قَامُوا اور تانیث بھی ضمیر واحد مؤنث جیسے الرِّجَالُ قَامَتْ۔ اور جمع تکسیر اگر غیر عاقل کی ہے تو فعل کی تانیث بضمیر واحد مؤنث اور جمع مؤنث دونوں جائز جیسے الْآيَامُ مَضَتْ اور الْآيَامُ مَضَيْنَ اور اگر مؤنث لفظی ایسا اسم ہے جس کو حیوان نر اور مادہ دونوں پر اطلاق کرتے ہیں جیسے حَمَامَةٌ کہ کبوتر اور کبوتری دونوں پر بولا جاتا ہے اور (نَمْلَةٌ) چیونٹی اور چیونٹے دونوں پر بولتے ہیں، پس اگر یہ فاعل واقع ہو تو فعل کی تذکیر اور تانیث دونوں جائز ہے۔ خواہ اُس کا مصداق نر ہو یا مادہ جیسے

قَالَتْ نَمْلَةٌ اَوْ قَالَ نَمْلَةٌ بَهِی جَائِزٌ۔ هَذَا وَالتَّفْصِيلُ فِي الْمَطُولَاتِ۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی باریک بین نظر

جلیل القدر تابعی حضرت قتادہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نے میں تشریف

لائے۔ یہ سن کر لوگ جوق در جوق حاضر ہونے لگے تاکہ زیارت سے مشرف ہوں اور علوم کا استفادہ کریں۔ آپ نے ارشاد فرمایا (سَلُّوْنِي مَا شِئْتُمْ) جو چاہو پوچھو۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حاضر تھے، جوانی کا عالم تھا، آپ نے ”نَمْلَةٌ“ کے متعلق سوال کیا کہ وہ نہ تھی یا مادہ جس کو قرآن کریم نے سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں بیان فرمایا ہے اور جس نے تین میل کے فاصلے سے آپ کے لشکر کو دیکھ کر کہا تھا اے چیونٹیو! اپنے اپنے بل میں داخل ہو جاؤ، کہیں لشکر بے توجہی میں تمہیں کچل نہ ڈالے۔ اس پر حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ خاموش ہو گئے۔ پھر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ وہ مادہ تھی، کسی نے کہا کہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم سے بایں طور کہ فرمایا (قَالَتْ نَمْلَةٌ) اور (قَالَ نَمْلَةٌ) نہ فرمایا۔

حالانکہ دونوں جائز ہیں (قال) سہ حرفی اور اقصر اور (قالت) چہا حرفی ہے

اور اطول۔ تو اقصر کو ترک کر کے اطول کو اختیار کرنا اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مادہ تھی ورنہ اقصر اختیار کرنا چاہیے تھا کہ خَيْرُ الْكَلَامِ مَاقِلٌ وَدَلٌّ۔

سوال: سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوا پر سفر فرماتے تھے، پھر چیونٹی کو کچل ڈالنے کا خطرہ کیوں ہوا؟

جواب: اس مقام پر وہ مع لشکر اترنے والے تھے اس لئے یہ خطرہ پیدا ہوا کہ بے توجہی میں کچل نہ ڈالیں۔

سوال: چیونٹی کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس مقام پر اتریں گے۔

جواب: اللہ عزوجل کے بتانے سے، اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ چیونٹی کو بھی علم غیب ہوتا ہے۔ جب چیونٹی کے لئے علم غیب ثابت ہے تو انبیاء کرام کے علم غیب میں کلام کرنا کس قدر بے عقلی اور کور باطنی ہے۔

تنبیہ ۱۲۳:

المصباح المنیر صفحہ ۱۰۵ میں ہے کہ اگر جمع تکسیر مؤنث ہو تو فاعل کی رعایت کرتے ہوئے فعل مؤنث ہی لایا جائے گا جیسے (قَالَتْ نِسْوَةٌ)

اقول:

یہ غلط ہے۔ نحو میر کے بھی خلاف ہے اور قرآن کریم کے بھی خلاف۔ نحو میر کے خلاف اس لئے کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے مطلقاً مظہر جمع تکسیر میں دو وجہ (تذکیر و تانیث فعل) جائز بتائی ہے، خواہ وہ جمع تکسیر مذکر کی ہو یا مؤنث کی اور قرآن کریم کے خلاف اس لئے کہ سورہ یوسف شریف میں ہے (وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ)

دیکھئے وہی (نسوة) جمع تکسیر فاعل ظاہر ہے اور فعل (قال) مذکر لایا گیا۔ نظر برآں یہ کہنا باطل ہوا کہ (فعل کو مؤنث ہی لایا جائے گا) معلوم ہوتا ہے کہ ان فاضل دیوبندیوں کو قرآن کریم کی تلاوت کا اتفاق نہیں ہوتا اور ہو بھی تو اتنی سمجھ کہاں جو نحو میر نہ سمجھے وہ سمجھ سکتا ہے حدیث و قرآن۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب وہمی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

قسم دوم مجہول بدانکہ فعل مجہول بجائے فاعل مفعول بہ را برفع کند و باقی را نصب کند چوں ضَرْبَ زَيْدٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِيرِ ضَرْبًا شَدِيدًا فِي دَارِهِ

تَادِيْبًا وَ الْخَشْبَةَ فعل مجهول رافع مالم يسم فاعله گویند و مرفوعش را مفعول مالم يسم فاعله گویند۔

دوسری قسم مجهول۔ جان لو کہ فعل مجهول فاعل کی بجائے مفعول بہ کو رفع کرتا ہے اور باقی مفعولات کو نصب جیسے ضَرْبَ زَيْدٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِيرِ ضَرْبًا شَدِيدًا فِى دَارِهِ تَادِيْبًا وَ الْخَشْبَةَ اور فعل مجهول کو فعل مالم يسم فاعله کہتے ہیں اور اس کے مرفوع کو مفعول مالم يسم فاعله کہتے ہیں۔

(جو فعل) فاعل کی طرف منسوب نہ ہو اُس کو (فعل مجهول) کہتے ہیں اور (فعل مالم يسم فاعله) بھی اور (مبنى للمفعول) بھی اور ایسے فعل کے مرفوع کو (مفعول مالم يسم فاعله) کہتے ہیں (نائب فاعل) بھی۔

سوال: کیا مفعول بہ کے سوا اور مفعولات بھی نائب فاعل ہوتے ہیں؟

جواب: مفعولات پانچ ہیں ان میں سے مفعول مطلق تاکید، مفعول لہ، مفعول معہ نائب فاعل نہیں ہوتے۔ مفعول مطلق نوعی، مفعول مطلق عددی، مفعول فیہ زمانی معین، مفعول فیہ مکانی معین نائب فاعل ہو سکتے ہیں لیکن اس وقت جبکہ کلام میں مفعول بہ نہ ہو ورنہ نائب فاعل ہونے کے لئے وہ متعین ہے جیسے (ضَرْبَ ضَرْبٍ شَدِيدٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِيرِ) اس مثال میں مفعول بہ نہیں لہذا مفعول مطلق نوعی کو نائب فاعل بنایا گیا۔

ترجمہ: شدید مار مارى گئی جمعہ کے دن امیر کے سامنے۔

(ضَرْبَ ضَرْبَةٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِيرِ) اس میں مفعول مطلق

عددی کو نائب فاعل بنایا گیا۔

ترجمہ:

ایک مار مارى گئی جمعہ کے دن امیر کے سامنے۔

(ضَرْبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيرِ ضَرْبًا شَدِيدًا) اس میں مفعول فیہ زمانی معین کو نائب فاعل بنایا گیا۔

ترجمہ: یوم جمعہ کو بضر ب شدید امیر کے سامنے مارا گیا۔

یعنی یوم جمعہ میں امیر کے سامنے ضرب شدید واقع ہوئی۔

(ضَرْبَ أَمَامَ الْأَمِيرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ضَرْبًا شَدِيدًا) اس میں مفعول فیہ مکانی معین کو نائب فاعل بنایا۔

ترجمہ: جمعہ کے دن بضر ب شدید امیر کے سامنے مارا گیا۔

یعنی جمعہ کے دن ضرب شدید امیر کے مواجہہ میں واقع ہوئی۔

سوال: آپ نے مفعول فیہ زمانی اور مکانی میں (معین) کی قید کیوں بیان کی؟

جواب: اس لئے کہ غیر معین نائب فاعل نہیں ہوتا جیسے (حین) اور (مکان) چنانچہ

(ضَرْبَ حِينَ) یا (ضَرْبَ مَكَانٍ) نہ کہا جائے گا۔

سوال: مفعول بہ کی دو قسم ہیں۔

اول مفعول بہ بلا واسطہ جیسے (ضَرْبْتُ زَيْدًا) میں (زَيْدًا) دوم مفعول بہ

بواسطہ جیسے (مَرَرْتُ بِزَيْدٍ) میں (زید) تو کیا دونوں مفعول بہ نائب فاعل ہو سکتے

ہیں یا صرف اول؟

جواب: دونوں نائب فاعل ہوتے ہیں چنانچہ جب مفعول بہ بواسطہ کو نائب فاعل

بنایا جائے تو یوں کہیں گے (مُرَرِّبُ زَيْدٍ) اس میں (زید) نائب فاعل ہے

جو لفظ مجرور اور محلا مرفوع۔ مخفی نہ رہے کہ ہجو قسم مسائل اس کتاب میں بیان کرنے کے

لائق نہیں کیونکہ آج کل کے پڑھنے والے متحمل نہ ہو سکیں گے۔ لیکن دیوبندی مت

جد ہے۔

یہ فاضلان دیوبند ابتدائے کتاب سے ایسے مسائل بیان کرتے چلے آ رہے

ہیں اور وہ بھی غلط۔ نظر برآں طلبہ کو گمراہی سے بچانے کے لئے ہم نے بھی اب تک مجبوراً بیان کئے اور کریں گے۔

ترکیب:

جملہ مذکورہ میں (ضرب) فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً نائب فاعل (یوم) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (الجمعة) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ زمانی۔

(امام) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (الامیر) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ مکانی (ضرباً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف (شدیداً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً صفت مشبہ، صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر صفت۔ موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول مطلق نوعی۔

(فی) حرف جار مبنی بر سکون (دار) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف۔

(ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مجرور محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے الامیر۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو۔

(تادیبا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول لہ (واؤ) بمعنی (مع) مبنی

بر فتح۔ (الخشبة) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول معہ، فعل اپنے نائب فاعل، مفعول فیہ زمانی، مفعول فیہ مکانی، مفعول مطلق نوعی، ظرف، مفعول ہ، مفعول معہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید پر شدید مار پڑی لکڑی سے جمعہ کے دن امیر کے سامنے، امیر کے

گھر میں ادب سکھانے کے لئے۔

تنبیہ ۱۴۴ تا ۱۴۸:

المصباح الممنیر صفحہ ۱۰۹ میں، مہر منیر صفحہ ۱۰۰ میں بالفاظ مختلف ہے۔ لیکن اگر جملہ میں مفعول بہ موجود نہ ہو مگر دیگر مفاعیل موجود ہوں تو جس مفعول کو جی چاہے نائب فاعل بنا کر مرفوع کیا جاسکتا ہے کسی خاص مفعول کی کوئی تخصیص نہیں ہے جیسے ذُہِبَ بِزَیْدٍ اِمَامَ الْاَمِيْرِ ذِهَابًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ زید کو جمعہ کے دن امیر کے سامنے اچھی طرح لے جایا گیا۔ اس مثال میں مفعول بہ موجود نہیں البتہ مفعول فیہ (ظرف مکان) مفعول مطلق اور دوسرا مفعول فیہ (ظرف زمان) موجود ہیں۔ اس لئے جس مفعول کو جی چاہے نائب فاعل بنا کر مرفوع پڑھا جاسکتا ہے۔

اقول:

یہ سب خرافات اور نا فہمی پر مبنی ہے۔ اولاً اس لئے کہ جس مفعول کو جی چاہے نائب فاعل نہیں بنا سکتے کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ مفعول مطلق تاکید، مفعول لہ، مفعول معہ نائب فاعل نہیں بنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ آخرین کے متعلق خود اسی کتاب نحو میر کی اگلی فصل میں آرہا ہے لیکن ان فاضلان دیوبند کو نحو میر یاد ہی نہیں۔ ثانیاً اس لئے کہ یہ کہاں کہ اس مثال میں مفعول بہ موجود نہیں، باطل ہے کیونکہ بزید میں زید مفعول بہ بالواسطہ تھا جو اس مثال میں نائب فاعل ہے۔ اب اُس کے نائب فاعل ہوتے ہوئے دوسرے کو نائب فاعل کس طرح بنایا جاسکتا ہے کیا نائب فاعل دو ہو گے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

ثالثاً اس لئے کہ مثال مذکور کے مفاعیل کے متعلق یہ عام حکم کہ جس مفعول کو جی چاہے نائب فاعل بنا کر مرفوع پڑھا جاسکتا ہے صحیح نہیں کہ ان مفاعیل میں

(ذہابا) مفعول مطلق تاکید ہے جو نائب فاعل نہیں بن سکتا کما فی الرضی۔
 رابعا اس لئے کہ اس مفعول مطلق تاکید کا یہ ترجمہ کہ (اچھی طرح لے
 جایا گیا) بھی غلط ہے کیونکہ یہ ترجمہ مفعول مطلق نوعی کا ہے۔ کما مر۔
 خامسا اول نے مثال کتاب میں واقع (فی دارہ) کی ضمیر مضاف الیہ
 کا مرجع (زید) کو قرار دیا ہے۔ یہ غلط ہے، اولاً ثانیاً اس لئے کہ امیر اپنے
 گھر بلوا کر پٹوایا کرتا ہے، خود کسی کے یہاں اس کام کے لئے نہیں جایا کرتا۔ اس لئے کہ
 مرجع ضمیر اقرب ہوتا ہے اور اقرب (زید) نہیں۔

مگر ان فاضلان دیوبند میں اتنی سوجھ بوجھ نہیں ہے۔ بالیقین سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا
 حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

فعل متعدی بر چہار قسم است اول متعدی بیک مفعول چوں ضَرْبَ
 زَيْدًا عَمَرُوا دوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد چوں اَعْطَى
 و آنچه در معنی او باشد چوں اَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا و اینجا اَعْطَيْتُ زَيْدًا نیز جائز است
 سوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد و ایں در افعال قلوب است
 چوں عَلِمْتُ وَظَنَنْتُ وَحَسِبْتُ وَخِلْتُ وَزَعَمْتُ وَرَأَيْتُ وَوَجَدْتُ
 چوں عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا وَظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا چہارم متعدی بسہ مفعول چوں اَعْلَمَ
 وَاَرَى وَاَنْبَأَ وَاَخْبَرَ وَخَبَّرَ وَنْبَأَ وَحَدَّثَ چوں اَعْلَمَ اللّٰهُ
 زَيْدًا عَمَرُوا وَاَفَاضِلًا بدانکہ ایں ہمہ مفعولات مفعول یہ اندو مفعول دوم در باب
 عَلِمْتُ و مفعول سوم در باب اَعْلَمْتُ و مفعول لہ و مفعول معہ را بجائے فاعل
 نتوانند نہاد و دیگر ہا را شاید و در باب اَعْطَيْتُ مفعول اول بمفعول مالم یسم فاعلہ لائق

تر باشد از مفعول دوم۔

ترجمہ:

جان لو کہ فعل متعدی چار قسم پر ہے۔ پہلی قسم متعدی بیک مفعول جیسے
ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا۔

دوسری متعدی بدو مفعول کہ (اسکے) ایک مفعول پر اکتفاء جائز ہے جیسے
أَعْطَى اور وہ فعل جو اسکے معنی میں ہو جیسے أَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا اور اس مثال میں
أَعْطَيْتُ زَيْدًا بس جائز ہے۔

تیسری متعدی بدو مفعول کہ (اس کے) ایک مفعول پر اکتفاء جائز نہ ہو اور یہ
حکم افعال قلوب میں ہے۔ عَلِمْتُ اور ظَنَنْتُ اور حَسِبْتُ اور خَلْتُ اور زَعَمْتُ
اور رَأَيْتُ اور وَجَدْتُ جیسے عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا و ظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا۔

چھوٹی متعدی بسہ مفعول جیسے أَعْلَمَ اور أَرَى اور أُنَبِّأُ
اور أَخْبَرَ اور خَبَّرَ اور نَبَأَ اور حَدَّثَ جیسے أَعْلَمَ اللَّهُ زَيْدًا عَمْرًا و فَاضِلًا۔ جان
لو کہ یہ سب مفاعیل مفعول بہ ہیں اور مفعول دوم کو باب أَعْلَمْتُ کے اور مفعول سوم
کو باب أَعْلَمْتُ کے اور مفعول لہ اور مفعول معہ کو فاعل کے قائم مقام نہیں کر سکتے
اور دوسروں کے لئے یہ حکم درست ہے اور باب أَعْطَيْتُ کا مفعول اول مالم یسم فاعلہ
بننے کے لئے زیادہ لائق ہے مفعول دوم سے۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا (چوں اعطی و آنچه در معنی او باشد) یعنی وہ
فعل جو (اعطی) کے معنی میں ہو، اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: فعل کے (اعطی) کے معنی میں ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ فعل
(اعطی) کی طرح متعدی بدو مفعول ہو اور اس کے دونوں مفعول ایک دوسری کے
مغائر ہوں کہ ایک کا دوسرے پر حمل صحیح نہ ہو جیسے (أَعْطَى) کے دونوں مفعول کا آپس

میں حمل صحیح نہیں ہوتا۔ مثال کتاب میں (أَعْطَيْتُ) کا ایک مفعول (زَيْدًا) ہے اور دوسرا (دِرْهَمًا) ان کا آپس میں حمل صحیح نہیں چنانچہ یوں نہیں کہہ سکتے (زَيْدٌ دِرْهَمٌ) اور اس فعل کی مثال جو (أَعْطَى) کے معنی میں ہو (كَسَوْتُ) ہے کہ یہ بھی متعدی بدو مفعول ہے جیسے (كَسَوْتُ زَيْدًا ثَوْبًا) اور اسکے دونوں مفعول ایک دوسرے کے مغائر ہیں کہ ایک کا دوسرے پر حمل درست نہیں۔ چنانچہ یوں نہیں کہہ سکتے زَيْدٌ ثَوْبٌ جیسے زَيْدٌ دِرْهَمٌ نہیں کہہ سکتے۔

سوال:

مصنف علیہ الرحمۃ نے یہاں پر صرف مفعول لہ اور مفعول معہ کے متعلق بیان فرمایا کہ یہ نائب فاعل نہیں ہوتے۔ اب مفعول بہ کے علاوہ دورہ گئے۔ مفعول معہ کے سوا باقی مفعولات کو فاعل کی جگہ رکھ سکتے ہیں اور باقی یہی دور ہے تو مفعول فیہ اور مطلق دونوں کو فاعل کی جگہ رکھنا صحیح ہوا اور مفعول مطلق میں تعیم ہے کہ وہ تاکید کی ہو یا نوعی یا عددی۔ پھر آپ نے کیسے کہہ دیا کہ مفعول مطلق تاکید نائب فاعل نہیں ہوتا؟

جواب: یہاں پر دیگر ہا سے مراد مفعول فیہ اور مفعول مطلق مطلق نوعی اور مفعول مطلق عددی ہیں چونکہ یہ کتاب ابتدائی ہے اس لئے تفصیل بیان نہیں فرمائی۔

ترکیب:

مثال کتاب میں (أَعْطَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلا مبنی بر ضم (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ اول (دِرْهَمًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ دوم، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے زید کو ایک درہم دیا۔

(عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا) اس میں (عَلِمْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون، صیغہ واحد متکلم، اسمیں (تسا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ اول (فاضلا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے (زیدا) اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر مفعول بہ دوم۔ ہکذا فی الفوائد الشافیه۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے زید کو فاضل جانا۔

لیکن (فاضلا) کو فاعل کے ساتھ بلا کر مفعول بہ قرار دینے پر یہ اعتراض واقع ہوگا کہ مفعول بہ اسم ہوتا ہے اور اس میں افراد معتبر ہے کہ جز و لفظ جزو معنی پر دلالت نہ کرے اور (فاضلا) فاعل کے ساتھ مرکب ہے تو اس کو مفعول بہ بنانا درست نہیں۔ نظر بر آں اگر (فاضلا) کو فاعل کے ساتھ ملا کر موصوف مقدر (رجلا) کی صفت قرار دیا جائے تو یہ اعتراض مذکور وارد نہ ہوگا۔

هذا ما يحظر بالبال والله تعالى اعلم بحقيقة الحال.

(ظَنَنْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون، صیغہ واحد متکلم، اس میں (تسا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (زیدا) بترکیب سابق مفعول بہ اول (عالما) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، محلا مبنی بر فتح، راجع بسوئے زیدا۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر مفعول بہ دوم۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے زید کو عالم گمان کیا۔

اس پر بھی وہی اعتراض اور وہی جواب (أَعْلَمَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً (زیداً) بترکیب سابق مفعول بہ اول (عمروا) بترکیب معلوم مفعول بہ دوم۔

(فاضلاً) مفرد منصرف صحیح لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے (عمروا) اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر مفعول بہ سوم، فعل اپنے فاعل اور تینوں مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے زید کو بتایا کہ عمر فاضل ہے۔

اس پر بھی وہی اعتراض اور وہی جواب۔

فصل بدانکہ افعال ناقصہ ہفدہ اندگان و صار و ظل و بات و اصبح و اضحی و امس و عدا و ارض و غذا و راح و ما زال و ما انفک و ما برح و ما فتی و ما دام و لیس ایں افعال بفاعل تنہا تمام شوندر محتاج باشند خبریہ بدین سبب اسنہار ناقصہ گویند و در جملہ اسمیہ روند و مسندالیہ را بر رفع کنند و مسند را نصب چوں کان زید قائماً و مرفوع را اسم کان گویند و منصوب را خبر کان و باقی را برین قیاس کن بدانکہ بعضے ازین افعال در بعضے احوال بفاعل تنہا تمام شوند چوں کان مَطْرُود باران بمعنی حَصَلَ و اورا کان تامہ گویند و کان زائدہ نیز باشد۔

ترجمہ:

جان لو کہ افعال ناقصہ ستر ہیں۔ کان اور صار اور ظل اور بات اور اصبح اور اضحیٰ اور امس و عدا و ارض اور غذا و راح اور ما زال اور ما انفک اور ما برح اور ما فتی اور ما دام اور لیس۔

یہ افعال اکیلے فاعل کے ساتھ تمام نہیں ہوتے اور محتاج ہوتے ہیں خبر کے۔ اسی سبب سے ان کو ناقصہ کہتے ہیں اور جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور مسندالیہ

کو رفع کرتے ہیں اور مسند کو نصب جیسے کَانَ زَيْدًا قائمًا اور مرفوع کو اسم کَانَ کہتے ہیں اور منصوب کو خبر کَانَ اور باقی کو اسی پر قیاس کر لو۔ جان لو کہ ان افعال میں سے بعض افعال بعض حالتوں میں اکیلے فاعل کے ساتھ تمام ہو جاتے ہیں جیسے کَانَ مَطَرٌ بارش ہوئی۔ یہ بمعنی حاصل ہے اور اس کو کان تامہ کہتے ہیں اور کان زائدہ بھی ہوتا ہے۔

(عَادَ) فعل ناقص بمعنی (صَارَ) آتا ہے جیسے عَادَ زَيْدٌ

غَنِيًّا۔ زید مالدار ہو گیا۔

اور عَادَ فعل تام بھی ہے بمعنی (رَجَعَ) جیسے عَادَ زَيْدٌ، زید لوٹ گیا۔ آیت کریمہ:
وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلرُّسُلِ هُمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُوذُنَّ فِي
مِلَّتِنَا

میں (لَتَعُوذُنَّ) مضارع اسی (عَادَ) ناقص کا ہے۔ دیوبندی امت کے حکم الامت معنوی مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور ہندی دیوبندی صاحبان کے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند وغیرہ قرآن کریم کا اردو ترجمہ کرنے والوں سے اس مقام پر خطائے عظیم صادر ہوئی کہ اس (لَتَعُوذُنَّ) کو (عَادَ) فعل تام کا مضارع سمجھ کر فعل تام کا ترجمہ کر گئے۔ جس سے رسولوں پر کفر کی تہمت لگ گئی، حالانکہ یہ پاک ہستیاں کفر سے اجماعاً منزہ ہوتی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو تھانوی صاحب کا ترجمہ یہ ہے (اور ان کفار نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آ جاؤ) اس پھر آ جاؤ سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ رسول پہلے کفار کے مذہب پر تھے اور ان کا مذہب کفری تھا۔ معاذ اللہ۔

تفہم بریں ترجمہ ناپاک و بریں گندہ خیال

اور یونہی شیخ الہند صاحب کا ترجمہ یہ ہے (اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں کو کہ ہم نکال دیں گے تم کو اپنی زمین سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں) اس (لوٹ آؤ) سے بھی یہی مفہوم تو ہوا کہ رسول پہلے ان کے دین میں تھے اور ان کا دین کفری تھا۔ تو رسول پہلے کفری دین میں تھے۔ معاذ اللہ۔

خاکش بدہن

یہ خطائے عظیم ان سے کیوں سرزد ہوئی؟ اس لئے کہ ان حضرات کو نحو میر مستحضر نہ تھی نیز یہ صاحبان رسول کو اپنا جیسا بشر سمجھتے تھے جیسے کہ کافروں کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ ترجمہ وہ ہے جو مجد دمانہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ القوی نے فرمایا وہ یہ ہے (اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ)۔

ناظرین! اسی پر بس نہیں ان دو صاحبان نے اپنے ترجمے میں خداوند قدوس کو بھی نہیں چھوڑا، اُس ذات پاک پر بھی جہل کا دھبہ لگا گئے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو پارہ سبقل میں آیت کریمہ:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعَ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ.

کا ترجمہ تھانوی صاحب نے بایں الفاظ کیا ہے (اور جس سمت قبلہ آپ رہ چکے ہیں یعنی بیت المقدس میں وہ تو محض اس مصلحت کے لئے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون رسول اللہ ﷺ کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے) اُس (ہم کو معلوم ہو جائے) سے مفہوم ہوتا ہے کہ پہلے سے معلوم نہ تھا بیت المقدس کو قبلہ مقرر کرنے سے معلوم ہوا کہ فلاں نے رسول کی پیروی کی

اور فلاں نے گریز کیا۔ استغفر اللہ۔

اور شیخ الہند نے بایں الفاظ ترجمہ کیا ہے (اور انہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ کہ جس پر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کہ کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا اُلٹے پاؤں) اس معلوم کریں سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ مقرر کرنے سے پہلے معلوم نہ تھا۔ مقرر کرنے کے بعد معلوم ہوا اور جب مقرر کرنے سے پہلے معلوم نہ تھا تو علم کی نفی ہو گئی اور علم کی نفی کہتے ہیں جہل کو، تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ان دونوں صاحبوں کے نزدیک اللہ عز و جل پہلے متصف بالجہل تھا۔ قبلہ مقرر کرنے کے متصف بالعلم ہوا۔

لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ وسبحان اللہ عما یصفانہ من الجہل الذمیم۔

اس خطائے قبیح ترکا صدور کیوں ہوا۔ اس لئے کہ دیوبندی صاحبان اللہ عز و جل کو بھی اپنا جیسا سمجھتے ہیں بایں معنی کہ تمام وہ عیوب اور تمام وہ قبائح جن کے ساتھ یہ متصف ہو سکتے ہیں جیسے ظلم و ستم، کذب و غداری، فریب و بدکاری وغیرہ، اللہ عز و جل بھی ان کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ یہ تو ان عیوب کے ساتھ متصف ہوتے رہتے ہیں اور وہ متصف ہو سکتا ہے ہوتا نہیں۔ اور اس فرق کی وجہ یہ کہ جیسے اللہ عز و جل متصف ہو سکتا ہے، ہوتا نہیں، اگر یہ بھی متصف ہو سکتے ہوں ہوتے نہ ہوں تو دونوں برابر ہو جائیں اور برابری باطل تو یہ فرق لا بدی ہوا۔

تیر بر جاہ انبیاء انداز
طعن در حضراتِ الہی کن
بے ادب زی و آنچہ دانی گو
بیجا باش و ہرچہ خواہی کن

اور (کان) زائدہ بھی ہوتا ہے اور زائدہ اُس کو کہتے ہیں جس کا عدم معنی مقصود کے لئے محال نہ ہو، یہ درمیان کلام میں ہوتا ہے، اول میں نہیں جیسے اس آیت کریمہ میں (كَيْفَ نَكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا) ترجمہ: ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے۔ اس کی تفصیل البشیر الکامل میں ملاحظہ ہو۔

ترکیب:

(کان) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح، فعل ناقص، صیغہ واحد مذکر غائب (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، (قائما) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً۔ اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم فاعل اپنے فاعل ملکر خبر۔ فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید کھڑا تھا۔

(کان) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح فعل تام، صیغہ واحد مذکر غائب (مطر) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: بارش ہوئی۔

تنبیہ ۱۴۹ تا ۱۵۴:

المصباح المنیر صفحہ ۱۱۴ میں اور مہر منیر صفحہ ۱۰۴ میں فعل ناقص کی تعریف بایں طور کی ہے کہ (فعل ناقص ایسے فعل کو کہتے ہیں جو اپنے فاعل کے لئے اپنے مصدر کے علاوہ کوئی دوسری صفت ثابت کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہوں) پھر فعل تام کی تعریف بایں طور کہ (فعل تام اس کو کہتے ہیں کہ وہ اپنے فاعل کے لئے اپنے مصادر کی صفات کو ثابت کرتے ہیں چنانچہ ضَرَبَ زَيْدًا اپنے فاعل یعنی زید کے لئے صفت

ضرب ثابت کرتا ہے)۔

اقول:

فعل تام کی یہ تعریف غلط ہے کیونکہ فعل تام خود مصدری فاعل کے لئے ثابت ہوتا ہے نہ مصدر کی صفت چنانچہ (ضَرْبَ زَيْدٌ) میں (ضَرْبَ) فعل تام ہے زید کے لئے، اُس مصدر (ضَرْبَ) کا اثبات ہو انہ ضرب مصدر کی صفت کا۔

پھر فاضل دیوبند نمبر اول کی اردوئے معلیٰ ملاحظہ ہو کہ ناقص اور تام کی تعریف مذکور میں فعل مفرد کے لئے وضع کئے گئے ہوں اور ثابت کرتے ہیں صیغہ جمع استعمال کئے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اردو پر انگری اسکول میں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

پھر فاضل دیوبند نمبر دوم نے صفحہ ۵۰ پر (مَآئِفْکَ) کی مثال پیش کی ہے (مَآئِفْکَ بَکْرٌ بَلْدَةٌ) بایں ترجمہ کہ (بکر اپنے شہر سے جدا ہوا) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فاضل دیوبند (مَآئِفْکَ) فعل ناقص کے معنی نہیں سمجھے۔ اسی واسطے غلط مثال پیش کر دی۔ غلط اسلئے کہ (مَآئِفْکَ) فعل ناقص کی خبر اُس کے اسم پر محمول ہوا کرتی ہے اور مثال مذکور میں (بکر) اسم ہے اور (بلدہ) خبر، جس کا اسم پر حمل درت نہیں۔ اور معنی نہ سمجھنا اس لئے کہ یہ فعل ناقص اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے اسم کے لئے اسکی خبر کا ثبوت بالائتزاز ہے۔ جب سے اسم خبر کے ساتھ متصف ہوا جیسے مَآئِفْکَ بکر فاضلا کے معنی ہیں بکر کے لئے فضیلت کا ثبوت مستمر ہے یعنی جب سے فضیلت کے ساتھ متصف ہوا اُس وقت سے اب تک فضیلت کے ساتھ موصوف ہے۔ اگر یہ معنی سمجھے ہوتے تو مثال مذکورہ نہ پیش کرتے۔ پھر اول نے صفحہ ۱۱۵ پر اور دوم نے صفحہ ۱۰۶ پر (اَجْلِسُ مَا دَامَ شَاهِدٌ جَالِسًا) پیش کی ہے اور دوم نے (اَجْلِسُ مَا دَامَ زَيْدٌ جَالِسًا) اور ترکیب یوں کی ہے: اجلس فعل

با فاعل، مادام فعل ناقص، شاہد یا زید اس کا اسم، جالسا خبر، فعل ناقص با اسم و خبر جملہ فعلیہ یا جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مفرد ظرف فعل اجلس کا۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

یہ سب از قبیل خرافات ہے۔ اولاً اس لئے کہ ترکیب میں یہ کہنا کہ مادام فعل ناقص، غلط ہے۔ کیونکہ اس میں ما مصدریہ ہے اور دام فعل ہے، پورا فعل ناقص نہیں۔ ثانیاً اس لئے کہ (جالسا) اسم فاعل کو بدون ضم فاعل خبر قرار دینا غلط ہے کما مر۔ اور یہ غلطی ان فاضلان دیوبند سے بکثرت واقع ہوئی ہے۔ ہم نے بعض مقامات پر اس کا ذکر کیا ہے۔ مگر وہ مقامات کو اسی پر قیاس کر لیا جائے۔ ثالثاً اس لئے کہ یہ کہنا (جملہ فعلیہ یا جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مفرد ظرف فعل اجلس کا) نیز غلط ہے کیونکہ جملہ بتاویل مفرد ظرف نہیں ہوتا۔ اس کی صحیح ترکیب یوں ہے:

(اجلس) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اسمیں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (ما) مصدریہ مبنی بر سکون موصول حرفی۔
(دام) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح فعل ناقص صیغہ واحد مذکر غائب (شاہد) یا (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم۔

(جالسا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا، اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول حرفی اپنے صلے سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ ہوا (وقت) مضاف مقدر کا مجرور محلا۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: بیٹھوزید کے بیٹھے رہنے تک۔

پھر اول نے صفحہ ۱۱۶ پر آیت کریمہ:

(كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا) کا ترجمہ کیا ہے (بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہے) یہ بھی غلط ہے۔

کہ (مہد) کے معنی (گود) نہیں (مہد) پالنے کو کہتے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

بدانکہ افعال مقاربہ چارست عَسَى و كَادَ و كَرَبَ و اَوْشَكَ و این افعال درجملہ اسمیہ روند چوں كَانَ اسم را بر رفع کنند و خبر را نصب الا آنکہ خبر انہما فعل مضارع باشد با اُن چوں عَسَى زَيْدٌ اَنْ يَخْرُجَ یا بے اُن چوں عَسَى زَيْدٌ يَخْرُجُ و شاید کہ فعل مضارع با اُن فاعل عَسَى باشد و احتیاج خبر نیست چوں عَسَى اَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ در محل رفع بمعنی مصدر۔

جان لو کہ افعال مقاربہ چار ہیں، عَسَى اور كَادَ اور كَرَبَ اور اَوْشَكَ۔ اور یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں جیسے كَانَ اسم کو رفع کرتے ہیں اور خبر کو نصب۔ لیکن ان کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے۔ اُن کے ساتھ جیسے عَسَى زَيْدٌ اَنْ يَخْرُجَ یا بغیر اُن جیسے عَسَى زَيْدٌ يَخْرُجَ۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فعل مضارع مع اُن عَسَى کا فاعل ہو اور احتیاج خبر کی نہ پڑے جیسے عَسَى اَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ۔ یہ مضارع مع اُن محل رفع میں ہے بمعنی مصدر ہو کر۔

بر مذہب جمہور افعال مقاربہ میں افعال ناقصہ کی طرح ہیں لیکن ان میں یہ قید ہے کہ ان کی خبر فعل مضارع با اُن یا بدون اُن ہوتی ہے اور افعال ناقصہ اس قید کے

ساتھ مقید نہیں۔ اسی واسطے ان کو مصنف علیہ الرحمۃ نے افعال ناقصہ کے بعد بیان فرمایا۔ ان چاروں کو افعال مقاربہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ چاروں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خبر کا حصول اسم کے لئے قریب ہے۔ پھر حصول قرب کی تین قسم ہیں۔ اول یہ کہ حصول خبر کا قرب باعتبار متکلم ہو۔ اسکے لئے (عَسَى) آتا ہے۔ دوم یہ کہ حصول خبر کا قرب باعتبار جزم متکلم ہو، اس کے لئے (كَادَ) آتا ہے۔ سوم یہ کہ متکلم کو اس بات پر جزم ہو کہ فاعل نے تحصیل خبر شروع کر دی۔ اس کے لئے (كُرِبَ) اور (أَوْشَكَ) آتے ہیں اور انہیں کے ہم معنی تین اور بھی ہیں: جَعَلَ اور طَفِقَ اور أَخَذَ، جن کو مصنف علیہ الرحمۃ نے ذکر نہیں فرمایا۔

ترکیب:

مثال کتاب میں (عَسَى) فعل مقاربہ مبنی بر فتح مقدر۔ (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ اسم (ان) ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون (يَخْرُجُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظا، صیغہ واحد مذکر غائب، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول حرفی اپنے صلہ سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر خبر منصوب محلا۔ فعل مقاربہ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: امید ہے کہ زید عنقریب نکلے گا۔

(عَسَى) بترکیب سابق فعل مقاربہ (زید) بترکیب سابق اسم (يَخْرُجُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظا، صیغہ واحد مذکر غائب، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح، راجع بسوئے اسم، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر منصوب محلا۔ فعل مقاربہ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(عسی) بترکیب سابق (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون (یخرج) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظا صیغہ واحد مذکر غائب۔

(زید) بترکیب معلوم، فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر فاعل مرفوع محلا، فعل مقاربہ اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: امید ہے کہ زید کا نکلنا قریب ہوا۔

تنبیہ ۱۵۵:

المصباح المنیر صفحہ ۱۱۷، اور مہر منیر صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸ میں (عسی زید ان یخرج) اور عسی ان یخرج (زید) کی ترکیب بایں طور کی ہے کہ (یخرج) کو فاعل کے ساتھ ملا کر بتاویل مفرد قرار دیا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے اور غلطی اس پر مبنی ہے کہ ماقبل میں عبارت نحو میر کا مطلب نہیں سمجھا کما مر۔ فعل مضارع بغیر اَنْ کے تاویل میں مفرد کے نہیں ہوتا ہے بلکہ اَنْ کا صلہ ہو کر مجموعہ بتاویل مفرد ہوتا ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

بدانکہ افعال مدح و ذم چہا راست نِعَم و حَبْدًا برائے مدح و بُشَس و سَاءَ برائے ذم و ہرچہ ما بعد فاعل باشد آن را مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند و شرط آنست کہ فاعل معرف بلام باشد چوں نِعَم الرَّجُلُ زَيْنَدٌ یا مضاف بسوئے معرف

بلام باشد چوں نِعَمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ یا ضمیر مستتر ممیز بکرہ منصوبہ چوں نِعَمَ رَجُلًا زَيْدٌ فاعل نِعَمَ هُوَ است مستتر در نِعَمَ وَ رَجُلًا منصوب است بر تمیز زیرا کہ هُوَ مبہم است وَ حَبَّذَا زَيْدٌ حَبَّ فعل مدح است وَ ذَا فاعل او وَ زَيْدٌ مخصوص بالمدح و همچنین بُنَسَّ الرَّجُلُ زَيْدٌ وَ سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرُو۔

جان لو کہ مدح و ذم کے افعال چار ہیں۔ نِعَمَ اور حَبَّذَا مدح کے لئے ہیں اور بُنَسَّ اور سَاءَ ذم کیلئے۔ اور جو اسم ان کے فاعل کے بعد ہوتا ہے اس کو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں اور ما سوائے حبذا کی شرط یہ ہے کہ فاعل معرف بلا م ہو جیسے نِعَمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ یا مضاف ہو معرف باللام کی طرف جیسے نِعَمَ صَاحِبِ الْقَوْمِ زَيْدٌ یا فاعل ضمیر مستتر ہو جس کی تمیز بکرہ منصوبہ جیسے نِعَمَ رَجُلًا زَيْدٌ، اس میں فاعل نعم کا ہو جو پوشیدہ ہے، نعم میں اور رجلا منصوب ہے۔ بنا بریں تمیز اس لئے کہ ہو مبہم ہے اور حَبَّذَا زَيْدٌ۔ حَبَّ فعل مدح ہے اور ذَا فاعل، اس کا اور زید مخصوص بالمدح اور اسی طرح بُنَسَّ الرَّجُلُ زَيْدٌ اور سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرُو۔

ترکیب:

(نعم الرجل زيد) یہ فاعل کے معرف باللام ہونے کی مثال ہے۔ (نعم) فعل مدح بنی بر فتح (الرجل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم، مرفوع محلا۔ (زيد) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: خوب سے مراد ہے زید۔

(نعم) فعل مدح بنی بر فتح (صاحب) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (القوم) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف

الیہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم، مرفوع محلا (زید) بترکیب سابق مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: خوب مصاحب قوم ہے زید۔

یہ فاعل کے بسوئے معرف باللام مضاف ہونے کی مثال ہے۔

(نعم) فعل مدح مبنی برفتح، صیغہ واحد مذکر غائب، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ ممیز (رجلا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا تمیز، ممیز اپنی تمیز سے ملکر فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم مرفوع محلا (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہ فاعل کے ضمیر مستتر ممیز بکرہ منصوبہ ہونے کی مثال ہے۔

(حَبَّ) فعل مدح مبنی برفتح (ذا) اسم اشارہ مبنی بر سکون فاعل مرفوع محلا۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم۔ (زید) بترکیب سابق مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: خوب ہے یہ زید۔

(بَشَسَ) فعل ذم مبنی برفتح (الرجل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم مرفوع محلا، (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مخصوص بالذم مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: برا ہے زید۔

(سَاءَ) فعل ذم مبنی برفتح (الرجل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل

اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم مرفوع محلا، (عمرو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مخصوص بالذم مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: بُرا ہے مرد عمرو۔

اسی طرح (بِئْسَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ) اور (بِئْسَ رَجُلًا زَيْدٌ) اور (سَاءَ صَاحِبُ الْقَوْمِ عَمْرُو) اور (سَاءَ رَجُلًا عَمْرُو) اور ان کی ترکیب بھی سابق کی طرح۔

تنبیہ ۱۵۶ تا ۱۶۱:

المصباح المنیر صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹، اور مہر منیر صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰ میں نمبر دادہ اول پانچ مثالوں کی ترکیب کی ہے اور چھٹی مثال کی ترکیب ترک کردی، اس پر کوئی گرفت نہیں کی جاسکتی لیکن ترکیب دونوں صاحبان نے غلط کی ہے۔ چنانچہ اول صاحب نے اول مثال کی ترکیب میں (نَعَمْ الرَّجُلُ) کو خبر مقدم اور (زَيْدٌ) کو مبتدائے مؤخر قرار دے کر فرمایا (مبتدا و خبر جملہ انشائیہ ہوا) اور دوسرے صاحب نے فرمایا (مبتدا و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا)۔

اقول:

یہ سب غلط ہے جس پر مبتدی ہنستے ہیں۔ اولاً اس لئے کہ یہ جملہ اسمیہ خبریہ ہے، انشائیہ نہیں۔ انشائیہ تو اس جملہ کی خبر ہے۔ چنانچہ محرم آفندی جلد دوم صفحہ ۴۱۹ میں ہے:

فَعَلَى الْوَجْهِ الْأَوَّلِ نَعَمْ الرَّجُلُ زَيْدٌ جُمْلَةٌ وَاحِدَةٌ أَيْ اِسْمِيَّةٌ خَبَرِيَّةٌ
مَرْكَبَةٌ مِنَ الْمُبْتَدَأِ وَالْجُمْلَةُ الْفِعْلِيَّةُ الْإِنْشَائِيَّةُ.

ثانیاً اس لئے کہ مبتدا و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوتا ہے نہ فعلیہ۔ یہ بات شروع

نحو میر میں گذر گئی مگر ان فاضلان دیوبند کو یاد نہیں۔

رہی مثال دوم (نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ) کے متعلق دونوں صاحبان نے فرمایا کہ (مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا) اسی طرح مثال سوم (نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ) کے متعلق دونوں صاحبان نے فرمایا کہ (مبتدا خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا) اور مثال چہارم (حَبَّذَا زَيْدٌ) کے متعلق اول صاحب نے فرمایا کہ (مبتدا خبر سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا) اور دوسرے صاحب نے وہی کہ (مبتدا خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا)۔ اور مثال پنجم کے متعلق پھر دونوں صاحبان ہم زبان ہو گئے کہ دونوں نے فرمایا (مبتدا خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا)۔

غرضیکہ مبتدا خبر کو ملا کر جملہ فعلیہ کہنا ایسی غلط بیانی ہے جو دیوبندی صاحبان کے سوا کسی اور سے نہیں سنی گئی، نہ اس دور میں، نہ سنیں ماضی میں۔
اب ناظرین خود غور کر لیں کہ یہ ہر دو فاضلان دیوبند حدیث ذیل کی زد میں آتے ہیں یا نہیں۔

يَكُونُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُوْنَ كَذٰبُوْنَ يٰۤاَتُوْنَكُمْ مِّنَ الْاَحَادِيْثِ مَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اَبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَاهُمْ لَا يُصْلِحُوْكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْكُمْ.

ترجمہ:

آخری زمانے میں دھوکے باز غلط بیانی کرنے والے ہوں گے۔ تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنیں، نہ تمہارے آباء نے، تو تم اپنے آپ کو ان سے دور رکھنا اور ان کو اپنے آپ۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب وہی ملّا ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد اول مَا أَفْعَلْہُ چوں
مَا أَحْسَنَ زَيْدًا چہ نیکو است زید تقدیرش ائی شئیءِ أَحْسَنَ زَيْدًا مآ بمعنی ائی شئیءِ
است در محل رفع بابتدا و أَحْسَنَ در محل رفع خبر مبتدا و فاعل أَحْسَنَ هُوَ است
در مستمر و زَيْدًا مفعول بہ دوم أَفْعَلْ بہ چوں أَحْسَنَ بِزَيْدٍ أَحْسَنُ صیغہ امر است بمعنی
خبر تقدیرش أَحْسَنَ زَيْدًا ائی صَارَ ذَا أَحْسَنٍ و باز آئندہ است۔
جان لو کہ افعال تعجب دو صیغہ ہوتے ہیں۔

ہر ثلاثی مجرد کے مصدر سے۔ اول مَا أَفْعَلْہُ جیسے مَا أَحْسَنَ
زَيْدًا، کیسا اچھا ہے زید۔ اصل کی بمعنی ائی شئیءِ زَيْدًا ہے۔ مآ بمعنی ائی شئیءِ
ہے محل رفع میں بوجہ ابتداء، اور احسن محل رفع میں خبر مبتدا کی ہے۔ اور فاعل أَحْسَنَ
کا هُوَ ہے جو اسمیں پوشیدہ اور زید مفعول بہ دوم۔ أَفْعَلْ بہ جیسے أَحْسَنَ بِزَيْدٍ (یہ
احسن) صیغہ امر ہے بمعنی خبر (یعنی ماضی) اس کی اصل ہے (أَحْسَنَ زَيْدًا) بمعنی
صَارَ ذَا أَحْسَنٍ اور بآئندہ ہے۔

سوال: ثلاثی مجرد کہنے سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ثلاثی مزید اور رباعی
مجرد اور مزید سے یہ صیغہ نہیں آتے تو اگر ان سے فعل تعجب بنانا ہو تو کیا طریقہ ہے؟
جواب: جی ہاں۔ ان سے فعل تعجب کے یہ صیغہ نہیں آتے۔ ان سے فعل تعجب بنانے
کا طریقہ یہ ہے کہ لفظ (مَا أَشَدُّ) کے بعد ان کا مصدر مضاف ذکر کیا جائے جیسے
مَا أَشَدُّ اسْتَخْرَاجَ زَيْدٍ، یہ ثلاثی مزید کی مثال ہے۔

ترجمہ: کیسا شدید ہے زید کا نکالنا۔

مَا أَشَدَّ دُخْرَاجَ زَيْدٍ۔ یہ رباعی مجرد کی مثال ہے۔

ترجمہ: کیسا شدید ہے زید کا لڑکانا۔

مَا أَشَدَّ تَسْرُبَلَ زَيْدٍ۔ یہ رباعی مزید کی مثال ہے۔

ترجمہ: کیسا شدید ہے زید کا کرتا پہننا۔

یہ (أَشَدَّ) اس وقت ذکر کریں گے جبکہ مقصود شدت ہو اور اگر ضعف

مقصود ہے تو (أَشَدَّ) کے بجائے (أَضْعَفَ) ذکر کیا جائے گا۔

سوال: جو مصدر لون کے معنی پر دلالت کرتا ہو یا عیب ظاہری پر تو کیا اس سے بھی

پہلے ذکر کردہ دو صیغے آتے ہیں؟

جواب: جی نہیں، اُس سے بھی فعل تعجب بنانے کا یہی طریقہ ہے کہ (مَا أَشَدَّ) کے

بعد یا (مَا أَضْعَفَ) وغیرہ کے بعد اُس مصدر کو منصوب مضاف کر کے ذکر کریں جیسے

مَا أَشَدَّ حُمْرَةَ زَيْدٍ۔

ترجمہ: زید کی سرخی کیسی گہری ہے۔

اور مَا أَقْبَحَ عَرَجَ زَيْدٍ۔

ترجمہ: زید کی لنگ کس قدر بُری ہے۔

اسی طرح ان سب سے دوسرا صیغہ بنایا جائے گا جیسے أَشَدَّ دُبَّاسُ خِرَاجِ

زَيْدٍ، أَشَدَّ دُبَّ خُرْجَةِ زَيْدٍ، أَشَدَّ تَسْرُبَلُ زَيْدٍ، أَشَدَّ حُمْرَةُ زَيْدٍ، أَقْبَحُ

بَعْرَجِ زَيْدٍ۔

ترکیب:

(ما) اسمیہ برائے استفہام مبتدا، مرفوع محلا مثنیٰ بر سکون (أَحْسَنَ) فعل

ماضی معروف مثنیٰ بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ

فاعل مرفوع محلا مثنیٰ بر فتح راجع بسوئے مبتدا (زید) مفرد منصوب صحیح منصوب

لفظا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع

محلا مبتدا، اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(أَحْسَنُ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون بمعنی (أَحْسَنُ) ماضی (با) حرف جاززائد مبنی بر کسر (زَيْدُ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، مرفوع محلاً، فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: کیسا اچھا ہے زید۔

(أَحْسَنُ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح، صیغہ واحد مذکر غائب (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ای) حرف تفسیر مبنی بر سکون (صار) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ناقص (اس میں) (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ اسم، مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے زید (ذا) اسمائے ستہ مکمرہ سے منصوب بالف مضاف (حُسْنِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید حسین ہو گیا۔

یہ دونوں جملے خبریہ ہیں، انشائیہ نہیں، انشائیہ کے معنی ہیں (أَحْسَنُ بِزَيْدٍ) مستعمل ہے نہ یہ دونوں۔

تنبیہ ۱۶۲ تا ۱۶۳:

مہر منیر صفحہ ۱۱۰ میں ہے کہ اگر رنگ اور عیب کے معنی پائے جائیں تو ثلاثی مجرد سے اور ثلاثی مزید اور رباعی سے بھی تعجب کے لئے مصدر کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے جو مَا أَشَدَّ مَا أَقْبَحَ، مَا أَضْعَفَ يَأْمَا أَحْسَنَ کے بعد بطور مفعول کے یا کسی حرف جر کا مجرور بنا کر لایا جاتا ہے۔ جیسے مَا أَشَدَّ صَمَمَهُ، اس کا بہر اپن کتنا سخت ہے اور مَا أَقْبَحَ مِنْ عَرَجِهِ اس کا لنگڑا پن کتنا برا ہے۔

اقول: یہ غلط ہے کیونکہ اس وزن یعنی (أَفْعَلْ) میں مصدر کو حرف

جار کا مجرور بنا کر نہیں لایا جاتا بلکہ منصوب ذکر کرتے ہیں جس کی مثالیں ہم بیان کر چکے۔ مصدر کو حرف جار کا مجرور بنا کر وزن (أَفْعِلْ) میں لایا جاتا ہے اور وہ بھی حرف جار (ب) کا نہ کہ (من) کا۔

لہذا مَا أَقْبَحَ مِنْ عَرَجِهْ مثال غلط ہے، صحیح یوں ہے (مَا أَقْبَحَ عَرَجَهْ) اتنا نہیں سمجھتے کہ حرف جار لانے سے مَا أَفْعَلَهْ کا وزن باقی نہیں رہے گا، پھر المصباح المنیر ۱۲۰ میں دوسرے وزن (أَفْعِلْ بِهِ) کے متعلق ہے کہ یہ صیغہ اگرچہ امر حاضر کا ہے مگر معنی کے لحاظ سے ماضی کے معنی دیتا ہے جیسا کہ صاحب نحو میر نے فرمایا کہ أَحْسَنُ بَزِيدٍ معنی میں (أَحْسَنَ زَيْدًا) کے ہے۔ لہذا أَحْسَنُ صیغہ امر جملہ انشائیہ (أَحْسَنَ) فعل ماضی جملہ خبریہ کے معنی دیتا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ جب جملہ خبریہ کے معنی دیتا ہے تو (أَحْسَنَ بَزِيدًا) جملہ انشائیہ نہ ہوا۔ حالانکہ مصنف علیہ الرحمۃ شروع کتاب میں اس کو جملہ انشائیہ کی مثال میں بیان فرما چکے ہیں۔

اول فاضل دیوبند کی طرح یہ فاضل دیوبند بھی نہیں سمجھے۔ بات یہ ہے کہ تعجب اس چیز پر ہوا کرتا ہے جو زمانہ ماضی میں تحقیق ہو چکی ہوتی ہے اور مسمر بھی ہوتی ہے کما فی التکملة صفحہ ۵۲۶ نظر برآں (أَحْسَنُ) کو باعتبار اصل بمعنی (أَحْسَنُ) لیا گیا تا کہ انشائے تعجب گزشتہ مستمر پر ہو۔ نہ یہ کہ تعجب میں استعمال ہونے کے وقت جملہ خبریہ کے معنی دیتا ہے جیسے کہ یہ فاضل دیوبند سمجھ بیٹھے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب وہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است



باب سوم در عمل اسماء عامله

وَأَنْ يَزِدَّ قِسْمَ سَتَاوَلِ اسْمَاءِ شَرْطِيَّةٍ بِمَعْنَى إِنْ وَأَنْ نَهْ اسْتَ مَنْ وَمَا وَأَيْنَ وَمَتَى وَآئِي وَأَنْتِي وَإِذَا مَا وَحَيْثُ مَا وَمَهْمَا فَعَلْ مَضَارِعَ رَاجِزٍ كُنْدِ چُونِ مَنْ تَضَرَّبُ أَضْرَبُ وَمَاتَفَعَلْ أَفْعَلُ وَأَيْنَ تَجْلِسُ أَجْلِسُ وَمَتَى تَقُمْ أَقُمْ وَآئِي شَيْءٍ تَأْكُلُ أَكُلُ وَأَنْتِي تَكْتُبُ أَكْتُبُ وَإِذَا مَا تَسَافِرُ أَتَسَافِرُ وَحَيْثُ مَا تَقْصِدُ أَقْصِدُ وَمَهْمَا تَقْعُدُ أَقْعُدُ.

اور وہ گیارہ قسم پر ہیں، پہلی قسم اسمائے شرطیہ جو ان کے معنی کو متضمن اور وہ نو ہیں۔ مَنْ وَمَا وَأَيْنَ وَمَتَى وَآئِي وَأَنْتِي وَإِذَا مَا وَحَيْثُ مَا وَمَهْمَا۔ فعل مضارع کو جزم کرتے ہیں جیسے مَنْ تَضَرَّبُ أَضْرَبُ وَمَاتَفَعَلْ أَفْعَلُ وَأَيْنَ تَجْلِسُ أَجْلِسُ وَمَتَى تَقُمْ أَقُمْ وَآئِي شَيْءٍ تَأْكُلُ أَكُلُ وَأَنْتِي تَكْتُبُ أَكْتُبُ وَإِذَا مَا تَسَافِرُ أَتَسَافِرُ وَحَيْثُ مَا تَقْصِدُ أَقْصِدُ وَمَهْمَا تَقْعُدُ أَقْعُدُ.

سوال: (اِذَا) بھی معنی (اِنْ) کو متضمن ہو کر اسمائے شرطیہ میں داخل ہے، پھر اس کو کیوں شمار نہیں فرمایا؟

جواب: یہاں پر ان اسمائے شرطیہ کا بیان ہے جو عمل کرتے ہیں اور (اِذَا) عمل نہیں کرتا۔ اسی واسطے یہاں پر ذکر نہیں کیا گیا۔

ترکیب:

(مَنْ) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون (تَضَرَّبُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (أَنْتِ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ

ہو کر شرط۔ (اَضْرِبْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جس کو تو مارے گا میں ماروں گا۔

(مَا) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون (تَفْعَلْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (أَفْعَلْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جو تو کرے گا میں کروں گا۔

(أَيْنَ) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلا مبنی بر فتح (تَجْلِسْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (أَجْلِسْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا۔

(مَنْ) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون (تَقُمْ) فعل مضارع

معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (أَقُمْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: جب تو کھڑا ہوگا میں کھڑا ہوں گا۔

(أَيُّ) مفرد منصرف جاری مجزائے صحیح منصوب لفظ اسم شرط، مضاف، (شئ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، مضاف الیہ اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ مقدم۔

(تَاكُلْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔

(أَكُلْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: جو تو کھائے گا میں کھاؤں گا۔

(أَنْسِ) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون (تَكْتُبْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلا مبنی بر سکون

(تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (اُكْتُبْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جہاں تو لکھے گا میں لکھوں گا۔

(اِذْمَا) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون (تُسَافِرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (اُسَافِرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جب تو سفر کرے گا میں کروں گا۔

(حَيْثُمَا) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون (تَقْضُدْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (اَقْضُدْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جہاں کا تو قصد کرے گا میں کروں گا۔

(مَهْمَا) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون (تَقْعُدْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (أَقْعُدْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جب تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا۔

تنبیہ ۱۶۲ تا ۱۷۱:

مہر منیر صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ پر (مَنْ تَضْرِبُ أَضْرِبُ) کی ترکیب میں لکھا ہے کہ (شرط جزا سے ملکر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا) اور باقی سات مثالوں کے متعلق لکھا ہے کہ حسب سابق یعنی وہ بھی جملہ فعلیہ شرطیہ ہیں۔

اقول:

نحات بصریہ کے نزدیک جملہ کی صرف تین قسم ہیں۔ اسمیہ، فعلیہ، ظرفیہ۔ علامہ زمحشری نے ایک قسم (شرطیہ) کا اضافہ کیا ہے۔ جس کی تفصیل البشیر الکامل کے دیباچہ صفحہ ۱۲ میں مذکور ہے۔ الغرض جملہ مذکورہ نحات بصری کے نزدیک جملہ فعلیہ ہے شرطیہ نہیں۔ یہ قسم اُن کے بعد حادث ہوئی اور زمحشری کے مسلک پر یہ جملہ مذکورہ شرطیہ ہے، فعلیہ نہیں، ان فاضل دیوبند نے جملہ مذکورہ میں دونوں جمع کر دیئے جو کسی مسلک پر درست نہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا
حال طفلان زبوں شدہ است

دوم اسمائے افعال بمعنی ماضی چوں ھِیْہَات وَشْتَان وَسْرُعَانَ اسم
را بنا بر فاعلیت بر رفع کنند چوں ھِیْہَات یَوْمُ الْعِیدِ اِیْ بَعْدَ سوم اسمائے افعال بمعنی
امر حاضر چوں رُوید وَبَلَّہْ وَحِیْہْلُ وَعَلِیْکَ وَدُونْکَ وَہَا اسم را بنصب
کنند بنا بر مفعولیّت چوں رُویدَ رَیْدَ اِیْ اَمْہِلْہُ۔

دوسری قسم اسمائے افعال جو ماضی کے معنی میں جیسے ھِیْہَات وَشْتَان
وَسْرُعَانَ، اسم کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع کرتے ہیں۔ جیسے ھِیْہَات یَوْمُ الْعِیدِ
اِیْ بَعْدَ۔

تیسری قسم اسمائے افعال جو امر حاضر (معروف) کے معنی میں جیسے
رُویدَ وَبَلَّہْ وَحِیْہْلُ وَعَلِیْکَ وَدُونْکَ وَہَا، اسم کو نصب کرتے ہیں مفعول
ہونے کی بنا پر جیسے رُویدَ رَیْدَ اِیْ اَمْہِلْہُ۔

(ھِیْہَات) اصل میں ھِیْہَات تھا۔ یائے ثانی بوجہ تحرک اور انفتاح ما قبل
الف سے بدل گئی تو ھِیْہَات ہو گیا۔ اس میں (تا) مفتوح ہے اور کبھی ساکن بھی
پڑھتے ہیں۔ (شْتَان) شین پر فتح اور (تا) مشدّد مفتوح اور نون پر فتح اور کبھی کسرہ بھی
آتا ہے۔ یہ بمعنی (افْتَرَقَ) جو دو اسموں پر داخل ہوتا ہے کیونکہ افتراق کے لئے وہ
ضروری ہیں۔ اسی طرح (شْتَان) بھی دو اسموں پر داخل ہوتا ہے کیونکہ وہ بمعنی
(افْتَرَقَ) ہے جیسے شْتَان زَیْدَ عَمْرُو۔

ترجمہ: کیسے جدا ہو گئے زید و عمرو۔

(سْرُعَانَ) سین پر تینوں حرکتیں مگر فتح مشہور ہے اور (راء) پر سکون
اور نون مفتوح بمعنی (سْرُعَ) جیسے (سْرُعَانَ زَیْدَ)۔

ترجمہ: کتنا تیز چلا زید۔

فائدہ:

اسمائے افعال بمعنی ماضی میں معنی تعجب ہوتے ہیں۔ کمافی حاشیہ
الملاء عبد الحکیم رحمہ اللہ الکریم۔ اسی واسطے یہ جملہ انشائیہ ہوں گے۔
(رُوِيْدَ) بمعنی (اُتْرُكُ) اور (حِيَهْلُ) بمعنی (اَيْتُ) (عَلَيْكَ) بمعنی
اَلْزِمُ) اور (ذُوْنَكَ) بمعنی (خُذْ) اور (هَآ) بمعنی (خُذْ)۔

ترکیب:

(هِيْهَاتُ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح (يَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع
لفظا مضاف، (اَلْعِيْدُ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف
الیہ سے ملکر فاعل، قائم مقام خبر، مبتدا اپنے قائم مقام خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: کتنا دور ہو گیا عید کا دن۔

(ای) حرف تفسیر مبنی بر سکون (بَعْدُ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح، صیغہ
واحد مذکر غائب، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح
راجع بسوئے (يَوْمُ اَلْعِيْدُ) فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ مفسرہ ہوا۔
بَعْدُ کو انشائیہ اس لئے قرار دیا کہ یہ باب گزرم سے ہے اور باب گزرم کی
خاصیت تعجب، تو مفسر اور مفسر انشائیت میں متحد ہو گئے اور انشاء کی تفسیر خبر سے لازم نہ
آئی۔

(رُوِيْدَ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح، اس میں (اَنْتُ) پوشیدہ جس
میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر۔ مرفوع محلا مبنی بر سکون، (تا) علامت
خطاب مبنی بر فتح (زَيْدَا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ۔ اسم فعل مبتدا اپنے
فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: زید کو ضرور مہلت دو۔

(اِی) حرف تفسیر مبنی بر سکون (اَمْهَلُ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (ها) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ، منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے زید ا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

تنبیہ ۱۷۲ تا ۱۸۰:

المصباح المنیر صفحہ ۱۲۲ اور مہر منیر صفحہ ۱۱۳ میں (هِيَ هَاتِ يَوْمَ الْعِيدِ) کو جملہ فعلیہ قرار دیا ہے۔

اقول:

یہ بدوجہ غلط ہے۔ اولاً اس لئے کہ اسمائے افعال بمعنی امر حاضر معروف ہوں یا بمعنی ماضی دونوں جملہ اسمیہ ہوتے ہیں نہ فعلیہ۔ جیسے ہماری ترکیب میں۔ بعض نحوویوں نے جملہ فعلیہ قرار دیا ہے لیکن امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس کی تعلیل فرمائی اور جملہ اسمیہ ہونے کے متعلق الاشباہ والنظائر الخویہ میں فرمایا هو الصحيح۔

ثانیاً اس لئے کہ اسمائے افعال بمعنی ماضی میں تعجب کے معنی ہوتے ہیں کما مر، تو یہ جملہ انشائیہ ہوئے نہ خبریہ۔ پھر اول نے صفحہ ۱۲۳ پر اور دوم نے صفحہ مذکورہ پر (رُوِيْدَ زَيْدًا) کو جملہ فعلیہ قرار دیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کما مر۔ پھر اول نے صفحہ ۱۲۲ پر (سَتَانِ) کی مثال پیش کی (سَتَانِ زَيْدًا) اور اس کو جملہ فعلیہ خبریہ قرار دیا ہے یہ بہ وجہ غلط ہے۔

اولاً اس لئے کہ (سَتَانِ) کے لئے دو اسم ضروری ہیں کما مر۔

ثانیاً اس لئے کہ اس کو جملہ فعلیہ قرار دینا غلط کما مر۔

ثالثا اس لئے کہ اسکو جملہ خبریہ قرار دینا غلط کما مر۔ پھر (سَرُوعَانَ زَيْدٌ خُرُوجًا) اور ترکیب میں (زید) کو تمیز اور (خروجًا) کو تمیز اور اس کو جملہ فعلیہ قرار دیا ہے۔ یہ بھی بسہ وجہ غلط ہے۔

اولاً اسلئے کہ زید متمیز نہیں کہ اس میں ابہام نہیں پایا جاتا۔ پھر (خروجًا) اس سے تمیز کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ تمیز نسبت ہے جس کا خود اقرار بھی کیا ہے۔ بایں الفاظ خروجًا منصوب بنا بر تمیز برائے رفع ابہام نسبت) جب نسبت سے ابہام دور کیا تو متمیز نسبت ہوئی نہ زید۔

ثانیا اس کو جملہ فعلیہ قرار دینا غلط ہے کما مر۔

ثالثا اس کو جملہ خبریہ قرار دینا بھی غلط کما مر۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا
حال طفلان زبوں شدہ است

چہارم اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال عمل فعل معروف کند بشرط آنکہ اعتماد کردہ باشد بر لفظیکہ پیش از و باشد و آن لفظ مبتداء باشد در لازم چوں زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوهُ و در متعدی چوں زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوهُ عَمَرُوا یا موصوف چوں مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوهُ بَكَرًا یا موصول چوں جَاءَ نَبِيُّ الْقَائِمِ أَبُوهُ وَجَاءَ نَبِيُّ الضَّارِبِ أَبُوهُ عَمَرُوا یا ذوالحال چوں جَاءَ نَبِيُّ زَيْدٍ رَاكِبًا غَلَامُهُ فَرَسًا یا ہمزہ استفہام چوں أَضَارِبٌ زَيْدٌ عَمَرُوا یا حرف نفی چوں مَا قَائِمٌ زَيْدٌ ہمہ عمل کہ قَامَ وَضَرَبَ میگرد قَائِمٌ وَضَارِبٌ میکند۔

چوتھی قسم اسم فاعل، حال یا استقبال کے معنی میں ہو کر فعل معروف جیسا عمل کرتا ہے بشرطیکہ اعتماد کئے ہوئے ہو ایسے لفظ پہ جو اس سے پہلے ہے اور وہ لفظ یا مبتداء ہو لازم میں جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوهُ اور متعدی میں جیسے زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوهُ

عَمُرُوا۔ یا وہ لفظ موصوف ہو جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوهُ
بَكْرًا۔ یا موصول ہو جیسے جَاءَ نَبِيُّ الْقَائِمِ أَبُوهُ وَجَاءَ نَبِيُّ الضَّارِبِ أَبُوهُ
عَمُرُوا یا ذوالحال ہو جیسے جَاءَ نَبِيُّ زَيْدٍ رَاكِبًا غَلَامُهُ فَرَسًا یا وہ لفظ ہمرہ استفہام
ہو جیسے أَضَارِبُ زَيْدٍ عَمُرُوا۔ یا حرف نفی ہو جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ۔ جو عمل کہ قام
اور ضَرَبَ کرتے تھے وہی قَائِمٌ اور ضَارِبٌ کرتے ہیں۔

سوال: حروف مشبہ بفعل کی بحث میں (اَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ) مثال گذری۔ اس میں
آپ نے (قَائِمٌ) اسم فاعل کو عمل میں لایا ہے حالانکہ مبتدا پر اعتماد نہیں۔

جواب: مبتدا سے مراد مسند الیہ ہے اور وہ مثال مذکور میں موجود یعنی (زید) کہ
حروف مشبہ بفعل کا اسم مسند الیہ ہوتا ہے۔

ترکیب:

(زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا (قائم) مفرد منصرف صحیح مرفوع
لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر (أَبُو) اسمائے ستہ مکبرہ، مرفوع بواو مضاف۔
(ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلا یعنی برضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے
مضاف الیہ سے ملکر فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جمل
اسمیہ خبریہ ہوا۔

زید کا باپ کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔

(زید) بترکیب سابق مبتدا (ضارب) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا، اسم
فاعل، صیغہ واحد مذکر (أَبُو) بترکیب سابق مضاف (ہا) بترکیب سابق مضاف الیہ،
مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، (عَمُرُوا) مفرد منصرف صحیح منصوب
لفظا مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ
اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید کا باپ عمرو کو مارتا ہے یا مارے گا۔

(مَرَّضَ) فعل ماضی معروف مثنیٰ برسکون، صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، مرفوع مثنیٰ برضم (با) حرف جار مثنیٰ برکسر (رجل) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا موصوف (ضارب) مفرد منصرف صحیح مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلا مثنیٰ برضم راجع بسوئے موصوف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل (بکرا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں ایسے مرد کے پاس سے گذرا جس کا باپ بکر کو مارتا ہے یا مارے گا۔

(جاء) فعل ماضی معروف مثنیٰ برفتح، صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مثنیٰ برکسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مثنیٰ برسکون۔

(الف) بمعنی (الذی) اسم موصول مثنیٰ برسکون (قائم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر (ابو) بترکیب سابق مضاف (ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مثنیٰ برضم راجع بسوئے اسم موصول، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر فاعل مرفوع محلا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس وہ شخص آیا جس کا باپ کھڑا تھا یا کھڑا ہوگا۔

فائدہ:

یہ ترجمہ اس لئے کہ جب اسم فاعل پر الف لام بمعنی اسم موصول ہو تو اس وقت تینوں زمانوں میں سے ہر ایک مراد ہو سکتا ہے۔ (جاء نی) بترکیب سابق (الف لام) بمعنی (الذی) اسم موصول مثنیٰ برسکون (ضارب) مفرد منصرف

صحیح مرفوع لفظ اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر (ابو) بترکیب سابق مضاف (ہا) بترکیب سابق مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، (عمروا) بترکیب سابق مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر صلہ، اسم موصول اپنے صلے سے ملکر فاعل مرفوع محلا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس وہ شخص آیا جس کے باپ نے عمرو کو مارا یا مارتا ہے یا مارے گا۔
(جاء نئی) بترکیب سابق (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ ذوالحال (راکبا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظ، اسم فاعل صیغہ واحد مذکر،

(غلام) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ مضاف (ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی برضم راجع بسوئے ذوالحال، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل (فرسا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظ مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس زید آیا درانحالیکہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار تھا۔

(ہمزہ) برائے استفہام مبنی برفتح (ضارب) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ مبتدا کی قسم دوم، اسم فاعل صیغہ واحد مذکر (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ فاعل قائم مقام خبر (عمروا) بترکیب سابق مفعول بہ، مبتدا کی قسم دوم اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: کیا زید کو عمر مارتا ہے یا مارے گا۔

(ما) حرف نفی مبنی برسکون (قائم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ مبتدا کی قسم دوم، اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ فاعل، قائم مقام خبر، مبتدا کی قسم دوم اپنے فاعل قائم مقام خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید کھڑا نہیں ہے یا کھڑا نہ ہوگا۔

تنبیہ ۱۸۱ تا ۱۸۷:

المصباح المنیر صفحہ ۱۲۳ میں اور مہر منیر صفحہ ۱۱۴ میں عمل اسم فاعل کی دوسری شرط کے متعلق بیان کیا کہ (دوم اسم فاعل سے قبل ایک اسم موجود ہو جو مبتدا ہو اور یہ اسم فاعل اسکی صفت ہو)۔

اقول:

یہ غلط ہے بلکہ اس صورت میں اسم فاعل اس کی خبر ہوگا۔ چونکہ یہ عبارت چونکہ یہ عبارت دونوں میں ہے اس لئے کاتب کے سر تھوپنا انصاف سے بعید ہوگا بلکہ گزشتہ اکثر و بیشتر غلطیاں بھی دونوں میں مشترک ہونے کی وجہ سے کاتب کی جانب منسوب نہیں کی جاسکتیں۔ پھر اول نے صفحہ ۱۲۴ میں اور دوم نے صفحہ ۱۱۵ میں (مررت برجل ضارب ابوہ بکرا) کا ترجمہ کیا ہے (میں ایک آدمی کے ساتھ گذرا جس کا باپ بکر کو مارنے والا ہے) یہ بدوجہ غلط ہے۔ اولاً اس لئے کہ (رجل) کا ترجمہ آدمی نہیں کہ نابالغ پر (آدمی) صادق آتا ہے (رجل) صادق نہیں آتا۔ ثانیاً اس لئے کہ (کے ساتھ گذرا) ترجمہ صحیح نہیں کیونکہ اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ متکلم کی طرح وہ بھی گذرنے والا ہے۔ حالانکہ یہ عبارت صرف متکلم کے گذرنے پر دلالت کرتی ہے۔ صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم بیان کر آئے۔ پھر اول نے صفحہ ۱۲۵ پر اور دوم نے صفحہ ۱۱۵ پر (جاء نبي زيد را كبا غلامه فرسا) کا ترجمہ یوں کیا ہے (زید میرے پاس اس حال میں آیا کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار ہونے والا ہے) یہ بھی غلط ہے کہ زید کا آنا گزشتہ زمانہ میں واقع ہوا اور اس کے غلام کا سوار ہونا آئندہ زمانہ میں ہوگا، تو حال کا زمانہ اور عامل ذوالحال کا زمانہ متحد نہ رہا حالانکہ یہ شرط ہے۔ مگر یہ فاضل دیوبند اس کو کیا جانیں۔ صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم نے کیا۔ اور یاد رہے کہ یہ حال حکائی جس کی

تفصیل شرح جامی بحث اسم فاعل اور تکرملہ میں دیکھی جائے۔ یہ مقام اُس کے بیان کا نہیں۔

پھر اول نے اسی صفحہ ۱۲۵ پر اور دوم نے صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶ پر (اضارب زید عمروا) کو شبہ جملہ انشائیہ اور (ماقام زید) کو شبہ جملہ خبریہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ اول کے الفاظ پہلی مثال کے متعلق یہ ہیں۔ (یاد رکھو کہ یہ اسم فاعل مع فاعل و مفعول بہ جملہ انشائیہ نہیں ہے۔ ہمزہ استفہام کی وجہ سے بلکہ شبہ جملہ انشائیہ کہلاتا ہے۔ اور دوسری مثال کے متعلق الفاظ یہ ہیں (اور اسم فاعل مع فاعل زید کے جملہ اسمیہ خبریہ نہیں ہے بلکہ شبہ اسمیہ خبریہ ہے۔ خوب سمجھ لو) یہ بھی بدوجہ غلط ہے۔ اولاً اسلئے کہ کسی نحوی نے شبہ جملہ نہیں کہا اور کہتے بھی کیسے شبہ جملہ مفید نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں نسبت تامہ نہیں ہوتی اور یہ دونوں مفید ہیں کہ پہلی مثال سے طلب مفہوم ہوتی ہے اور دوسری سے خبر۔ البتہ ان کے جملہ اسمیہ اور فعلیہ ہونے میں اختلاف ہے۔ جمہور کا مسلک ہے کہ دونوں جملہ اسمیہ ہیں کمافی الفوائد الشافیہ صفحہ ۵۶۔ ثانیاً اس لئے کہ یہ کہنا (بلکہ شبہ جملہ انشائیہ کہلاتا ہے) اس سے اگر مراد یہ ہے کہ نحویوں کے مسلک میں شبہ جملہ کہلاتا ہے تو یہ نحویوں پر افترا ہوا اور ان کی توہین بھی۔ افترا اس لئے کہ وہ شبہ جملہ نہیں کہتے بلکہ جملہ کہتے ہیں کما مر۔

اور توہین اسلئے کہ کہ سلیم العقل کی جانب غلط بات کی نسبت اس کی توہین ہوتی ہے۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ دیوبندی مسلک میں شبہ جملہ کہلاتا ہے تو اس پر اتنی گزارش ہے کہ یہ کتاب نحوی مسلک کو بیان کرنے کے لئے ہے نہ دیوبندی مسلک کو۔ نظر برآں اس دیوبندی مسلک کا بیان یہاں درست نہیں۔ اس کا بیان تو ان کتابوں میں مناسب ہے جن میں مصنفین دیوبندی مسلک بیان کیا کرتے ہیں جیسے ہندوستانی دیوبندی صاحبان کے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب، سابق

صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند نے بھی (جھڈا مقل) میں دیوبندی مسلک یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ جملہ قبائح کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے یعنی جھوٹ بول سکتا ہے، زنا کر سکتا ہے، خودکشی کر سکتا ہے کہ یہ سب قبائح ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اور مولانا خلیل احمد صاحب صدر المدرسین مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے (براہین قاطعہ) میں یہ دیوبندی مسلک بیان کیا کہ صاحب لوک رسول پاک ﷺ سے شیطان کا علم زیادہ۔ معاذ اللہ۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

پنجم اسم مفعول بمعنی حال واستقبال عمل مجہول کند بشرط اعتماد مذکور چوں زید مضر و ب ابوہ و عمر و معطی غلامہ درہما و بکر معلوم ن ابنہ فاضلا و خالد مخبر ن ابنہ عمر و فاضلا ہا ن عمل کہ ضرب و اعطی و علم و اخبر میگرد مضر و ب و معطی و معلوم و مخبر میکند۔

پانچویں قسم اسم مفعول حال واستقبال کے معنی میں ہو کر فعل مجہول جیسا عمل کرتا ہے اعتماد مذکور کی شرط پر جیسے زید مضر و ب ابوہ و عمر و معطی غلامہ درہما و بکر معلوم ن ابنہ فاضلا و خالد مخبر ن ابنہ عمر و فاضلا جو عمل ضرب و اعطی و علم و اخبر کرتے تھے مضر و ب و معطی و معلوم و مخبر کرتے ہیں۔

ترکیب:

(زید) ب ترکیب سابق مبتدا (مضر و ب) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً، اسم مفعول، صیغہ واحد مذکر (ابو) اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواو مضاف۔
(ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے

مضاف الیہ سے ملکر نائب فاعل، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید کا باپ مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا۔

(عمرو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا (معطیٰ) اسم مقصورہ مرفوع، تقدیر اسم مفعول صیغہ واحد مذکر (غلام) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف۔

(ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا یعنی برضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر نائب فاعل (درہما) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: عمرو کے غلام کو درہم دیا جاتا ہے یا دیا جائے گا۔

(بکر) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا (معلوم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم مفعول، صیغہ واحد مذکر (ابن) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف۔

(ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا یعنی برضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر نائب فاعل (فاضلا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا صفت مشبہ، صیغہ واحد مذکر اس میں (ہو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا یعنی برفتح راجع بسوئے موصوف مقدر (شخصا) صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے ملکر صفت، موصوف مقدر اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: پھر بکر فاضل جانا جاتا ہے یا جانا جائے گا۔

(خالد) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا (مخبر) مفرد منصرف صحیح

مرفوع لفظا اسم مفعول صیغہ واحد مذکر۔

(ابن) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محللا بنی برضم راجع بسوئے مبتدا۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر نائب فاعل۔ (عمروا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ اول (فاضلا) بترکیب سابق صفت موصوف مقدر مذکور اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ دوم۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور دونوں مفعول بہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: پسر خالد کو خبر دی جاتی ہے کہ عمرو فاضل ہے یا خبر دی جائے گی کہ عمرو فاضل ہے۔

تنبیہ ۱۸۸ تا ۱۹۱:

المصباح المنیر صفحہ ۱۲۷ میں اور مہر منیر صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸ میں باختلاف اقل قلیل (زَيْدٌ مَضْرُوبٌ أَبُوهُ) کا ترجمہ کیا ہے (زید کا باپ پیٹا ہوا ہے)

اور (عُمَرُ مُعْطَى غُلَامُهُ دِرْهَمًا) کا، (عمر کے غلام کو ایک درہم دیا ہوا ہے) اور (بَكْرٌ مَعْلُومٌ ابْنُهُ فَاضِلًا) کا، (بکر کے بیٹے کو فاضل جانا ہوا ہے) اور (خَالِدٌ مُخْبَرٌ ابْنُهُ عَمْرُوًا فَاضِلًا) کا، (خالد کے بیٹے کو خبر دی ہوئی ہے کہ عمرو فاضل ہے)

اقول:

یہ سب کے سب غلط ہیں کیونکہ ان مثالوں میں اسم مفعول بمعنی حال ہے یا بمعنی استقبال اور یہ ترجمے سب کے سب ماضی کے ہیں سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا
حال طفلان زبوں شدہ است

ششم صفت مشبہ عمل خود کند بشرط اعتماد مذکور چوں زَيْدٌ حَسَنٌ غَلَامَةٌ
ہمان عمل کہ حَسَنٌ میگرد حَسَنٌ میکند۔

چھٹی قسم صفت مشبہ اپنے فعل جیسا عمل کرتی ہے۔ اعتماد مذکور کی شرط پر جیسے
زَيْدٌ حَسَنٌ غَلَامَةٌ جو عمل کہ حَسَنٌ کرتا تھا حَسَنٌ کرتا ہے۔

سوال: صفت مشبہ کے عمل کے واسطے کیا صرف اعتماد شرط ہے حال اور استقبال
کے معنی میں ہونا شرط نہیں؟

جواب: صفت مشبہ حال اور استقبال کے معنی میں نہیں ہوتے، اس لئے عمل کے
واسطے صرف اعتماد شرط ہے۔

سوال: (اعتماد مذکور) جو صفت مشبہ کے عمل کے واسطے مصنف علیہ الرحمۃ نے شرط
بتایا۔ اُس سے مراد اگر وہی اعتماد ہے جو اسم فاعل کی بحث میں گذرا، یعنی جو چھ چیزوں
میں سے ایک پر ہوتا ہے تو یہ صحیح نہیں کہ صفت مشبہ کا اعتماد الف لام بمعنی اسم موصول
پر نہیں ہوتا۔ مصنف علیہ الرحمۃ کو چاہیے تھا کہ اس کا استثناء فرماتے۔

جواب: بیشک الف لام بمعنی موصول پر اعتماد نہیں ہوتا۔ استثناء کی ضرورت اس لئے
نہ ہوئی کہ اسمائے موصولہ کی بحث میں گذر چکا ہے کہ الف لام بمعنی اسم موصول صرف
اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے تو اعتماد مذکور سے مراد وہ اعتماد ہے جو باقی ماندہ
پانچ چیزوں میں سے کسی ایک پر ہو۔ مبتدا پر اعتماد ہو، اس کی مثال کتاب میں
مذکور ہے۔ موصوف پر جیسے جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ أَحْمَرٌ وَجْهُهُ، ذوالحال پر جیسے جَاءَ نَبِيٌّ
زَيْدٌ أَحْمَرٌ وَجْهُهُ، ہمزہ استفہام پر جیسے أَحْسَنَ زَيْدٌ، حرف نفی پر جیسے مَا أَحْسَنَ
زَيْدٌ۔ ان کی ترکیب اسم فاعل کی مثالوں کی طرح ہوگی۔

سوال: اس کو صفت مشبہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اسم فاعل کے ساتھ ثنی، مجموع، مذکر، مؤنث ہونے میں اس کو نحوی تشبیہ

دیتے ہیں، اسلئے مشبہ کہا جاتا ہے۔

ترکیب:

(زید) بترکیب معلوم مبتدا (حَسَنٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا صفت مشبہ، صیغہ واحد مذکر (غلام) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مثنیٰ برضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: زید کا غلام حسین ہے۔

ہفتم اسم تفضیل واستعمال او بر سہ وجہ است بہ من چوں زید اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو ویا بالف ولام چوں جَاءَ نَبِی زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ یا بِاِضافت چوں زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ و عمل اور در فاعل باشد و آں ہو است فاعل اَفْضَلُ کہ درو مستتر است۔
ساتویں قسم اسم تفضیل اور اس کا استعمال تین طریقہ پر ہے۔ من کے ساتھ جیسے جَاءَ نَبِی زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو یا الف لام کے ساتھ جیسے جَاءَ نَبِی زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ یا اضافت کے ساتھ جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ۔ اور عمل اس کا فاعل میں ہوتا ہے اور وہ ہو ہے اَفْضَلُ کا فاعل جو اُس میں پوشیدہ ہے۔

سوال: کیا اسم تفضیل کے لئے بھی اعتماد شرط ہے جیسے صفت مشبہ کے واسطے تھا؟ اگر ہے تو مصنف علیہ الرحمۃ نے کیوں بیان نہ فرمایا؟

جواب: اعتماد شرط ہے بغیر اعتماد کسی صفت کا عمل ثابت نہیں، خواہ وہ اسم فاعل ہو یا اسم مفعول یا صفت مشبہ یا اسم تفضیل یا اسم منسوب۔ لیکن اسم تفضیل کے اعتماد میں تفصیل تھی جو اس ابتدائی کتاب کے واسطے مناسب نہیں، اس واسطے مصنف علیہ الرحمۃ نے بیان نہ فرمائی۔ وہ تفصیل یہ ہے کہ اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم منسوب کی طرح بجز مسئلہ کل اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا۔ لہذا یہ مبتدا کی قسم ثانی بنے

گاحتی کہ اس پر حرف استفہام اور حرف نفی داخل ہو تو حرف استفہام اور حرف نفی پر اعتماد تو یوں گیا اور الف لام بمعنی اسم موصول بھی اس پر داخل نہیں ہوتا، تو اس پر بھی اعتماد گیا۔ اب صرف تین رہ گئے جن پر بروقت عمل اعتماد ہوتا ہے۔ اول مبتدا پر اعتماد جس کی دو مثالیں کتاب میں مذکور ہیں۔ یعنی اول اور سوم۔ دوم موصوف پر اعتماد جیسے مثال دوم۔ سوم ذوالحال پر اعتماد جیسے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ اَعْلَمَ مِنْ عَمْرٍو۔

ترکیب:

(زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا (افضل) غیر منصرف مرفوع لفظا، اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر اس میں (ہو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا بنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا (من) حرف جار مبنی بر سکون (عمرو) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور ملکر ظرف لغو۔ اسم تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (زید) بترکیب معلوم موصوف (الافضل) غیر منصرف مرفوع لفظا، اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر اس میں (ہو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا بنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم تفضیل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس (مثلاً عمرو سے) فاضل تر زید آیا۔

(زید) بترکیب معلوم مبتدا (افضل) غیر منصرف مرفوع لفظا مضاف، اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر اس میں (ہو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا بنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا (القوم) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، اسم تفضیل

مضاف اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: زید قوم سے فاضل تر ہے۔

تنبیہ ۱۹۲ تا ۱۹۶:

المصباح المنیر صفحہ ۱۲۹ پر اور مہر منیر صفحہ ۱۲۰ پر (جاء فی زید الافضل) کی ترکیب میں الافضل کو بدون عمل دیئے صفت قرار دیا۔

اقول:

یہ غلط ہے کیونکہ مصنف علیہ الرحمۃ نے عمل کی مثال میں اس کو بیان فرمایا ہے اور بتا بھی دیا ہے کہ اس کا فاعل ان مثالوں میں (ہو) ہے اور وہ افضل میں پوشیدہ۔ مگر ان فاضلان دیوبند کو اتنا سمجھنے کی بھی توفیق نہ ہوئی۔ پھر اول نے اس مثال کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے (میرے پاس زید آیا جو سب سے افضل شخص ہے) اور دوم نے بایں الفاظ (میرے پاس وہ زید آیا جو سب سے افضل ہے) یہ دونوں ترجمے بدوجہ غلط ہیں۔ اولاً اس لئے کہ مثال مذکور میں زید موصوف ہے اور الافضل صفت اور موصوف و صفت میں نسبت ناقصہ ہوتی ہے۔ اسی واسطے یہ مرکب غیر مفید کی قسم ہیں اور نسبت ناقصہ کا ترجمہ (ہے) نہیں ہوتا جو ان دونوں فاضلان دیوبند نے کیا ہے، یہ تو نسبت تامہ کا ترجمہ ہے لیکن ان فاضلان دیوبند کے نزدیک تام اور ناقص دونوں برابر ہیں کیوں اس لئے کہ اردو نہیں پڑھی۔ ثانیاً اس لئے کہ ترجمہ میں لفظ (سب) جملہ موجودات کو شامل ہے تو زید جملہ موجودات سے افضل ہوا اور جملہ موجودات میں خالق عالم عز وجل اور اس کے انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام سب داخل۔ اگر تاویل کی گنجائش نہ ہو تو اس کے کلمہ کفر ہونے میں کیا شک۔ پھر دونوں صاحبان نے مذکورہ صفحات میں دوسری مثال کے (الافضل) اور تیسری مثال کے (افضل) کو بدون ضم فاعل صفت اور خبر قرار دیا ہے، یہ بھی غلط ہے کہ مصنف علیہ

الرحمة خود فرما رہے ہیں کہ (افضل) کا فاعل اس میں پوشیدہ (ہو) ہے اور اس کو آخر میں بیان فرمایا تا کہ تینوں مثالوں کے (افضل) کو شامل رہے۔ پھر اول نے صفحہ ۱۳۰ پر اور دوم نے صفحہ ۱۲۱ پر تحریر کیا کہ (اگر فاعل ضمیر ہو تو عمل کرنے کے لئے کوئی شرط نہیں) یہ بھی غلط ہے کہ بدون اعتماد عمل نہیں ہوتا تو اعتماد شرط ہوا۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی مٹلا

حال طفلان زبوں شدہ است

ہشتم مصدر بشرط آنکہ مفعول مطلق نباشد عمل فعلش کند چوں اَعَجَبَنِی ضَرَبُ زَیْدٍ عَمَرُوا۔

آٹھویں قسم مصدر اگر مفعول مطلق نہ ہو تو اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے جیسے اَعَجَبَنِی ضَرَبُ زَیْدٍ عَمَرُوا۔

سوال: مصدر کے عمل کے واسطے اعتماد شرط ہے یا نہیں، اگر ہے تو مصنف علیہ الرحمۃ نے بیان کیوں نہ فرمایا اور اگر نہیں تو کیا وجہ؟

جواب: عمل مصدر کے واسطے اعتماد شرط نہیں۔ وجہ یہ کہ عمل میں فعل اصل ہے اور مصدر فرع۔ چونکہ فعل کے ساتھ مناسبت رکھنے کی بنا پر عمل کرتا ہے اور وہ مناسبت اشتقاق ہے کہ ایک دوسرے سے نکلتا ہے تو دونوں میں لفظی تناسب بھی ہوا اور معنوی بھی۔ لفظی بایں طور کہ حروف اصلی دونوں کے متحد ہوتے ہیں اور معنوی بایں طور کہ مصدر کے معنی فعل کے معنی کے جز ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ تناسب تھا اسلئے اعتماد کی طرف احتیاج نہ ہوئی۔

سوال: مصدر مفعول مطلق ہونے کی صورت میں عمل کیوں نہیں کرتا؟

جواب: مفعول مطلق ہونے کی صورت میں چونکہ فعل موجود ہوتا ہے اور وہ عمل میں اصل ہے، اس لئے اصل کی موجودگی میں فرع کو عامل قرار دینا مناسب نہیں

مصدر کا فعل اگر لازم ہے تو فاعل میں عمل کرے گا نہ مفعول بہ میں جیسے اَعْجَبَنِي قِيَامُ زَيْدٍ۔ اور متعدی ہے تو مفعول بہ میں بھی عمل کرے گا جیسے اَعْجَبَنِي ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرَوًا۔

ترکیب:

(اعجب) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (ضرب) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مصدر مضاف (زید) مفرد منصرف صحیح مضاف الیہ مجرور لفظا مرفوع محلا بنا بر فاعلیت (عمر) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ۔ مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ اور مفعول بہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: مجھے متعجب کر دیا زید کی مارنے عمر کو۔

تنبیہ ۱۹۷: مہر منیر صفحہ ۱۲۲ پر مثال کتاب کی ترکیب کرتے ہوئے کہا (مصدر اپنے مضاف الیہ با فاعل اور مفعول بہ سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر فاعل)۔

اقول:

یہ غلط ہے اس لئے کہ یہاں پر مفرد کی تاویل میں کرنے والی کوئی چیز نہیں جیسے (اَنْ) اور (اَنَّ) موصول حرفی کہ یہ اپنے مدخول کے ساتھ ملکر مفرد کی تاویل ہوا کرتے ہیں اور یہاں پر ان میں سے کوئی بھی نہیں، نہ مفرد کی تاویل میں کرنے کے لئے کوئی ضرورت داعی۔ پھر تاویل میں مفرد کیسے ہو گیا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملاً

حال طفلان زبوں شدہ است

نہم اسم مضاف مضاف الیہ را بجر کند چوں جَاءَ نِي غَلَامُ زَيْدٍ بدانکہ

ایں جلام حقیقت مقدرست زیرا کہ تقدیرش است کہ غلامٌ لَزِيدٌ
نویں قسم اسم مضاف، یہ مضاف الیہ کو جر کرتا ہے جیسے جَاءَ نَبِيٌّ غُلَامٌ
زَيْدٌ۔ جان لو کہ یہاں پر یعنی مضاف، مضاف الیہ کے درمیان درحقیقت لام مقدر ہے
کیونکہ اس کی اصل یہ ہے غلام لَزِيدٌ۔

ترکیب:

(جاء نسی) بترکیب معلوم (غلام) مفرد منصرف صحیح مرفوع
لفظاً مضاف (زید) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ
سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میرے پاس زید کا غلام آیا۔

سوال: ترکیب میں یہ کہنا صحیح ہے کہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل؟
جواب: ہرگز صحیح نہیں اس لئے کہ مضاف مضاف الیہ کا مجموعہ مرکب ہے اور فاعل
مرکب نہیں ہوتا۔ فاعل اسم ہوتا ہے جیسے کہ اس کی تعریف میں گذرا اور اسم کلمہ کی قسم
ہے اور کلمہ کی تعریف میں افراد ماخوذ ہے۔ نظر برآں فاعل مفرد ہوگا نہ مرکب۔ اسی
طرح مفعول بہ، مفعول مطلق، مفعول فیہ، مفعول معہ، مفعول لہ، تمیز، مستثنیٰ، حال، نائب
فاعل وغیرہ معمولات جواز قبل اسماء ہیں۔ لیکن مبتدی کی سہولت کے پیش
نظر ہندوستان میں ایسا کیا جاتا ہے جیسے تیسویں پارہ کی ترتیب بچوں کی سہولت
پر نظر رکھتے ہوئے بدل دی گئی ہے۔ چنانچہ مولوی الہی بخش صاحب علیہ الرحمۃ نے
شرح مائتہ عامل کی ترکیب اسی سہولت کے انداز پر فرمائی ہے اور الفوائد الشافیہ میں کافیہ
کی ترکیب کا انداز نظر حقیقت ہے۔ اس اعتبار سے ترکیب یوں کی جائے
گی۔ (غلام) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل (زید) مفرد منصرف صحیح
مجرور لفظاً مضاف الیہ، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

یہ ترکیب اُن حضرات کے نزدیک جو صرف مسندالیہ اور مسند کو کلام قرار دیتے ہیں۔ باقی متعلقات کو کلام سے خارج۔ یہ حضرات ان متعلقات کا اعراب بیان فرما دیتے ہیں۔ لیکن اُن کو ملا کر مصنف علیہ الرحمۃ اور جو حضرات متعلقات کو کلام میں داخل قرار دیتے ہیں وہ متعلقات کو ملا کر جملہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک مثال مذکور میں یوں کہا جائے گا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اسی طرح (غلام زید) میں صرف (غلام) کو مفعول بہ قرار دیا جائے گا (اور ضربا شدیداً) میں صرف (ضربا) کو مفعول مطلق نوعی اور (یوم الجمعة) میں صرف (یوم) کو مفعول فیہ۔ وَهَلُمَّ جَرًّا۔

دہم اسم تام تمیز را نصب کند و تمامی اسم یا بتوین باشد چوں مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرٌ رَاحَةٍ سَحَابًا يَتَّقِدُ رِيتُونِ چوں عِنْدِي أَحَدَ عَشَرَ جُلَاوَزِيْدًا أَكْثَرُ مِنْكَ مَا لَا يَابُنُونِ تَشْنِيهِ چوں عِنْدِي قَفِيْزَانِ بُرًّا يَابُنُونِ جَمْعِ چوں هَلْ نُنبِئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا يَابِمْشَابِهْ نُونِ جَمْعِ چوں عِنْدِي عِشْرُوْنَ دِرْهَمَاتًا تَسْعُوْنَ يَابِاضَاتِ چوں عِنْدِي مِلْؤُهُ عَسَلًا۔

دسویں قسم اسم تام، یہ تمیز کو نصب کرتا ہے اور اسم کی تمامیت یا بتوین سے ہوتی ہے جیسے مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرٌ رَاحَةٍ سَحَابًا يَتَّقِدُ رِيتُونِ جیسے عِنْدِي أَحَدَ عَشَرَ جُلَاوَزِيْدًا أَكْثَرُ مِنْكَ مَا لَا يَابُنُونِ تَشْنِيهِ جیسے عِنْدِي قَفِيْزَانِ بُرًّا يَابُنُونِ جَمْعِ جیسے هَلْ نُنبِئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا يَابِمْشَابِهْ نُونِ جَمْعِ جیسے عِنْدِي عِشْرُوْنَ دِرْهَمَاتًا تَسْعُوْنَ يَابِاضَاتِ جیسے عِنْدِي مِلْؤُهُ عَسَلًا۔

مخفی نہ رہے کہ اس مقام پر کتابت میں دو سہو واقع ہوئے۔

اول یہ کہ اسم کی تمامیت بتوین کی مثال میں (مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرٌ رَاحَةٍ سَحَابًا) کو ذکر کر دیا حالانکہ اسمیں اسم (قدر) کی تمامیت اضافت سے ہے نہ

تنوین سے۔ تمامیت تنوین کی مثال (عِنْدِي رِطْلُ زَيْتًا) جس میں رطل اسم کی تمامیت تنوین سے ہوئی ہے۔

دوم یہ کہ تمامیت بتقدیر تنوین کی مثال میں (زید اکثر منک مالا) ذکر کر دیا حالانکہ یہ درست نہیں۔ کیونکہ جس اسم کی تمامیت تنوین سے ہوتی ہے خواہ تنوین ملفوظ ہو یا مقدر، اُس میں ابہام ہوتا ہے اور اکثر میں ابہام نہیں۔ ابہام تو اکثر کی نسبت بسوئے فاعل میں ہے تو (مالا) نسبت سے تمیز ہوئی نہ (اکثر) سے اور (الاخسرین) اُس اسم کی مثال ہے جس کی تمامیت بنون جمع ہوئی ہے لیکن اس میں بھی ابہام نہیں۔ ابہام اس کی نسبت بسوئے فاعل میں ہے اور (اعمالا) اس نسبت سے تمیز ہے۔

ترکیب:

(عند) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیر اکسرہ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور مثنیٰ بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا (ثابت) مقدر کا (ثابت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر۔ اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مثنیٰ بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم۔

(احد عشر) مرکب بنائی جس کے دونوں جز مثنیٰ بر فتح، ممیز (رجلا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا تمیز، ممیز اپنی تمیز سے ملکر مبتدا مرفوع محلا، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس گیارہ مرد ہیں۔

(زید) ترکیب معلوم مبتدا (اکثر) غیر منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم تفضیل، صیغہ

واحد نہ کر اس میں (ہو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح، راجع بسوئے مبتدا (من) حرف جار مبنی بر سکون (کاف) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر فتح۔ جار مجرور ملکر ظرف لغو (مالا) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظاً تمیز نسبت۔ یعنی نسبت (اکثر) بسوئے فاعل۔ اسم تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو اور تمیز نسبت سے ملکر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید تجھ سے مال میں زیادہ ہے۔

(ہل) حرف استفہام مبنی بر سکون (نُنبی) فعل مضارع معروف صحیح مجرور از ضمیر بارز مرفوع لفظاً، صیغہ واحد متکلم معظم۔ اس میں (نحن) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (کاف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول منصوب محلا مبنی بر ضم (م) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔

(با) حرف جار زائد مبنی بر کسر (الاخسرین) جمع مذکر سالم مجرور لفظاً بیائے ماقبل مکسور، منصوب معنی بنا بر مفعولیت اسم تفضیل، صیغہ جمع مذکر۔ اس میں (ہم) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف مقدر (الاشخاص) اور (اعمالا) جمع مکسر منصوب لفظاً تمیز نسبت۔ اسم تفضیل اپنے فاعل اور تمیز نسبت سے ملکر صفت الاشخاص جمع مکسر منصوب مجرور لفظاً منصوب معنی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ دوم۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: کیا ہم تمہیں بتا دیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کس کے ہیں۔

(عندی) بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا (ثابت) مقدر کا اور وہ بترکیب

معلوم خبر مقدم۔

(عشرون) مشابہ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم ممیز (درہما) مفرد منصوب

صحیح منصوب لفظاً تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے ملکر مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس بیس درہم ہیں۔

(عندی) بترکیب معلوم خبر مقدم (ملء) مفرد منصرف مرفوع لفظاً مضاف (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا یعنی برضم راجع بسوئے ظرف معبود مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر ممیز (عسلا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ ۱۹۸ تا ۲۰۲:

المصباح المنیر میں صفحہ ۱۳۳، ۱۳۴ پر اور مہر منیر صفحہ ۱۲۲، ۱۲۵ پر (مافی السماء قَدرُ رَاحۃ سحابا) میں (راحة) کو اسم تام بتوین قرار دیا ہے اور (سحابا) اسکی تمیز۔

اقول:

یہ غلط ہے۔ اسلئے کہ اسم تام بتوین مبہم ہوا کرتا ہے اور (راحة) میں کوئی ابہام نہیں اور جب ابہام نہیں تو سحابا کو اسکی تمیز قرار دینا بھی غلط ہوا۔ اس میں اسم تام (قادر) ہے جو اضافت بسوئے راحة سے تام ہوا۔ کمافی الرضی صفحہ ۱۹۹ اور (سحابا) اس سے تمیز ہے اور یہ مثال یہاں پر سہو کا تب سے لکھی گئی۔ مگر ان فاضلان دیوبند کو اتنی تمیز کہاں۔

پھر حماقت بر حماقت یہ کہ ترکیب میں (قدر راحة) کو ممیز قرار دیا اور (سحابا) کو اسکی تمیز پھر (زید اکثر منک مالا) میں (اکثر) کو ممیز قرار دیا اور (مالا) کو اس کی تمیز۔ یہ بھی غلط ہے کہ مالا تمیز نسبت ہے یعنی نسبت اکثر بسوئے فاعل سے تمیز ہے

کافی الرضی صفحہ ۲۰۲، پھر اس مثال کا ترجمہ یوں کیا (مال کے اعتبار سے زید مجھ سے بڑھا ہوا ہے) یعنی (منک) کا ترجمہ مجھ سے۔

پھر مثال مذکور میں (الاخسرین) کو تمیز اور (اعمالا) کو اسکی تمیز قرار دیا۔ یہ بھی غلط ہے کہ (اعمالا) اس کی تمیز نہیں بلکہ یہ بھی تمیز نسبت ہے۔ پھر بالاخرین کی باکو فعل مذکور سے متعلق قرار دے دیا۔ یہ بھی غلط ہے کہ یہ باء زائدہ ہے جو کسی سے متعلق نہیں ہوا کرتی۔ مگر ان فاضلان دیوبند کو اتنا شعور کہاں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

یازدہم اسمائے کنایہ از عدد و آن دو لفظ است گم و کذا گم بردو قسم است استفہامیہ و خبریہ گم استفہامیہ تمیز رکن نصب کند و کذا نیز چوں گم رَجُلًا عِنْدَكَ وَعِنْدِي كَذَا ذَرَاهِمًا و گم خبریہ تمیز را بجر کند و کذا نیز چوں گم مَالٍ اَنْفَقْتُ و گم دَارِ بَنِيَّتٍ و گاہے مِنْ جَارِ بر تمیز گم خبریہ آید چوں قَوْلُهُ تَعَالٰی گم مِّنْ مَّلِكٍ فِي السَّمٰوٰتِ ۔

گیارہویں قسم، عدد پر غیر واضح دلالت کرنے والے اسماء اور وہ دو لفظ ہیں کم اور کذا۔ کم دو قسم پر ہے۔ استفہامیہ اور خبریہ۔ کم استفہامیہ تمیز کو نصب کرتا ہے اور کذا بھی جیسے گم رَجُلًا عِنْدَكَ وَعِنْدِي كَذَا ذَرَاهِمًا اور کم خبریہ تمیز کو جر کرتا ہے جیسے گم مَالٍ اَنْفَقْتُ اور گم دَارِ بَنِيَّتٍ ۔ اور کبھی مِنْ جَارِ گم خبریہ کی تمیز پر آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا مقولہ: گم مِّنْ مَّلِكٍ فِي السَّمٰوٰتِ ۔

(کنایہ) مصدر ہے جس کے لغت اور اصطلاح میں ایک معنی ہیں۔ یعنی کسی معین چیز کو ایسے لفظ سے تعبیر کرنا جس کی دلالت اُس پر واضح نہ ہو۔ لیکن یہاں پر معنی مصدری مراد نہیں بلکہ وہ لفظ مراد ہے جس کی دلالت اُس معین چیز پر واضح نہ

ہو (کم) استفہامیہ اُس عدد کے لئے آتا ہے جو متکلم کے نزدیک مبہم ہو اور اس کے خیال میں مخاطب کو معلوم اور (کم) خبریہ، اُس عدد کے لئے جو مخاطب کے نزدیک مبہم ہوتا ہے اور متکلم کے نزدیک بسا اوقات معلوم۔

ترکیب:

(گم) استفہامیہ مبنی بر سکون مرفوع محلا ممیز (رجلا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا تمیز، ممیز اپنی تمیز سے ملکر مبتدا (عند) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مضاف (کاف) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلا مبنی بر فتح۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا (ثابت) مقدار کا (ثابت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا، اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: کتنے مرد تیرے پاس ہیں۔

(عند) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیرا۔ کسرۃ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثابت مقدار کا (ثابت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم (کذا) اسم کنایہ مرفوع محلا مبنی بر سکون ممیز (درہما) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا۔ ممیز اپنی تمیز سے ملکر مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس اتنے درہم ہیں۔

(کم) خبریہ مبنی بر سکون منصوب محلا متمیز مضاف (مال) مفرد منصرف صحیح
مجرور لفظا متمیز مضاف الیہ متمیز، مضاف اپنے متمیز مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ مقدم۔
(انفقت) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون، صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع
متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ
فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: کتنا مال خرچ کر دیا میں نے۔

(کم) خبریہ مبنی بر سکون منصوب محلا متمیز مضاف (دار) مفرد منصرف صحیح
مجرور لفظا مضاف الیہ متمیز، متمیز مضاف اپنے متمیز مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ مقدم۔
(بنیت) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم۔ اس میں (تا) ضمیر مرفوع
متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ
فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: کتنے گھر بنا ڈالے میں نے۔

وَكَمْ مِنْ مَّلِكٍ فِي السَّمَوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ
بَعْدَانٍ يَأْذَنُ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضَى. میں (کم) خبریہ مبنی بر سکون مرفوع
محلا متمیز (من) حرف جار زائد مبنی بر سکون (ملک) مفرد منصرف صحیح
مجرور لفظا موصوف (فی) حرف جار مبنی بر سکون (السَّمَوَاتِ) جمع مؤنث سالم
مجرور لفظا جار مجرور ظرف مستقر ہوا (ثابت) مقدار کا (ثابت) مفرد منصرف صحیح
مجرور لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل
مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے
ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر متمیز، متمیز اپنی متمیز سے ملکر مبتدا۔

(لا تغنی) میں (لا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (تُغْنِي) فعل مضارع معروف

مفرد معتل یا ئی مرفوع تقدیرا، صیغہ واحد مؤنث غائب (شفاعة) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مصدر مضاف (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور باعتبار محل قریب مرفوع باعتبار محل بعید بنا بر فاعلیت، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل (شیئا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول مطلق (الا) حرف استثناء مبنی بر سکون۔

(من) حرف جار مبنی بر سکون (بعد) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف (ان) ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون (یا اذن) فعل مضارع معروف صحیح مجرور از ضمیر بارز منصوب لفظا صیغہ واحد مذکر غائب (اسم جلال) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل (لام) حرف جار مبنی بر کسر۔

(من) اسم موصول حرفی مبنی بر سکون مجرور محلا (یشاء) فعل مضارع معروف صحیح مجرور از ضمائر بارز مرفوع لفظا صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم جلال (ها) ضمیر منصوب متصل مقدر مفعول بہ، منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم موصول، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (یرضی) فعل مضارع معروف مفرد معتل الفی مرفوع تقدیرا صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم جلال (عند) مقدر جس میں (عن) حرف جار مبنی بر سکون (ها) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم موصوف، جار مجرور ملکر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، (یشاء) معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ، موصول اسی اپنے صلہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو (یا اذن) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے ملکر بتاویل

مفرد ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف لغو (لا تغنی) فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: آسمانوں میں رہنے والے کثیر فرشتوں کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جب اللہ اجازت دیدے جس کے لئے چاہے اور پسند فرمائے۔

تنبیہ ۲۰۳ تا ۲۰۶:

المصباح المنیر میں صفحہ ۱۳۵ پر اور مہر منیر میں صفحہ ۱۲۶ پر (کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ) کا ترجمہ کیا ہے (تیرے پاس کتنے آدمی ہیں)۔

اقول:

یہ ترجمہ غلط ہے اس لئے کہ (رجلاً) کے معنی آدمی نہیں بلکہ اس کے معنی ہیں مرد، جس کا اطلاق بالغ پر ہوتا ہے بخلاف آدمی کہ بالغ اور نابالغ دونوں کو شامل ہے۔ پھر اول نے اسی صفحہ پر تحریر کیا کہ (لفظ گاہے سے اس طرف اشارہ کیا کہ استعمال اکثری تو یہ ہے کہ کم خبریہ کی تمیز منصوب ہو مگر کبھی حرف جار داخل ہونے سے مجرور ہو جاتی ہے)۔ یہ بھی غلط ہے اور نحو میر نہ سمجھنے پر مبنی۔ اس لئے کہ (کم) خبریہ کی تمیز تو کبھی منصوب نہیں ہوتی چہ جائیکہ اکثر۔ اور لفظ (گاہے) سے اس طرف اشارہ ہوا کہ (کم) خبریہ کی تمیز پر کبھی (من) حرف جار آتا ہے اور اکثر اوقات نہیں آتا۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے تو اس سے پہلے خود فرمایا ہے کہ (کم خبریہ تمیز را بجز کند) مگر ان فاضلان دیوبند کو اتنا سمجھنے کی بھی توفیق نہیں اور شرح لکھنے بیٹھ گئے۔ پھر دوم نے صفحہ مذکورہ پر تحریر کیا کہ (مصنف نے یہاں پر مذہب مشہور کی پیروی کرتے ہوئے صرف کم خبریہ کے ساتھ من کا استعمال بیان کیا ہے ورنہ ابن حاجب کا قول ہے کہ من جارہ کم استفہامیہ اور خبریہ دونوں پر آ سکتا ہے۔ دیکھو کافیہ۔ مگر امام

رضی شارح کافیہ نے کہا ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ کم استفہامیہ پر من آتا ہو اور نہ آج تک کسی کتاب میں میں نے دیکھا۔ البتہ علامہ زمخشری نے آیت:

سَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمْ آتَيْنَهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ میں لکھا ہے کہ یہاں کم استفہامیہ اور خبریہ دونوں طرح کا ہو سکتا ہے۔

اقول:

بچند وجوہ یہ بھی غلط ہے۔ اولاً اسلئے کہ یہاں پر خود کم استفہامیہ اور خبریہ پر من کے دخول میں کلام نہیں۔ حتیٰ کہ علامہ ابن حاجب علیہ الرحمۃ کا قول مذکور یہاں پر نقل کرنا درست ہو۔

ثانیاً اس لئے کہ قول مذکور کی نسبت شارح رضی کی جانب افتراء خالص ہے۔ شارح رضی نے ہرگز نہیں کہا کہ (مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ کم استفہامیہ پر من آتا ہو اور نہ آج تک کسی کتاب میں میں نے دیکھا) کیونکہ انہوں نے اپنی شرح میں صفحہ ۹۲ پر خود تصریح کی ہے کہ کم استفہامیہ اور خبریہ دونوں پر عامل رفع، عامل نصب، عامل جر آتا ہے اور عامل جر حرف جار بھی ہے اور حرف جار میں من بھی داخل۔ آپ کو مثال نہ ملتی ہو تو ہم سے سنئے۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا (مِنْ كَمْ مَجْلِسٍ أَخْرَجَتْ) تم کتنی مجلسوں سے نکالے گئے۔ تو اس میں کم استفہامیہ ہے اور اس پر من داخل بلکہ کلام (کم) استفہامیہ اور خبریہ کی تمیز پر من کے دخول میں ہے اور علامہ ابن حاجب علیہ الرحمۃ دونوں اثبات فرمایا۔

شارح رضی نے (کم) استفہامیہ کی تمیز کے بارے میں کہا کہ مجھے اس کی تمیز پر من کا دخول نہ نثر میں دستیاب ہوا نہ نظم میں، نہ کتب نحو میں سے کسی کتاب نے اس کے جواز پر دلالت کی۔

ثالثاً اس لئے (البتہ زمخشری نے الخ) کو شارح رضی کا مقولہ قرار دینا صحیح

نہیں جیسے کہ عبارت اس پر صراحۃً دلالت کرتی ہے۔ یہ مقولہ تو شرح جامی میں عارف جامی قدس سرہ السامی کا ہے جو شارح رضی پر رد کرتے ہوئے فرمایا کہ تم کہتے ہو (کم استفہامیہ کی تمیز پر من کا دخول مجھے نہ نثر میں دستیاب ہوا نہ نظم میں، حالانکہ زمخشری نے آیت مذکورہ میں (کم) کا استفہامیہ ہونا جائز قرار دیا ہے اور اس کی تمیز پر (من) داخل ہے تو نثر میں۔ (کم استفہامیہ) کی تمیز پر من کا دخول موجود ہے اور زمخشری کی کتاب نے بھی جواز کی تصریح کر دی۔

بلکہ عارف جامی قدس سرہ السامی سے پہلے زمخشری کا قول مذکور نقل کر کے سید شریف قدس سرہ اللطیف نے حواشی شرح رضی میں یہ بھی فرمایا کہ علامہ تفتازانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا کہ آیت مذکورہ میں بقرینہ (سَل) یہ کم استفہامیہ ہے نہ خبریہ، جب ثابت ہوا کہ زمخشری کا قول مذکور شارح رضی کے رد میں ذکر کیا گیا ہے تو اس کو شارح رضی کی طرف منسوب کرنا بے عقلی نہیں تو اور کیا ہے۔ مگر ان فاضلان دیوبند سے بے عقلی کی باتیں بعید نہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است



قسم دوم

در عوائل معنوی بدانکہ عوائل معنوی بر دو قسم ست اول ابتداء یعنی خلوا اسم از عوائل لفظی کہ مبتداء و خبر را بر رفع کند چون زَيْدٌ قَائِمٌ و اینجا گویند کہ زَيْدٌ مبتداء ست مرفوع بابتداء وَقَائِمٌ خبر مبتداء ست مرفوع بابتداء و اینجا دو مذہب دیگر است یکی آنکہ ابتداء عامل است در مبتداء و مبتداء در خبر دیگر آنکہ ہر یکی از مبتداء و خبر عاملست در دیگر دوم خلو فعل مضارع از ناصب و جازم فعل مضارع را بر رفع کند۔

چون يَضْرِبُ زَيْدٌ اِيْخَا يَضْرِبُ مرفوعست زیرا کہ خالی است از ناصب و جازم تمام شد عوائل نحو تَوْفِيْقِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَعَوْنِهٖ۔

دوسری قسم عوائل معنوی کے بیان میں۔ جان لو کہ عوائل معنوی دو قسم پر ہیں۔ پہلی قسم ابتدا یعنی اسم کا لفظی عوائل سے خالی ہونا جو مبتداء اور خبر کو رفع کرتا ہے جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ۔ اور اسکی ترکیب میں کہتے ہیں کہ زید مبتداء ہے، ابتدا کے سبب مرفوع اور قائم مبتداء کی خبر ہے ابتدا کے سبب مرفوع۔ اور اس کی ترکیب میں دو مذہب اور ہیں۔ ایک یہ کہ ابتدا عامل ہے مبتداء میں اور مبتداء خبر میں۔ اور دوسرا یہ کہ مبتداء و خبر میں سے ہر ایک دوسرے میں عامل ہے۔

دوسری قسم فعل مضارع کا خالی ہونا ناصب اور جازم سے، فعل مضارع کو رفع کرتا ہے جیسے يَضْرِبُ زَيْدٌ، اس ترکیب میں يَضْرِبُ مرفوع ہے کیونکہ خالی ہے ناصب اور جازم سے۔ تمام ہوئے نحو کے عوائل، اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے۔

سوال: عامل معنوی اور عامل لفظ کس عامل کو کہتے ہیں؟

جواب: لفظی عامل اس کو کہتے ہیں جس کا زبان سے تلفظ کر سکیں اور اگر اس کا تلفظ نہ ہو سکے تو اس پر دلالت کرنے والے کا تلفظ کر سکیں جیسے (أَنَّ) ناصبہ عامل لفظی ہے کہ

بعض صورتوں میں اُس کا تلفظ کرتے ہیں۔ جب کہ یہ مذکور ہوا اور بعض صورتوں میں اس کا تلفظ نہیں ہوتا جبکہ یہ (حتی) وغیرہ کے بعد مقدر ہو لیکن حتی وغیرہ کا تلفظ ہوتا ہے جو اس پر دلالت کرتے ہیں۔ لہذا یہ عامل لفظی ہوا اور جو عامل ایسا نہ ہو اس کو معنوی عامل کہتے ہیں جیسے ابتدا۔ یعنی اسم فاعل کا عامل لفظی سے خالی ہونا جو مبتدا اور خبر کو رفع کرتا ہے تو یہ خالی ہونا ملفوظ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح فعل مضارع کا ناصب اور جازم سے خالی ہونا ملفوظ نہیں اور یہ ناصب و جازم سے خالی ہونا فعل مضارع کو رفع کرتا ہے۔
نحو یوں کے نزدیک عامل معنوی یہی دو ہیں، باقی لفظی۔

ترکیب:

(زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا (قائم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا، اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔

(یضرب) فعل مضارع معروف صحیح مجرور از ضمیر بارز مرفوع لفظا، صیغہ واحد مذکر غائب (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید مارتا ہے یا مارے گا۔

(تمام) خبر مقدم (شد) فعل ماضی مطلق معروف صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ناقص (عوامل) مضاف (نحو) مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر اسم۔

(با) حرف جار مبنی بر کسر (توفیق) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مصدر مضاف (اسم

جلالت) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مرفوع محلاً بنا بر فاعلیت ذوالحال (تعالیٰ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر، صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلاً۔ ذوالحال اپنے حال سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف علیہ۔

(و) حرف عطف مبنی بر فتح (عون) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مصدر مضاف (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور باعتبار محل قریب، مرفوع باعتبار محل بعید، بنا بر فاعلیت، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل ناقص اپنے اسم خبر اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔



خاتمہ

خاتمہ در فوائد متفرقہ کہ دانستن آن واجبست و آن سه فصل ست فصل اول در توابع بدانکہ تابع لفظی است کہ دومی از لفظ سابق باشد با عراب سابق از یک جهت و لفظ سابق را متبوع گویند و حکم تابع آنست کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد و تابع پنج نوع است اول صفت و او تابعیست کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد چون جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ عَالِمٌ یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد چون جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ یا أَبُوهُ مثلاً قسم اول در وہ چیز موافق متبوع باشد در تعریف و تنکیر و تذکیر و تانیث و افراد و ثنیه و جمع و رفع و نصب و جر۔

چون عِنْدِي رَجُلٌ عَالِمٌ وَ رَجُلَانِ عَالِمَانِ وَ رَجَالٌ عَالِمُونَ وَ امْرَأَةٌ عَالِمَةٌ وَ امْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ وَ نِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ اما قسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز تعریف و تنکیر و رفع و نصب و جر چون جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوهُ بدانکہ نکرہ را بجملہ خبریہ صفت تو اں کرد چون جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ عَالِمٌ وَ در جملہ ضمیری عائد بکرہ لازم باشد۔

خاتمہ متفرق فوائد کے بیان میں جن کا جاننا واجب ہے اور وہ تین فصل پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل توابع کے بیان میں۔ جان لو کہ تابع وہ لفظ ہے جو پہلے لفظ سے دوسرے مرتبہ میں ہو، پہلے لفظ کے اعتبار کے ساتھ ایک جہت سے۔ اور پہلے لفظ کو متبوع کہتے ہیں۔ اور تابع کا حکم یہ ہے کہ ہمیشہ اعراب میں متبوع کی طرح ہوتا ہے۔ اور تابع پانچ قسم پر ہے، پہلی قسم صفت اور وہ ایسا تابع ہے جو دلالت کرے ایسے معنی پر کہ وہ متبوع میں ہوں جیسے جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ عَالِمٌ یا ایسے معنی پر جو متبوع کے متعلق میں ہوں جیسے جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ یا أَبُوهُ۔ مثلاً پہلی صفت دس

چیزوں میں متبوع کی طرح ہوتی ہے، معرفہ اور نکرہ ہونے میں اور مذکر اور مؤنث ہونے میں اور مفرد وثنیٰ و مجموع ہونے میں اور مرفوع و منصوب و مجرور ہونے میں جیسے
عِنْدِي رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرَجَالٌ عَالِمُونَ
وَأَمْرَأَةٌ عَالِمَةٌ وَأَمْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ وَنِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ۔

لیکن دوسری قسم متبوع کی طرح صرف پانچ چیزوں میں ہوتی ہے، معرفہ اور نکرہ ہونے میں اور مرفوع و منصوب اور مجرور ہونے جیسے جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوهُ۔

جان لو کہ نکرہ کو جملہ خبریہ کے ساتھ موصوف کیا جاسکتا ہے جیسے جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ أَبُوهُ عَالِمٌ اور جملہ میں نکرہ کی طرف راجع ہونے والی ضمیر لازم ہوتی ہے۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ پہلی صفت دس چیزوں میں موصوف کی طرح ہوتی ہے اور اس کی مثال یہ پیش فرمائی (عِنْدِي رَجُلٌ عَالِمٌ) اس میں رجل موصوف ہے اور عالم صفت، لیکن دونوں میں دس چیزوں میں مطابقت نہیں۔

جواب: یہ مراد نہیں کہ ہر ترکیب میں یہ دسوں پائی جائیں گی بلکہ مراد یہ ہے کہ صفت اپنے موصوف کے ساتھ موافقت انہیں دس میں ضروری ہے نہ ان کے غیر میں۔ لیکن ان دس میں بعض ایک دوسرے کے مخالف ہیں تو ہر ترکیب میں ان میں سے ایک ہی ہوگا جیسے تعریف و تنکیر ہر ایک دوسرے کے مخالف ہے تو ان میں سے ہر ترکیب میں ایک ہی ہوگا۔ اسی طرح تذکیر و تانیث ایک دوسرے کے مخالف ہیں تو ہر ترکیب میں ان میں سے ایک ہی ہوگا۔ اسی طرح افراد و ثثنیہ و جمع، ہر ایک دوسرے کے مخالف ہے تو ہر ترکیب میں ان میں سے ایک ہی ہوگا۔ اسی طرح رفع و نصب و جر ہر ایک دوسری کے مخالف ہیں، ان میں سے ایک ہی ہوگا۔ اسی طرح رفع و نصب و جر ہر ایک دوسرے کے مخالف ہے تو ہر ترکیب میں ان میں سے ایک ہی ہوگا۔

نظر برآں ہر ترکیب میں ان میں سے چار پائے جائیں گے۔ چنانچہ

ترکیب مذکور میں چار پائے جارہے ہیں (رجل) موصوف نکرہ (عالم) صفت بھی نکرہ۔ موصوف مذکر ہے، صفت بھی مذکر، موصوف مفرد، صفت بھی مفرد، موصوف مرفوع ہے، صفت بھی مرفوع۔ ان دس کے علاوہ کسی اور چیز میں موافقت ضروری نہیں مثلاً یہ ضروری نہیں کہ موصوف مثنی ہو تو صفت بھی مثنی یا موصوف معرب ہو تو صفت بھی معرب یا موصوف غیر منصرف تو صفت بھی غیر منصرف یا موصوف منصرف ہو تو صفت بھی منصرف۔ اسی طرح دوسری صفت کی موافقت مذکورہ پانچ میں ضروری ہے نہ ان کے غیر میں۔

لیکن ہر ترکیب میں ان میں سے دو ہی پائیں جائیں گی۔ تعریف و تنکیر میں سے ایک اور رفع و نصب و جر میں سے ایک۔ چنانچہ مصنف علیہ الرحمۃ کی پیش کردہ دونوں صفت کی مثالوں میں یہ بات پائی جاتی ہے۔

ترکیب:

(جاء) فعل ماضی معروف مثنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مثنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مثنی بر سکون (رجل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا موصوف (عالم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، مرفوع محلا مثنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس ایک علم والا مرد آیا۔

یہ پہلی صفت کی مثال ہے جو موصوف کے ساتھ تنکیر، افراد، تذکیر، رفع میں موافق ہے۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (رجل) بترکیب معلوم موصوف (حسن) مفرد منصرف

صحیح مرفوع لفظا صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر (غلام) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (۵) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا بنی برضم راجع بسوئے موصوف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس ایک حسین غلام والا مرد آیا۔

یہ دوسری صفت کی مثال ہے جو پانچ مذکورہ چیزوں میں موصوف کے موافق ہے جن میں دو پائی جا رہی ہیں تنکیر اور رفع۔

یا غلامۃ کی جگہ اَبُوہ رکھ دیں تو (ابوہ) بترکیب معلوم (حسن) صفت مشبہ کا فاعل ہو جائے گا۔ اب یہ دو مثالیں ہو جائیں گی۔ اول میں صفت مشبہ کا فاعل مفرد منصرف صحیح ہے اور دوم میں اسمائے ستہ مکمرہ سے (عند) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیرا، کسرۃ موجودہ حرکت مناسبت۔

(یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا بنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا (ثابت) مقدر کا۔ (ثابت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا بنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر۔

اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم۔ (رجل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا موصوف (عالم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا بنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس ایک دانا مرد ہے۔

(رجلان عالمان) بتقدیر (عندی) کما مرندی بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا (ثابتان) مقدر کا (ثابتان) ثنی مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر اس میں (ہما) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر (میم) حرف عما مبنی بر فتح۔

(الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر خبر مقدم (رجلان) ثنی مرفوع بالف موصوف (عالمان) ثنی مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر اس میں (ہما) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دو دانا مرد ہیں۔

(عندی) بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا (ثابتون) مقدر کا (ثابتون) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم، اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (ہم) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر۔

(میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم (رجال) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظا موصوف (عالمون) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (ہم) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دانا مرد ہیں۔

(عندی) بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا۔ (ثابتہ) مقدر کا (ثابتہ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ اسم فاعل صیغہ واحد مؤنث، اس میں (ہی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم۔

(امراة) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ موصوف (عالمة) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ اسم فاعل، صیغہ واحد مؤنث اس میں (ہی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس ایک دانا عورت ہے۔

(عندی) بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا (ثابتان) مقدر کا (ثابتان) ثنی مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ ثنیہ مؤنث اس میں (ہما) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر (میس) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت ثنیہ مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر خبر مقدم (امراتان) ثنی مرفوع بالف موصوف (عالمتان) ثنی مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ ثنیہ مؤنث اس میں (ہما) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دو دانا عورتیں ہیں۔

(عندی) بترکیب بترکیب مفعول فیہ ہوا (ثابتات) مقدر کا (ثابتات) جمع
مَوْنُثِ سالم مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا بئنی برضم راجع بسوئے مبتدائے
مَوْخِر (نون) مشدو علامت جمع مَوْنُثِ مئی برفتح، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ
سے ملکر خبر مقدم (نسوة) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظا موصوف (عالمات) جمع
مَوْنُثِ سالم مرفوع لفظا اسم فاعل، صیغہ جمع مَوْنُثِ اس میں (هُنَّ) پوشیدہ جس میں
(ها) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا بئنی برضم راجع بسوئے موصوف۔

(نون) مشدو علامت جمع مَوْنُثِ مئی برفتح، اسم فاعل اپنے فاعل سے
ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدائے مَوْخِر، مبتدائے مَوْخِر اپنی خبر مقدم
سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دانا عورتیں ہیں۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (رجل) بترکیب معلوم موصوف (عالم) مفرد منصرف صحیح
مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر (ابو) اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواو مضاف
(ه) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا بئنی برضم راجع بسوئے موصوف، مضاف اپنے
مضاف الیہ سے ملکر فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت
سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دانا باپ والا مرد آیا۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (رجل) بترکیب معلوم موصوف (ابو) بترکیب
معلوم مضاف (ه) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا بئنی برضم راجع بسوئے
موصوف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا (عالم) مفرد منصرف صحیح مرفوع
لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع
محلا بئنی برفتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے

ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت مرفوع محلا، موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس ایک مرد آیا جس کا باپ دانا تھا۔

تنبیہ ۲۰۷ تا ۲۱۱:

المصباح المنیر میں صفحہ ۳۸ پر اور مہر منیر میں صفحہ ۲۹ پر (جاء نی رجل عالم) کا ترجمہ کیا ہے (میرے پاس ایک عالم آدمی آیا)۔

اقول:

یہ غلط ہے کیونکہ رجل کا ترجمہ آدمی نہیں بلکہ مرد ہے کما مر۔ پھر انہی صفحات پر دونوں نے (جاء نی رجل حسن غلامہ) کا ترجمہ کیا ہے (میرے پاس ایک شخص آیا جس کا غلام خوبصورت ہے) یہ بدوجہ غلط ہے۔ اولاً اس لئے کہ (رجل) کا ترجمہ (شخص) نہیں۔ ثانیاً اس لئے کہ حسن صفت مشبہ کی اسناد پر اپنے فاعل کی جانب ناقص ہوتی ہے نہ تام۔ اور لفظ ہے اسناد تام کا ترجمہ نہ ناقص کا، کما سبق فی اول الكتاب۔

پھر اول نے صفحہ ۳۹ پر اور دوم نے صفحہ ۳۱ پر (جاء نی رجل عالم اسوہ) کا ترجمہ کیا ہے (میرے پاس وہ مرد آیا جس کا باپ عالم ہے) یہ بیک وجہ غلط ہے کہ (عالم) اسم فاعل کی اسناد بھی اپنے فاعل کی طرف ناقص ہوتی ہے۔ تو اس اسناد کا ترجمہ بھی (ہے) نہیں ہو سکتا ہے۔ البتہ فحوائے

گاہ باشد کہ کودک نادان

بغلط بر ہدف زند تیر

اس مثال میں (رجل) کا ترجمہ دونوں صاحبان صحیح کر گئے ہیں۔

ناظرین! ہمارا یہ کہنا کہ غلط سے صحیح ترجمہ کر گزرے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ

اس کے بعد کی مثال (جاء نی رجل ابوہ عالم) کا ترجمہ دوم نے یہ کیا ہے (میرے پاس ایک شخص آیا جس کا باپ عالم ہے) اور گزشتہ مثالوں میں دونوں صاحبان نے (رجل) کا ترجمہ (شخص) اور (آدمی) کیا ہے، پھر دونوں نے اس مثال کی ترکیب میں (ابوہ) مقدم کو (عالم) مؤخر کا فاعل قرار دیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

دوم تاکید و اوتا بعیت کہ حال متبوع را مقرر گرداند و نسبت یاد ر شمول تا سامع را شک نماید و تاکید بر دو قسم است لفظی و معنوی تاکید لفظی بتکرار لفظ است چوں زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ وَضَرَبَ زَيْدٌ وَانْ زَيْدٌ اقَائِمٌ و تاکید معنوی بہشت لفظ است نَفْسٌ وَعَيْنٌ كَلَاوِ كَلْتَاوِ كُلٌّ وَاجْمَعُ وَابْتَعُ وَابْصَعُ چوں جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ نَفْسُهُ وَجَاءَ نَبِيُّ الزَّيْدَانِ اَنْفُسُهُمَا وَجَاءَ نَبِيُّ الزَّيْدُونَ اَنْفُسُهُمْ وَعَيْنٌ رَابِعِينَ قِيَّاسُ كُنْ وَجَاءَ نَبِيُّ الزَّيْدَانِ كِلَاهُمَا وَالْهِنْدَانِ كِلْتَاهُمَا وَكَلَاوِ كَلْتَا خَاصِدٌ مَثْنًى وَجَاءَ نَبِيُّ الْقَوْمِ كُلُّهُمْ اَجْمَعُونَ وَابْتَعُونَ وَابْصَعُونَ بِدَانِكُ اَكْتَعُ وَابْتَعُ وَابْصَعُ اَتَا عِنْدَهُ اَجْمَعُ بِلْسِ بَدُونَ اَجْمَعُ و مقدم بر اجمع نباشد۔

دوسری قسم تاکید اور وہ ایسا تابع ہے جو متبوع کے حال کو پختہ کر دے نسبت میں یا شمول میں تاکہ سامع کو شک نہ رہے اور تاکید دو قسم پر ہے لفظی اور معنوی۔

تاکید لفظی لفظ کو دوبارہ ذکر کرنے سے ہوتی ہے جیسے زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ وَضَرَبَ زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ اِنْ زَيْدٌ اقَائِمٌ۔ اور تاکید معنوی آٹھ لفظ سے ہوتی ہے نَفْسٌ وَعَيْنٌ كَلَاوِ كَلْتَاوِ كُلٌّ وَاجْمَعُ وَابْتَعُ وَابْصَعُ جیسے جَاءَ نَبِيٌّ

زَيْدٌ نَفْسُهُ وَجَاءَ نَبِيُّ الزَّيْدَانِ أَنْفُسُهُمَا وَجَاءَ نَبِيُّ الزَّيْدُونَ أَنْفُسُهُمْ
وَعَيْنُ كَوَاسٍ بِرَقِيَّاسٍ كَرَلُوا وَجَاءَ نَبِيُّ الزَّيْدَانِ كِلَاهُمَا وَالْهِنْدَانِ
كِلْتَاهُمَا وَكَلَاوِ كِلْتَا خَاصٍ هِيَ ثَنِيَّ كَيْ سَاتِهَ وَجَاءَ نَبِيُّ الْقَوْمِ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ
وَ اكْتَعُونَ وَ ابْتَعُونَ وَ ابْصَعُونَ جَانِ لَوْ كَ اكْتَعُ وَ ابْتَعُ وَ ابْصَعُ تَالِجٍ هِيَ أَجْمَعُ
كے۔ پس بغیر اجمع کے اور مقدم اجمع پر نہیں ہوتے۔

سوال: تاکید متبوع کے حال کو نسبت میں پختہ کرتی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟
جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ تاکید متبوع کے منسوب الیہ ہونے کو پختہ کرتی ہے
جیسے زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ۔ میں (زید) اول منسوب الیہ ہے۔ (زید) ثانی نے اس کے
منسوب الیہ ہونے کو سننے والے کے نزدیک پختہ کر دیا یا اس معنی کہ زید ثانی نے یہ
بتایا کہ قائم مذکور کا منسوب الیہ زید ہی ہے کوئی اور نہیں یا متبوع کے منسوب ہونے
کو پختہ کرتی ہے جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ قَائِمٌ میں (قائم) اول منسوب ہے (قائم) ثانی
نیاس کے منسوب ہونے کو سننے والے کے نزدیک پختہ کر دیا یا اس معنی کہ (قائم) ثانی
نے بتایا کہ (زید) مذکور کا منسوب (قائم) ہی ہے کوئی اور نہیں۔

سوال: شمول میں پختہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟
جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ متبوع اگر اقرار والا ہے تو تاکید سے متبوع کے تمام
افراد کو شامل ہونے کی پختگی حاصل ہوتی ہے جیسے الْإِنْسَانُ كُلُّهُ حَيَوَانٌ
میں (الانسان) تمام افراد کو شامل ہے۔ لفظ (کل) نے اس شمول کی پختگی کر دی
اور اگر متبوع اجزاء والا ہے تو متبوع کے تمام اجزاء کو شامل ہونے کی پختگی حاصل ہوتی
ہے جیسے جَاءَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ میں (القوم) کل اجزاء کو شامل ہے لفظ (کل) نے اس
شمول کو پختہ کر دیا۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ نے تاکید کی تعریف کے بعد فرمایا (و تاکید برد قسم

است) اور چاہیے یہ تھا کہ یوں فرماتے (واو) بردو قسم است) یعنی بجائے لفظ (تاکید) ضمیر (او) لاتے۔

کیونکہ تاکید کا پہلے ذکر آچکا اور جب کسی چیز کو ایک مرتبہ ذکر کرنے کے بعد دوبارہ ذکر کیا جاتا ہے تو اس کو بنظر تخفیف ضمیر سے ذکر کیا کرتے ہیں تو بجائے ضمیر (او) لفظ (تاکید) ذکر کرنے میں کیا نکتہ ہے؟

جواب: بجائے ضمیر لفظ (تاکید) ذکر کرنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ تاکید جس کو دو قسم پر بتایا جا رہا ہے وہ نہیں ہے جو پہلے مذکور ہو چکی کہ وہ تو اصلاً حاصف اسم ہوتی ہے جو نسبت یا شمول کی پختگی پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہ اسم، فعل، حرف سب کو شامل ہے۔ اسی واسطے آئندہ تینوں کی مثالیں بیان فرمائی ہیں اور اگر (واو بردو قسم است) فرماتی تو اس ضمیر مرجع تاکید مذکور ہوتی ہو نسبت یا شمول کی پختگی پر دلالت کرتی ہے۔

اس تقدیر پر (اِنَّ اِنَّ زَيْدًا قَاتِلٌ) کا ذکر کرنا درست نہ ہوتا کہ (اِنَّ) ثانی نہ نسبت کی پختگی پر دلالت کرتا ہے نہ شمول کی پختگی پر کیونکہ (اِنَّ) اول نہ منسوب الیہ ہے نہ منسوب۔ حتی کہ (اِنَّ) ثانی اس کے منسوب الیہ یا منسوب ہونے کی پختگی پر دلالت کرے نہ (اِنَّ) اول کے افراد ہیں نہ اجزا جیسے (انسان) اور (قوم) کے ہوتے ہیں۔ حتی کہ (اِنَّ) ثانی شمول افراد یا شمول اجزا کی پختگی پر دلالت کرے۔ پس لازم آتا ہے کہ تاکید کی تعریف مذکور جامع نہ ہو۔ اسی واسطے (واو بردو قسم است) نہ فرمایا۔ ہذا ما یحظر بالبال واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

سوال: تاکید کو لفظی اور معنوی کہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: لفظی منسوب ہے لفظ کی طرف۔ یعنی لفظ والی چونکہ یہ تکرار لفظ سے حاصل ہوتی ہے، اسلئے لفظی کہتے ہیں اور معنوی منسوب ہے معنی کی طرف یعنی معنی والی چونکہ

یہ بملاحظہ معنی حاصل ہوتی ہے اس لئے معنوی کہتے ہیں۔
ترکیب:

(زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا (زید) ثانی تاکید قائم
مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل
پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے
ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید زید کھڑا ہے۔

(ضرب) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (ضرب) ثانی
تاکید (زید) بترکیب معلوم فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: مارا مارا زید نے۔

(ان) حرف مشبہ بالفعل مبنی بر فتح (ان) ثانی تاکید (زید) مفرد منصرف صحیح
منصوب لفظا اسم (قائم) بترکیب معلوم خبر (ان) اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ
ہوا۔

ترجمہ: بیشک بیشک زید کھڑا ہے۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (زید) بترکیب معلوم مؤکد (نفس) مفرد منصرف
صحیح مرفوع لفظا مضاف (ہ) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم، راجع
بسوئے مؤکد، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تاکید، مؤکد تاکید سے ملکر فاعل، فعل
اپ نے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس خود زید آیا۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (الزیدان) ثنی مرفوع بالف مؤکد (انفس) جمع
مکسر منصرف مرفوع لفظا مضاف (ہما) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم

راجع بسوئے موکد۔

(میم) حرف عماوینی برفتح (الف) علامت تشنیہی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تاکید، موکد تاکید سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دونوں زید آئے۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (الزیدون) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ما قبل مضموم موکد (انفس) بترکیب معلوم مضاف (هم) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا یعنی بر ضم راجع بسوئے موکد (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تاکید، موکد اپنی تاکید سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس سب زید خود آئے۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (الزیدان) بترکیب معلوم موکد (کلا) مرفوع بالف مضاف (هما) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا یعنی بر ضم راجع بسوئے موکد (میم) حرف عماوینی برفتح (الف) علامت تشنیہی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دونوں زید آئے۔

(جاء نی) مقدر بترکیب معلوم (هندان) ثنی مرفوع بالف موکد (کلتا) مرفوع بالف مضاف (هما) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا یعنی بر ضم راجع بسوئے موکد (میم) حرف عماوینی برفتح (الف) علامت تشنیہی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تاکید، موکد اپنی تاکید سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دونوں ہند آئیں۔

(جاء نی) (بترکیب معلوم) (القوم) مفرد منصرف صحیح مرفوع
 لفظا موکد (کل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (ہم) میں (ہا) ضمیر مجرور متصل
 مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے موکد (میس) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون
 مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تاکید اول (اجمعون) جمع مذکر سالم مرفوع
 بواو ماقبل مضموم معطوف علیہ، (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (اکتبعون) جمع مذکر سالم
 مرفوع بواو ماقبل مضموم معطوف (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (ابتعون) جمع مذکر سالم
 مرفوع بواو ماقبل مضموم معطوف (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (ابصعون) جمع
 مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم معطوف (اجمعون) معطوف علیہ اپنے معطوفات
 سے ملکر تاکید دوم، موکد اپنی دونوں تاکید سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ
 سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس کل سب کی سب ساری قوم آئی۔

تنبیہ ۲۱۲ تا ۲۱۳:

المصباح المنیر صفحہ ۱۴۲ میں (جاء تنی الہندان کلتاہما) کا ترجمہ

کیا ہے (دونوں ہند میرے پاس آئیں)۔

اقول:

یہ بدو وجہ غلط ہے۔ اولاً اس لئے کہ (ہندان) تنبیہ (ہند) کا ہے نہ

(ہندہ) کا۔ کافیہ میں (فہند منصرف) اسی ہند کا تنبیہ ہے (ہندان) تو ترجمہ میں

(ہندہ) کہنا غلط ہوا۔ ثانیاً اس لئے کہ دو کے لئے (آئی) کہنا درست نہیں بلکہ

(آئیں) کہا جائے گا۔

ان فاضل دیوبند کی اُردو بھی صحیح نہیں۔ اگر کافیہ یاد ہوتا اور اردو باقاعدہ

پڑھی ہوتی تو ایسے اغلاط میں آلودہ نہ ہوتے۔ سچ ہے کہ
 بہ ہی مکتب و ہی ملا
 حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

سوم بدل واو تابعیست کہ مقصود بہ نسبت او باشد و بدل بر چہار قسم است بدل
 الکل و بدل الاشتمال و بدل الغلط و بدل البعض بدل الکل آنست کہ مدلولش مدلول
 مبدل منہ باشد چوں جَاءَ نَبِیْ زَيْدًا خَوْكَ و بدل البعض آنست کہ مدلولش
 جز و مبدل منہ باشد چوں ضَرَبَ زَيْدٌ رَأْسَهُ و بدل الاشتمال آنست کہ مدلولش متعلق
 بمبدل منہ باشد چوں سَلِبَ زَيْدٌ ثَوْبَهُ و بدل الغلط آنست کہ بعد از غلط بلفظی
 دیگر یاد کنند چوں مَرَزْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ.

تیسری قسم بدل، اور وہ ایسا تابع ہے جو مقصود بہ نسبت ہو۔ اور بدل چار قسم
 پر ہے۔ بدل الکل و بدل الاشتمال و بدل الغلط و بدل البعض۔ بدل الکل وہ اسم تابع
 ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو جیسے جَاءَ نَبِیْ زَيْدًا خَوْكَ۔ اور بدل البعض
 وہ اسم تابع ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا جزء ہو جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ رَأْسَهُ۔ اور بدل
 الاشتمال ایسا اسم تابع ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا متعلق ہو جیسے سَلِبَ زَيْدٌ ثَوْبَهُ
 اور بدل الغلط ایسا اسم تابع ہے جس کو غلطی کے بعد دوسرے لفظ سے ذکر کریں جیسے
 مَرَزْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ.

ترکیب:

(جاء نی) بترکیب معلوم (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبدل
 منہ (اخو) اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواو مضاف (کاف) ضمیر مجرور متصل
 مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر بدل الکل، مبدل منہ

اپنے بدل الکل سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میرے پاس زید تیرا بھائی آیا۔

(ضرب) فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبدل منہ (رأس) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف۔

(ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبدل منہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل البعض سے ملکر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: پیٹا گیا زید اس کا سر۔

(سلب) فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبدل منہ

(ثوب) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبدل منہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر بدل الاشتمال، مبدل منہ اپنے بدل الاشتمال سے ملکر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: کھینچا گیا زید اس کا کپڑا۔

(مردت) بترکیب معلوم (با) حرف جار مبنی بر کسر (رجل) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مبدل منہ (حمار) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا بدل الغلط مبدل منہ اپنے بدل الغلط سے ملکر مجرور، جار مجرور ظرف لغو، فعل اپنے اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں ایک مرد کے پاس سے گذرا (بلکہ) گدھے کے پاس سے۔

تنبیہ ۲۱۴:

المصباح المنیر صفحہ ۱۴۴ میں اور مہر منیر صفحہ ۱۳۵ میں (مررت برجل حمار میں واقع (رجل) کا ترجمہ (شخص) اور (آدمی) کے ساتھ کیا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے بلکہ اس کا ترجمہ (مرد) کما سلف۔ سچ ہے کہ
بہ ہی مکتب و ہی ملا
حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

چہارم عطف بحرف واو تابعیت کہ مقصود باشد بہ نسبت بامتبوعش
بعد از حرف عطف چوں جَاءَ نِسْ زَيْدٌ وَعَمْرٌ و حروف عطف وہ است در فصل سوم
یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ و اور اعطف نق نیز گویند۔

چوتھی قسم معطوف بحرف اور وہ ایسا اسم تابع ہے جو اپنے متبوع کے ساتھ
حرف عطف کے بعد نسبت سے مقصود ہو جیسے جَاءَ نِسْ زَيْدٌ وَعَمْرٌ و۔ اور حرف
عطف دس ہیں، تیسری فصل میں ذکر کریں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اور اس
کو عطف نق بھی کہتے ہیں۔

(عطف بحرف) میں (عطف) مصدر بمعنی (معطوف) اسم مفعول
ہے۔ کیونکہ اس کے بعد مصنف علیہ الرحمۃ نے جو تعریف بیان فرمائی ہے یعنی
(واو تابعیت الخ) وہ معطوف بحرف کی ہے نہ (عطف بحرف) معنی مصدری کی
نظر بر آں تابع مذکور کا اسم نام ہو (عطف بحرف)۔

پھر مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تابع مذکور (عطف نق) بھی کہتے
ہیں۔ اس میں بھی (عطف) بمعنی (معطوف) ہے اور (نق) بمعنی منسوق۔ یعنی

مرتب، اور یہ مرکب توصیفی ہے۔ اب معنی یہ ہوئے معطوف مرتب اور مرتب وہ چیز جو اپنے رتبہ پر رکھی گئی ہو اور اس معطوف کا اپنے رتبہ پر ہونا بایں معنی کہ اپنے متبوع سے مؤخر ہوتا ہے کیونکہ تابع کا رتبہ متبوع سے متاخر ہے۔ بایں وجہ اس کو (عطف نسق) کے ساتھ موسوم کیا گیا۔

یہ وجہ دوسرے توابع میں بھی پائی جاتی ہے لیکن وجہ تسمیہ میں اطراد و انعکاس نہیں ہوتا۔

لہذا یہ سوال وارد نہ ہوگا کہ وجہ مذکور دوسرے توابع میں بھی پائی جاتی ہے۔
نظر برآں اُن کو بھی (عطف نسق) کے ساتھ موسوم کیا جائے۔ ہذا مایحظر بالبال
والله تعالى اعلم بحقيقة الحال۔

اور حاشیہ ملا عبد الغفور علیہ الرحمۃ سے مفہوم ہوتا ہے کہ عطف نسق میں نسق بمعنی طریقہ ہے کہ لغت میں اس کے یہ معنی بھی آتے ہیں۔ بریں تقدیر یہ مرکب اضافی ہوا۔ اور مراد یہ کہ ایک طریقہ والا معطوف۔ یعنی وہ معطوف جو اپنے متبوع کے ساتھ ایک طریقہ پر ہو اور وہ ایک طریقہ یہ ہے کہ دونوں نسبت سے مقصود ہوتے ہیں۔

ترکیب:

(جاءنی) بترکیب معلوم (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا معطوف
علیہ (واو) حرف عطف مثنی بر فتح (عمرو) مفرد منصرف مرفوع لفظا معطوف، معطوف
علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ
ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس زید اور عمرو آئے۔

پنجم عطف بیاں واو تابعیت غیر صفت کہ متبوعش راروشن گرداند چوں
 اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ وَتَكِيكُهٗ بَعْلَمُ مَشْهُورٌ تَرَبَّاشْدُ وَجَاءَ نِيْ
 زَيْدٌ اَبُو عُمَرُ وَتَكِيكُهٗ بَلَكِيْتُ مَشْهُورٌ تَرَبَّاشْدُ۔

پانچویں قسم عطف بیان اور وہ ایسا اسم تابع غیر صفت ہے جو اپنے متبوع
 کو واضح کرے جیسے اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ۔ یہ جبکہ معطوف علیہ کنیت کے
 ساتھ زیادہ مشہور ہے۔

سوال: کنیت کس کو کہتے ہیں؟

جواب: (علم) جس کی تعریف گذر گئی۔ نحو یوں کی اصطلاح میں اس کی تین قسمیں
 ہیں۔

اگر اس کے شروع میں لفظ (اب) یا (ابن) یا (ام) یا (بنت) تو اس
 کو (کنیت) کہتے ہیں ورنہ اگر اس سے مدح یا ذم مقصود ہو تو اس کو (لقب) کہتے
 ہیں۔ ورنہ اگر مدح یا ذم مقصود نہیں تو اس کو (اسم) کہتے ہیں۔ اور جب لفظ علم لقب
 یا کنیت کے مقابل بولا جائے تو اس سے مراد تیسری قسم ہوتی ہے۔ جیسے یہاں
 پر مصنف علیہ الرحمۃ نے کنیت کے مقابل استعمال فرمایا ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی (عمر) ہے اور کنیت (ابو حفص) جس کے ساتھ آپ کو سید عالم
 ﷺ نے موسوم فرمایا تھا۔ اور (حفص) بمعنی (بچہ شیر)۔ آپ نہ نسبت اسم کے ساتھ
 زیادہ مشہور تھے۔ اسی واسطے اسم گرامی کو عطف بیان قرار دیا گیا۔ (اَقْسَمَ بِاللّٰهِ
 اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ) یہ ایک اعرابی کا قول ہے جس نے خدمت والا میں حاضر ہو کر سوای
 طلب کی تھی۔ یہ کہہ کر کہ میری اونٹنی لاغر ہے اور اُس کے سم گھس گئے، پشت زخمی
 ہو گئی۔ آپ نے اس کے بیان کو غلط سمجھ کر فرمایا: بخدا تیری اونٹنی کہ سم گھسے ہیں نہ پشت
 زخمی ہوئی ہے۔ اپنی اس اونٹنی پر سوار ہو کر جاؤ تمہیں ہم سے سواری طلب کرنے کی

ضرورت نہیں۔ وہ اعرابی مایوس ہو کر واپس ہو گیا۔ راستے میں اونٹنی کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے کہنے لگا:

أَقْسِمُ بِاللّٰهِ أَبُوحَفْصٍ عُمَرُ
مَا مَسَّهَا نَقَبٌ وَلَا دَبْرُ
إِغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ فَجَرُ

یعنی ابو حفص عمر نے اللہ کی قسم کھائی کہ نہ اونٹنی کے سُم گھسے ہیں نہ پشت زخمی ہوئی ہے۔ اے اللہ ان کی مغفرت فرما اگر ان کی قسم غلط بات پر ہو۔ سامنے سے حضرت فاروق اعظم تشریف لا رہے تھے۔ جب اُس کا یہ قول سنتے (إِغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ فَجَرُ) تو فرماتے (اللَّهُمَّ صَدِّقْ صَدِّقْ) یعنی اے اللہ بیان مذکور میں اس کے صدق کو ظاہر فرما دے۔

یہاں تک کہ دونوں کی ملاقات ہو گئی۔ آپ نے فرمایا اپنی اونٹنی سے سامان اتار دو۔ جب سامان اتر اتو دیکھا کہ پشت زخمی ہے اور اونٹنی لاغر ہے، پھر اس کو سواری بھی عطا فرمائی اور زاد راہ بھی دیا اور کپڑے بھی مرحمت فرمائے۔

نقب کے معنی ہیں (گھس جانا) چوپایوں کے سموں کا۔ اور (دبر) جمع (دبرۃ) کی امام فراء کے نزدیک، جس کے معنی ہیں زخم جو چوپاؤں کی پشت میں پڑ جاتا ہے۔ آپ نے بروز پنج شنبہ ۲۸ ذی الحجہ بمقام مدینہ منورہ ۶۳ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

(زید) بن ارقم ایک جلیل القدر صحابی کا اسم گرامی ہے۔ ان کی کنیت ابو عمر ہے، اسی کے ساتھ زیادہ مشہور تھے۔ اسی واسطے کنیت کو مثال مذکور میں عطف بیان قرار گیا۔ (غزوہ مریع) سے فارغ ہو کر سید عالم ﷺ نے ایک کنویں کے پاس قیام فرمایا۔ وہاں یہ واقعہ پیش کہ حضرت فاروق اعظم کے اجیر (حجّاجہ) غفاری اور ابن ابی منافق کے حلیف (سنان جہنی) کے درمیان جنگ ہو گئی۔ (حجّاجہ نے مہاجرین

کو پکارا اور (سان) نے انصار کو۔ اُس وقت ابن ابی منافق نے نبوی شان میں گستاخانہ کلمات بکے اور کہا کہ مدینہ پہنچ کر ہم میں سے عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم اپنا پس خوردہ ان کو نہ دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں۔ اب ان پر کچھ خرچ نہ کرو تا کہ یہ مدینہ سے بھاگ جائیں۔ یہی زید بن ارقم تھے جن کو یہ بکواس سن کر تاب نہ رہی اور ابن ابی منافق سے فرمایا کہ تو ہی ذلیل ہے، اپنی قوم میں بغض ڈالنے والا۔ اور سید عالم ﷺ کے سر پر تاج معراج ہے۔ اللہ عزوجل نے انہیں عزت بخشی ہے۔ یہ منافق بولا کہ چپ رہو میں تو ہنسی سے کہا تھا۔ حضرت زید نے اس کی گستاخانہ گفتگو نبوی خدمت میں نقل فرمائی۔ اس کو بلا کر دریافت کیا گیا تو مکر گیا۔ اللہ عزوجل نے سورہ منافقون میں حضرت زید بن ارقم کی تصدیق نازل فرمائی:

يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ

یعنی کہتے ہیں (منافقین) ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور بڑی عزت والا اُس سے نکال دے گا نہایت ذلت والے کو۔

آپ نے بمقام کوفہ بزمانہ (مختار) ۶۶ھ یا ۶۸ھ میں وصال فرمایا۔

ترکیب:

(اقسم) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (با) حرف جار مبنی بر کسر (اسم جلال) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر ظرف لغو (ابو حفص) کنیت، جس کا جزو اول مرفوع بواو اور جزو ثانی مشغول باعراب سابق معطوف علیہ (عمر) غیر منصرف مرفوع لفظاً عطف بیان۔ معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: ابو حفص عمر نے اللہ کی قسم کھائی۔

(مَا مَسَّ) میں (ما) نافیہ مبنی بر سکون (مَسَّ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح
(هـَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے ناقہ
اعرابی (نَقَبَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا معطوف علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح
(لا) زائدہ مبنی بر سکون (دبـر) اسم جنس مفرد منصرف صحیح اور بر مذہب امام فرا جمع
مکسر منصرف کہ وہ اسم جنس کو جمع فرماتے ہیں۔ کذا فی نوادر الاصول۔ مرفوع
لفظا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ
سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب قسم ہو قسم مقدر (واللہ) کا جس کی ترکیب معلوم۔

(اغفر) امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (انت) پوشیدہ
جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی
بر فتح (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ہا) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے
(عمر)۔ جار مجرور ملکر ظرف لغو۔

فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب
ندا ہوا مقدم (اللہم) میں (اسم جلالت) منادی مفرد معرفہ مبنی بر ضم منصوب محلا مفعول
بہ (میم) مشدود عوض حرف ندا (یا) جو قائم مقام (ادعو) جس کی ترکیب معلوم، فعل
اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(ان) حرف شرط مبنی بر سکون (کان) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح فعل ناقص
مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (ہو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ اسم مرفوع
محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے عمر۔ اور (فجر) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ
واحد مذکر غائب اس میں (ہو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح
راجع بسوئے اسم کان، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر منصوب محلا، فعل
ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ جس کی جزا البقرینہ سابق

محذوف۔ شرط مذکور اپنی جزائے محذوف سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔
 (جاء نی) (بترکیب معلوم (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا معطوف
 علیہ (ابو عمر) کنیت جس کا جز و اول مرفوع بواو اور جز و ثانی مشغول باعراب سابق
 عطوف بیان۔ معطوف علیہ اپنے عطوف بیان سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول
 بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس زید ابو عمر آئے۔

تنبیہ ۲۱۵ تا ۲۱۸:

مہر منیر صفحہ ۱۳۷ میں اعرابی مذکور کے قول بابت اوٹنی (نقباء) کا ترجمہ
 کیا ہے کہ (پیروں میں سوراخ ہو گئے ہیں)۔

اقول:

(نقباء) کے ترجمہ میں یہاں پر (سوراخ) کہنا غلط ہے۔ یہ نقب سے مشتق
 ہے جس کے معنی یہاں پر ہیں۔ (سودہ و تنک شدن پہل ستور) یعنی چار پائے کے سم
 کا گھس جانا اور پتلا پڑ جانا۔ یہ اُس نقب سے مشتق نہیں جو نقب زنی میں ہے۔ نہ معلوم
 کس مناسبت کی بناء پر ان فاضل دیوبند کا ذہن اس طرف منتقل ہو گیا۔ پھر لکھا ہے کہ
 اُس اعرابی کے اس بیان پر کہ میری اوٹنی لاغر ہے پشت زخمی ہو گئی سم گھس گئے ہیں
 فاروق اعظم نے فرمایا (خدا کی قسم تو جھوٹا ہے) یہ بھی غلط ہے۔ انہوں نے یہ
 فرمایا تھا (واللہ لیس لہا نقب و دبر) یعنی بخدا نہ اس کے سم میں سودگی ہے نہ
 پشت میں زخم۔ کما فی حاشیۃ الجمال علی شرح الجامی قدس
 سرہما السامی۔

دونوں میں کیسا فرق ہے مگر جو الہی اور نبوی تو ہیں کے خوگر ہوں ان کو یہ فرق
 کیسے نظر آ سکتا ہے۔ پھر (اللہم صدق صدق) کا ترجمہ کیا ہے (خدا یا اعرابی

کو سچا کر دے) یہ بھی غلط ہے کہ اعرابی تو اپنے قول مذکور میں سچا تھا ہی، سچے کو سچا کرنا کیا معنی۔

یہ تو (طلب حاصل) ہوئی اور حاصل کی طلب باطل۔ کمالا یخفی علی العاقل۔ اس کے معنی ہیں حق کی حقیقت کا اظہار اور ابطال باطل کے معنی باطل کے بطلان کا اظہار۔ ورنہ حق کے معنی ہی ہیں (ثابت) پھر اس کا اثبات تحصیل حاصل ہوا جو باطل ہے۔ اسی طرح ابطال باطل از قبیل تحصیل حاصل۔ مگر یہ فاضل دیوبندان باریکیوں کے سمجھنے سے غافل نہیں بلکہ عاقل۔

پھر (مہر منیر) میں اسی صفحہ پر اور المصباح المنیر میں صفحہ ۱۴۵ و ۱۴۶ پر (اغفر لہ اللہم ان کان فجر) کا ترجمہ کیا ہے (خدایا ان کو بخش دے اگر انہوں نے جھوٹی قسم کھائی ہو) یہ یہاں غیر مناسب ہے کہ قسم جھوٹی نہیں ہوتی۔

وجہ یہ کہ قسم جملہ انشائیہ ہوتی ہے اور جملہ انشائیہ میں نہ صدق کا احتمال ہوتا ہے نہ کذب کا۔ مصنف علیہ الرحمۃ شروع نحو میر میں بیان فرما چکے ہیں کہ قسم جملہ انشائیہ کی قسم ہے۔ کہنا یوں تھا (اگر انہوں نے جھوٹ پر قسم کھائی) کیونکہ قسم جواب قسم پر کھائی جاتی ہے۔ وہ جھوٹا ہو سکتا ہے بشرطیکہ جملہ خبریہ ہو مگر یہ فاضلان دیوبند امکان کذب کے قائل ہو کر جھوٹ سے اتنے زیادہ مانوس ہو گئے ہیں کہ جس میں جھوٹ کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی اس کی جانب بھی جھوٹ کو منسوب کر دیتے ہیں۔ پھر دونوں نے مذکورہ صفحات پر مثال ثانی کی ترکیب میں (ابو عمر) کو مرکب اضافی قرار دیا ہے، یہ بھی غلط ہے کیونکہ (ابو عمر) کنیت ہے اور کنیت علم کی قسم ہے اور علم معرفہ کی قسم ہے اور معرفہ اسم کی قسم ہے اور اسم کلمہ کی قسم ہے اور کلمہ میں افراد معتبر ہے تو کلمہ مفرد ہوا۔ پس اُس کی قسم اسم بھی مفرد اور اسم کی قسم معرفہ بھی مفرد اور معرفہ کی قسم علم بھی مفرد اور علم کی قسم کنیت بھی مفرد۔

لہذا مرکب اضافی کہنا باطل ہوا۔ اتنا بھی نہ سوچا کہ مرکب اضافی کا جزو معنی مقصود کے جزو پر دلالت کیا کرتا ہے ورنہ وہ سرے سے مرکب ہی نہ ہوگا کہ مرکب میں جزو لفظ کی دلالت جزو معنی مقصود پر معتبر ہے جس کو مبتدی طلبہ بھی جانتے ہیں۔ اب یہ فاضلان دیوبند بتائیں کہ بحالت کنیت ابو عمر اگر مرکب اضافی ہے اور اس کے جزو دو ہی ہیں (ابو) اور (عمر) تو (ابو) معنی مقصود کے کون سے جزو پر دلالت کرتا ہے اور عمر کون سے جزو پر۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

فصل دوم در بیان منصرف و غیر منصرف آنست کہ هیچ سبب

از اسباب منع صرف درو نباشد و غیر منصرف آنست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشند و اسباب منع صرف نہ است عدل و وصف و تانیث و معرفہ و عجمہ و جمع و ترکیب و وزن فعل و الف و نون مزیدتان چنانچہ در عُمَرُ عدلست و عَلَمٌ و در ثُلُثٌ و مَثَلُ صفت است و عدل و در طَلْحَةُ تانیثست و عَلَمٌ و در زَيْنَبُ تانیث معنوی است و عَلَمٌ و در حُبْلَى تانیثست بالف مقصورہ و در حَمْرَاءُ تانیثست بالف ممدودہ و این مؤنث بجای دو سببست و در اَبْرَاهِيمُ عجمہ است و عَلَمٌ و در مَسَاجِدُ و مَصَابِيحُ جمع منتہی المجموع بجای دو سببست و در بَعْلَبَكُ ترکیبست و عَلَمٌ و در اَحْمَدُ وزن فعلست و عَلَمٌ و در سَكْرَانُ الف و نون زائدتانست و وصف و در عُثْمَانُ الف و نون زائدتانست و عَلَمٌ و تحقیق غیر منصرف از کتب دیگر معلوم شود۔

دوسری فصل بیان میں منصرف اور غیر منصرف کے۔ منصرف وہ اسم ہے جس میں جوئی سبب (موخر) منع صرف کے اسباب سے نہ ہو اور غیر منصرف وہ اس ہے جس میں دو سبب منع صرف کے اسباب سے ہوں اور اسباب منع صرف نو ہیں عدل

اور وصف اور تانیث اور معرفہ اور عجمہ اور جمع اور ترکیب اور وزن فعل اور الف نون زائد جیسے عمر میں عدل ہے اور علم اور ثلث اور مثلث میں صفت ہے اور عدل اور طلحہ میں تانیث ہے اور علم اور زینب میں تانیث معنوی ہے اور علم اور حلیٰ میں تانیث بالف مقصورہ ہے حمراء میں تانیث ہے الف ممدودہ کے ساتھ اور یہ مؤنث دو سبب کے قائم مقام ہوتی ہے اور ابراہیم میں عجمہ ہے اور علم اور مساجد و مصابیح میں جمع منتہی المجموع قائم مقام دو سبب کے ہے اور بعلبک میں ترکیب ہے اور علم اور احمد میں وزن فعل ہے اور علم اور سکران میں الف و نون زائد ہیں اور وصف اور عثمان میں الف و نون زائد ہیں اور علم اور تحقیق غیر منصرف کی دوسری کتابوں سے معلوم ہوگی۔

اعراب غیر منصرف کے بیان میں ان فاضلان دیوبند نے بعض غلطیاں کی تھیں جن سے طلبہ گمراہ ہو رہے تھے نظر برآں ہم نے وہاں پر اسباب منع صرف کی بقدر ضرورت تفصیل کر دی تاکہ طلبہ گمراہی سے محفوظ ہو جائیں ورنہ اسباب کی تعریف اور شرائط وغیرہ کے لئے بقول مصنف علیہ الرحمۃ کتب آئندہ ہیں۔

فصل سوم در حروف غیر عاملہ و آن شازدہ قسم است اوّل حروف تنبیہ و آن سہ است آلا و اما و ہا۔

تیسری فصل غیر عامل حروف کے بیان میں اور وہ سولہ قسم پر ہیں پہلی قسم حروف تنبیہ اور وہ تین ہیں آلا اور اما اور ہا۔

(حروف التنبیہ) یعنی وہ حروف جو تنبیہ کے لئے وضع کئے گئے ہیں (تنبیہ) کے معنی ہیں بیدار کرنا۔ متکلم ان کو اس لئے ذکر کرتا ہے کہ مخاطب اُس چیز سے غافل نہ رہے جو بیان کی جاتی ہے اور اس کو توجہ کے ساتھ سنے خواہ وہ چیز مفرد ہو جیسے زید ہذا کلام اور بر تقدیر کلام خواہ جملہ اسمیہ ہو جیسے اَلَا اِنَّ اَوَّلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔

یا جملہ فعلیہ جیسے اَلَا قُمْ عِنْدَ ذِكْرِ الْوَلَادَةِ تَعْظِيْمًا۔ وہ جملہ خواہ خبریہ ہو جیسے مثال اول یا انشاء جیسے مثال ثانی۔ ان حروف میں (الا) اور (اما) صرف جملہ کے شروع میں آتے ہیں اور (ها) جملہ اور مفرد دونوں کے شروع میں لیکن (ها) معنی تنبیہ پر رہتے ہوئے ہر مفرد کے شروع میں نہیں آتا بلکہ صرف اسم اشارہ کے شروع میں اور منادی معرف بللام کے شروع میں آتا ہے مگر معنی تنبیہ پر نہیں ہوتا۔

تنبیہ ۲۱۹ تا ۲۲۱:

مہر منیر صفحہ ۱۲۹ میں حروف تنبیہ کے متعلق ہے کہ (اصطلاح میں ان حروف کو کہتے ہیں جو مخاطب کو تنبیہ اور آگاہ کرنے کے لئے آتے ہیں تاکہ متکلم جس بات کی خبر دے رہا ہے مخاطب اُس سے غافل نہ ہو)۔

اقول:

یہ غلط ہے کہ کیونکہ متکلم کی بات کبھی انشاء بھی ہوتی ہے تو خبر پر قصر کرنا صحیح نہیں اور خود انشاء کی مثال بھی پیش کی ہے (جیسے اَمَّا لَا تَفْعَلُ۔ خبر دار مت کر) لیکن ستم تو یہ ہے کہ فاضل دیوبند ہذا اپنا لکھا بھی نہیں سمجھتے۔ تو دوسرے کی لکھی نحو میر کیا سمجھیں گے۔ پھر تحریر فرمایا (یہ حروف ہمیشہ جملہ کے شروع میں آتے ہیں) یہ بھی غلط ہے کیونکہ ان میں سے (ها) مفرد کے شروع میں بھی آتی ہے کمافی شرح الجامی قدس سرہ السامی۔

پھر (هَازِيْندَ قَائِمٌ) کا ترجمہ کیا ہے (دیکھو زید کھڑا ہے) یہ ترجمہ ہو یا بیان مقصود دونوں غلط ہیں کیونکہ (ها) کا ترجمہ (دیکھو) نہیں نہ یہ اُس سے مقصود اول اس لئے نہیں کہ (ها) حرف ہے اور (دیکھو) فعل اور دونوں قسمیں ہیں اور ایک قسم دوسرے قسم کے ہم معنی نہیں ہوتا ورنہ قسمیں نہ رہیں گے۔ دوم اس لئے کہ یہ حروف تنبیہ ہے اور تنبیہ سے متکلم کا مقصود ہوتا ہے اپنی بات کے سننے کے لئے مخاطب کو متوجہ

کرنا، نہ کسی چیز کو دیکھنے کے لئے متوجہ کرنا۔

نظر برآں اس مقصود کو یوں تعبیر کیا جائے گا

(سنو زید کھڑا ہے) نہ یوں (دیکھ زید کھڑا ہے)

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

دوم حروف ایجاب و آن شش ست نَعَمْ وَبَلٰی وَ اَجَلْ وَاِیْ وَ جَیْر وَاِنْ .

دوسری قسم حروف ایجاب اور وہ چھ ہیں نَعَمْ اور بَلٰی اور اَجَل اور اِیْ

اور جَیْر اور اِنْ .

(حروف ایجاب) میں (ایجاب) بمعنی (جواب دادن) ہے یعنی (جواب

دینا) اور یہ حروف کسی نہ کسی بات کا جواب واقع ہوتے ہیں۔ بایں مناسبت ان

کو (حروف ایجاب) کہا جاتا ہے۔ ان میں (نعم) جملہ خبریہ کے بعد واقع ہوتا ہے

جیسے کسی نے خبر دی (ذَهَبَ زَيْدٌ اِلَى الْمَدْرَسَةِ) زید مدرسہ گیا۔ تم نے جواب

میں کہا (نعم) ہاں گیا۔ اور جملہ انشائیہ کے بعد بھی جیسے کسی نے سوال

کیا (اَصَلَّيْتُ) کیا تم نے نماز پڑھ لی۔ تم نے جواب میں کہا (نعم) ہاں پڑھ لی۔

اور (بلی) صرف جملہ منفیہ کے جواب میں آتا ہے اُس کی نفی توڑنے کے

لئے خواہ وہ خبریہ ہو جیسے کسی نے کہا (مَا صُمْتُ اَمْسَ) تم نے کل روزہ

نہیں رکھا تھا۔ تم نے جواب میں کہا (بلی) نہیں۔ رکھا تھا یا انشائیہ جیسے کسی نے سوال

کیا (اَمَّا حَبَبْتُ) کیا تم نے حج نہیں کیا تم نے جواب میں کہا (بلی) نہیں کر لیا۔

اور (اَجَلْ) اور جَیْر اور (اِنْ) تینوں اکثر مخبر کی تصدیق کے لئے آتے ہیں جیسے کسی

نے خبر دی (قَدْ فَازَ اخُوکَ فِی الْاِمْتِحَانِ) بیشک تمہارا بھائی امتحان میں پاس

ہو گیا۔ تم نے اُس کی تصدیق کے لئے کہا (اَجَلْ) یا (جَیْر) یا (اِنْ) ہاں بیشک پاس

ہو گیا۔ اور (ای) اکثر استفہام کے بعد آتا ہے۔ جس چیز کو دریافت کیا ہے اس کو ثابت کرنے کے لئے اور بغیر قسم کے مستعمل نہیں ہوتا۔ جیسے کسی نے سوال کیا (هَلْ قُضِيَتِ الصَّلَاةُ) کیا نماز ہو گئی تم نے جواب میں کہا (اِئِى وَاللّٰہِ) ہاں بخدا ہو گئی۔

تنبیہ ۲۲۲:

مہر نمبر ۱۲۹ میں (بلی) کا ترجمہ (ہاں) کیا ہے

اقول:

یہ ترجمہ ہو یا حاصل مطلب دونوں غلط ہیں کیونکہ (ہاں) سے کلام سابق کا اقرار ہوتا ہے جیسے (نعم) سے جس کو خود (نعم) کی بحث میں بیان کیا ہے اور (ہاں) کو (نعم) کا ترجمہ قرار دیا ہے پس (اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ) کے جواب میں جو (بلی) کہا گیا تھا۔ اگر اُس کا ترجمہ (ہاں) ہو تو کلام سابق کا اقرار ہو گا اور کلام سابق نفی ہے تو نفی کا اقرار ہوا کیونکہ ہاں کہنے سے نفی ٹوٹی نہیں بلکہ تسلیم ہوتی ہے جیسے (نعم) میں پس (ہاں) کہنے سے معنی یہ ہوئے کہ تو ہمارا رب نہیں۔ یہ معنی باطل ہیں۔ بلکہ (بلی) کا مطلب ہے (کیوں نہیں) یا صرف (نہیں) کہ یہ دونوں نفی پر دلالت کرتے ہیں اور سابق میں بھی نفی تھی تو جب نفی پر نفی وارد ہوئی تو سابق کی نفی ٹوٹ گئی اور جب سابق کی نفی ٹوٹ گئی تو اثبات ہو گیا۔ اب معنی یہ ہوئے کہ تو ہمارا رب ہے۔ یہ معنی صحیح ہیں یہ فاضل دیوبند اردو بھی نہیں سمجھتے پھر نحو میر سمجھنا چہ معنی دارد۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

سوم حروف تفسیر و آن دواست ائِى وَاَنْ كَقَوْلِهِ تَعَالٰی نَادَيْنٰهُ اَنْ

يَا اِبْرٰهِيْمُ .

تیسری قسم حروف تفسیر اور وہ دو ہیں ائی اور اُن جیسے اللہ تعالیٰ کے قول نَادَيْنُهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ .

میں (اَنْ) (اِی) اور (اُن) میں یہ فرق ہے کہ (اِی) مفرد اور جملہ دونوں کی تفسیر کرتا ہے جیسے قَطَعَ رِزْقُهُ اِی مَاتَ کہ اس میں (اِی) نے جملہ (قَطَعَ رِزْقُهُ) کی تفسیر کی (مَاتَ) جملہ کے ساتھ اور جیسے جَاءَ نِسِی زَيْدًا اِی اَبُو عُمَرَ۔ اس میں (اِی) نے (زَيْدًا) مفرد کی تفسیر کی (اَبُو عُمَرَ) مفرد کے ساتھ۔ اور (اُن) حرف مفرد کی تفسیر کے لئے آتا ہے اور وہ بھی مفعول بہ کی جس کا فعل معنی میں (قول) کے ہونہ خود (قول) خواہ وہ مفعول بہ مقدر ہو جیسے

نَادَيْنُهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ۔ میں (بلفظ) مقدر ہے جس میں (لفظ) مفعول بہ غیر صریح (اُن) نے اسی کی تفسیر کی (یا ابراہیم) کے ساتھ یا وہ مفعول بہ مذکور ہو جیسے اِذَا وَحَيْنَا اِلٰی اُمِّكَ مَا يُؤْخِي اَنْ اَقْذِفِيْهِ۔

اس میں (اُن) نے (مَا يُؤْخِي) مفعول بہ مذکور کی تفسیر کی (اَقْذِفِيْهِ) کے ساتھ۔

ترکیب:

(نَادَيْنَا) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون۔ صیغہ واحد متکلم معظم۔ اس میں (نا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ها) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم رسالت (بلفظ) مقدر۔ جس میں (با) حرف جار مبنی بر کسر (لفظ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً معطوف علیہ یا مبدل منه (اُن) برائے تفسیر مبنی بر سکون (یا ابراہیم) مراد اللفظ مجرور تقدیراً عطف بیان یا بدل الكل معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے مل کر یا مبدل منه اپنے بدل الكل سے مل کر مجرور۔ جار مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ ۲۲۳ تا ۲۲۵:

المصباح المنیر صفحہ ۱۴۹ میں مہر منیر صفحہ ۱۴۰ میں ہے (اَی بفتح ہمزہ وسکون

یا بمعنی یعنی)

اقول:

یہ غلط ہے کہ (اَی) حرف ہے اور (یعنی) فعل مضارع اور دونوں قسیمین ہیں تو ایک دوسرے کے ہم معنی کیسے ہو سکتا ہے۔ حرف کے معنی غیر مستقل اور فعل کے مستقل۔ جب حرف فعل کے معنی میں ہو تو حرف نہ رہا پھر دوم میں ہے (دوم اَن بمعنی کہ) یہ ایسے فعل کے مقولے کی تفسیر کرتا ہے جو قول کے معنی میں ہو۔ یہ بھی غلط کہ مقولہ جملہ ہوتا ہے اور (اَن) جملہ کی تفسیر نہیں کرتا اور اول میں ہے (یہ ایسے فعل کی تفسیر میں) استعمال کرتے ہیں جو کہ قول کے معنی میں ہو جیسے نَادِیْنَاهُ اَن یَاْبُرَ اَهِیْم۔ یہاں پر نادیناہ قلنا کے ہم معنی ہے اس لئے اس کی تفسیر میں اَن آیا) یہ بھی غلط ہے کہ یہ (اَن) مذکورہ (نادیناہ) کی تفسیر کے لئے نہیں کیونکہ یہ جملہ ہے اور (اَن) جملہ کی تفسیر کے لئے نہیں آتا۔ یہ ہے ان فاضلان دیوبند کا مبلغ علم۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

چہارم حروف مصدریہ و اَن سہ است مَا و اَن و اَن در فعل روندتا فعل

بمعنی مصدر باشد۔

چوتھی قسم حروف مصدریہ اور وہ تین ہیں مَا اور اَن اور اَن مَا اور اَن فعل پر داخل

ہوتے ہیں تاکہ فعل مصدر کے معنی میں ہو جائے۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ کے قول (تافعل بمعنی مصدر باشد) سے صراحتہ ثابت

ہوتا ہے کہ تنہا فعل مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے نہ (اَنْ) اور (فعل) دونوں کا مجموعہ یا نہ (ما) اور فعل دونوں کا مجموعہ۔ حالانکہ پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ تنہا فعل بمعنی مصدر نہیں ہوتا بلکہ دونوں کا مجموعہ۔

جواب: بات وہی صحیح ہے جو پہلے گذر چکی یہاں پر (و با فعل بمعنی مصدر باشد) تھا۔ کاتب کی غلطی سے (واو) ساقط ہو گیا اور (با) کی جگہ (تا) لکھا گیا۔ یا (تا با فعل بمعنی مصدر باشد) تھا سہو کاتب سے (با) لکھنے سے رہ گئی۔ یہ توجیہ اس لئے اختیار کی گئی کہ مصنف علیہ الرحمۃ ماقبل میں خود بیان فرما چکے ہیں کہ مجموعہ بمعنی مصدر ہوتا ہے نیز دلیل قائم ہو چکی ہے اس بات پر کہ تنہا فعل بمعنی مصدر نہیں ہوتا بلکہ مجموعہ۔

سوال: یہ تیسری فصل حروف غیر عاملہ کے بیان میں ہے نظر بر آں اس میں (اَنْ) اور (اَنَّ) کو بیان کرنا صحیح نہیں کہ یہ عامل ہیں۔

جواب: (اَنْ) جب فعل ماضی پر داخل ہو تو عمل نہیں کرتا اور (اَنَّ) کے ساتھ جب (مائے) کا فہ لاحق ہوتا ہے تو وہ عامل نہیں رہتا۔ اسی اعتبار سے ان دونوں کو یہاں پر ذکر فرمایا ہے۔

سوال: ان حروف کو (مصدریہ) کہنے کی کیا وجہ؟

جواب: (مصدریہ) میں (یائے) نسبت ہے۔ اب معنی یہ ہوئے (مصدر ہونے والے) چونکہ یہ حروف اپنے مابعد سے مل کر مصدر کے معنی میں ہو جاتے ہیں اس لئے ان کو حروف مصدریہ کے ساتھ موسوم کیا گیا۔

تنبیہ ۲۲۶ تا ۲۲۵:

المصباح المنیر صفحہ ۱۵۰ میں حروف مصدریہ کی تفسیر بایں الفاظ بیان کی ہے (یعنی وہ حروف جو مصدر کے معنی میں فعل کو کر دیتے ہیں یا اسم

کو) اور (مہر منیر صفحہ ۱۴۱) میں بایں الفاظ (یعنی وہ حروف جو اپنے مابعد کو مصدر کی تاویل میں کر دیتے ہیں)۔

اقول:

یہ دونوں غلط ہیں اولاً اس لئے کہ یہ حروف فعل یا اپنے مابعد کو مصدر کے معنی میں نہیں کرتے بلکہ اپنے مابعد کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہوتے ہیں۔ ثانیاً اس لئے کہ یہ حروف اسم کو معنی میں مصدر کے نہیں کرتے بلکہ اپنے مابعد جملہ اسمیہ کے ساتھ مل کر بمعنی مصدر ہوتے ہیں پھر دوسرے نے (وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ) کے متعلق کہا کہ (یہاں مانے رَحُبَتْ کو رَحْب کی تاویل میں کر دیا اور (أَعْجَبَنِي أَنْ تَضْرِبَ) کے متعلق کہا کہ (یہاں أَنْ نے تَضْرِبَ کو ضَرْب) کے معنی میں کر دیا) اور (أَعْجَبَنِي أَنْكَ قَائِمٌ) کے متعلق کہا کہ (یہاں أَنْ نے جملہ اسمیہ کو مصدر کے معنی میں کر دیا ہے) اور اول نے أَضْحَلَنِي أَنْكَ نَاحِسٌ کے متعلق کہا کہ (یہاں پر أَنْ نے جملہ اسمیہ کو مصدر کے معنی میں کر دیا) یہ سب غلط ہے کہ (أَنْ) یا (أَنَّ) اپنے مابعد کو مصدر کے معنی میں نہیں کرتے بلکہ اپنے مابعد کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہوتے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

پنجم حروف تخفض و آن چہ راست الا وھلا و لولا و لو ما۔

پانچویں قسم حروف تخفض اور وہ چار ہیں الا اور ہلا اور لولا اور لو ما۔

سوال: ان کو حروف تخفض کہنے کی کیا وجہ؟

جواب: (تخفض) کے معنی ہیں (اُبھارنا) کسی فعل کے کرنے پر چونکہ متکلم ان کے

ذریعہ سے مخاطب کو کسی فعل کے کرنے پر ابھارتا ہے۔ اس لئے ان کو حروف تہذیف
کہا جاتا ہے جیسے الّا تحفظ الدرس تو سبق زبانی یاد کیوں نہیں کرتا۔ جب مضارع
پر داخل ہوں تو حرف تہذیف کا افادہ کرتے ہیں اور جب ماضی پر داخل ہوں تو تنذیم
کا افادہ بھی کرتے ہیں جیسے:

الّا حفظت الدرس تو نے سبق زبانی یاد کیوں نہیں کیا؟ اس سے مخاطب
کو پشیمان کرنا مقصود ہے۔ سبق زبانی یاد نہ کرنے پر اور سبق زبانی یاد کرنے
پر ابھارنا بھی۔

ترکیب:

(الّا) حرف تہذیف مبنی بر سکون (تحفظ) فعل مضارع صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع
لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل
فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (الدرس) مفرد منصرف صحیح
منصوب لفظاً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ
ہوا۔ (الّا) حرف تہذیف مبنی بر سکون (حفظت) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ
واحد مذکر حاضر اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح۔
(الدرس) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے
مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ ۲۳۲:

المصباح المنیر صفحہ ۱۵۰ میں ہے کہ ان حروف سے تہذیف کا افادہ
مقصود ہو یا تنذیم کا، دونوں صورتوں میں جملہ انشائیہ بن جاتا ہے۔ کیونکہ دونوں
کا خبر دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ انشائے توثیح یا انشائے ترغیب ہوتی ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے بلکہ جملہ خبریہ رہتا ہے۔ وجہ یہ کہ حرف مذکور انشاء تمنی کے لئے ہے۔ اسی واسطے جملہ مدخولہ انشائیہ ہو جاتا ہے بلکہ ان کا جملہ مدخولہ خبریہ ہے جس میں عدم فعل کا اخبار ہے اور اس اخبار سے انشاء تخصیض و تدبیر کی جانب اشارہ مقصود ہوتا ہے تو اس اشارہ سے وہ جملہ خبریت سے نہ نکلے گا جیسے کبھی انشاء سے اخبار کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

مثلاً آقا نے کچھ لوگوں کے سامنے اپنے غلام سے کہا (لَا تَعْتَمِلْ أَمْرِي) میرے حکم کی تعمیل نہ کرو۔ یہ نبی کا صیغہ ہے جو عدم تعمیل کی طلب پر دلالت کرتا ہے تو جملہ انشائیہ ہوا لیکن اس سے مقصود حاضرین کو غلام کے نافرمان ہونے کی خبر دینا ہے۔

تو اس اخبار کے مقصود ہونے سے (لا تَمْش) جملہ خبریہ نہیں ہوا۔ وہ تو انشائیہ ہی رہا اور اگر نقل درکار ہو تو سنئے تکملہ صفحہ ۵۵۰ میں:

والافيد وتلزم الجملة الفعلية الخبرية لا تدخل الانشاء لامتناع محض عليه اه فتأمل وفي هذا المقام كيلا يلزم التنافي بين كلمات الاعلام.

سوال: المصباح المنير میں یہ لکھا ہے کہ دونوں صورتوں میں جملہ انشائیہ بن جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حروف مذکورہ جملہ خبریہ پر داخل ہوتے ہیں لیکن ان کے دخول سے وہ جملہ خبریہ انشائیہ بن جاتا ہے اب یہ تکملہ کے خلاف نہ ہوا۔

جواب: قطعاً مخالف ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ حروف جملہ فعلیہ خبریہ کو لازم ہیں اور جب جملہ مدخولہ انشائیہ بن گیا تو لزوم جاتا رہا۔ نظر برآں ثابت ہوا کہ ان حروف کے داخل ہونے پر بھی وہ جملہ خبریہ رہتا ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملاً
 حال طفلان زبوں شدہ است
 ششم حروف توقع و آن قد است برای تحقیق در ماضی و برای تقریب ماضی
 بحال و در مضارع برای تقلیل۔

چھٹی قسم حرف توقع اور وہ قد ہے تحقیق کے لئے ماضی میں اور ماضی کو حال
 سے قریب کرنے کے لئے اور مضارع میں تقلیل کے واسطے۔
 سوال: توقع کے کیا معنی؟

جواب: اس کے معنی ہیں کسی چیز کے حصول کا انتظار جیسے قَدْ رَكِبَ الْأَمِيرُ ترجمہ
 بیشک امیر ابھی سوار ہو گیا۔ یہ اس شخص سے کہا جائے گا جس کو اس خبر دینے سے پہلے
 امیر کے سوار ہونے کا انتظار ہو۔ یعنی جس چیز کا تمہیں انتظار تھا وہ بیشک ابھی واقع
 ہو گئی۔ اس مثال میں (قَدْ) توقع کے ساتھ ساتھ تقریب اور تحقیق کا بھی افادہ
 کر رہا ہے۔ نظر بر آں اس میں تین معنی کا اجتماع ہوا اور کبھی بدوں توقع صرف تحقیق
 کا افادہ کرتا ہے تقریب کے ساتھ جیسے یہی مثال جبکہ غیر متوقع سے کہی جائے۔ اب
 اس میں دو معنی رہے۔ اور کبھی صرف تحقیق کا افادہ کرتا ہے جیسے کسی نے سوال کیا (هَلْ
 قَامَ زَيْدٌ) اسکے جواب میں کہا (قَدْ قَامَ زَيْدٌ) اس جواب میں قد صرف تحقیق کے لئے
 ہے۔ حاصل یہ کہ جب ماضی پر داخل ہو تو کبھی تحقیق، توقع، تقریب تینوں معنی کا فائدہ
 دیتا ہے اور کبھی صرف تحقیق اور تقریب کا اور کبھی صرف تحقیق کا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ
 کہ تحقیق کے معنی ماضی پر داخل ہونے کی صورت میں اس سے منفک نہیں ہوتے
 بخلاف تخریب اور توقع کہ یہ منفک ہو جاتے ہیں اور جب مضارع پر داخل ہو تو کبھی
 صرف تحقیق کے لئے ہوتا ہے جیسے قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا۔
 اور کبھی تحقیق کے ساتھ تکثیر کے لئے بھی جیسے قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ

فِي السَّمَاءِ کہ اس میں باعتبار (نوی) مفید تحقیق ہے۔
 اور باعتبار (تقلب) مفید تکثیر اور کبھی تحقیق کے ساتھ تقلیل کا بھی مفید ہوتا ہے۔
 جیسے إِنَّ الْكَذُوبَ قَدْ يُصَدَّقُ (بیشک زیادہ جھوٹ بولنے والا کبھی تحقیقاً بول جاتا ہے) اس بیان سے ظاہر ہوا کہ مضارع پر داخل ہونے کی صورت میں بھی تحقیق کے معنی قَدْ سے جدا نہیں ہوتے۔ ماضی اور مضارع میں فرق یہ ہے کہ تقریب کا فائدہ ماضی میں دیتا ہے نہ مضارع میں۔ اور تقلیل و تکثیر کا فائدہ مضارع میں دیتا ہے نہ ماضی میں، معنی تحقیق کا فائدہ دونوں میں دیتا ہے۔

نظر بر آں کاتب الحروف کی نظر قاصر بتاتی ہے کہ عبارت کتاب میں ناخین سے تقدم و تاخر ہو گیا ہے۔ اصل عبارت یوں تھی (برائے تحقیق و در ماضی برائے تقریب ماضی بحال اور در مضارع برائے تقلیل) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (قَدْ) تحقیق کے لئے ہے خواہ ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر، تحقیق کے معنی اس سے منفک نہیں ہوتے۔ البتہ کبھی ماضی میں تقریب کا بھی افادہ کرتا ہے اور کبھی مضارع میں تقلیل کا۔ یہ تقریب اور تقلیل ماضی اور مضارع میں مابہ الامتیاز ہیں۔ معنی تحقیق کے اعتبار سے دونوں میں فرق نہیں کہ وہ تو دونوں میں پائے جاتے ہیں اور کتاب کی موجودہ عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماضی میں تحقیق کا افادہ کرتا ہے اور مضارع میں تقلیل کا۔ اس تقابل سے ظاہر ہوتا ہے کہ مضارع میں تحقیق کا افادہ نہیں کرتا۔ تحقیق کا افادہ ماضی کے ساتھ مخصوص ہے، حالانکہ ایسا نہیں۔ موجودہ عبارت میں واو پہلے ہے، برائے تقریب سے اس کو در ماضی سے پہلے ہونا چاہیے۔ سہو ابرائے تقریب سے پہلے لکھا گیا۔

مخفی نہ رہے کہ ہمارے بیان سے ظاہر ہوا کہ معنی تکثیر بھی مابہ الامتیاز ہیں کہ قد مضارع میں ان کا افادہ کرتا ہے نہ ماضی میں، فاقبل۔ نیز ظاہر ہوا کہ قد پانچ معنی

کا افادہ کرتا ہے۔ تحقیق، توقع، تقریب، تقلیل، تکثیر۔ ہذا ما یحظر بالبال واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

ترکیب:

(قد) برائے تحقیق و تکثیر مبنی بر سکون (نری) فعل ماضی معروف مفرد معتل
الفی مرفوع تقدیرا صیغہ واحد متکلم معظم اس میں (نحن) ضمیر مرفوع منفصل پوشیدہ
فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (تقلب) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مصدر مضاف۔

(وجہ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا منصوب معنی بنا بر مفعولیت مضاف الیہ
مضاف (کاف) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر فتح (وجہ) مضاف اپنے
مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ (فی) حرف جار مبنی بر سکون (السماء) مفرد منصرف
صحیح مجرور لفظا، جار مجرور ملکر ظرف لغو (تقلب) مضاف اپنے مضاف الیہ اور ظرف
لغو سے ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو ہوا۔
ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔

(ان) حرف مشبہ بالفعل مبنی بر فتح (الکدوب) مفرد منصرف صحیح منصوب
لفظا اسم (قد) حرف تحقیق مع تقلیل مبنی بر سکون (یصدق) فعل مضارع صحیح
مجرور از ضمیر بارز مرفوع لفظا صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل
پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ
خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا (ان) اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(قد) حرف تحقیق مع التوقع مبنی بر سکون (رکب) فعل ماضی معروف مبنی
بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (الامیر) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے
فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(قد) حرف تحقیق مبنی بر سکون (یعلم) فعل مضارع معروف صحیح

مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظا صیغہ واحد مذکر غائب (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل (الذین) اسم موصول مثنی بر فتح (یتسللون) فعل مضارع فعل مضارع معروف صحیح با ضمیر بارز مرفوع با ثبات نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز ذوالحال مرفوع محلا مثنی بر سکون راجع بسوئے اسم موصول (لواذا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، جس کے لئے محل اعراب نہیں۔ اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر ذوالحال۔

(من) حرف جار مثنی بر سکون (کم) میں (کاف) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مثنی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مثنی بر سکون، جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر ہوا (ثابتین) مقدر کا (ثابتین) جمع مذکر سالم منصوب بیائے ماقبل مکسور، اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (هم) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مثنی بر ضم راجع بسوئے ذوالحال (میم) علامت جمع مذکر مثنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے ملکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: بیشک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لیکر۔

ہفتم حروف استفہام و آن سہ است ما و ہمزہ و هل۔

ساتویں قسم حروف استفہام اور وہ تین ہیں، ما اور ہمزہ اور هل۔

سوال: ہدایۃ النحو، کافیہ وغیرہ کتب نحو میں حروف استفہام صرف دو بتائے ہیں ہمزہ اور هل۔ اور مصنف علیہ الرحمۃ نے تین بیان فرمائے، ما کا اضافہ فرمایا تو کیا (ما) حرفیہ بھی استفہام کے لئے آتا ہے۔

جواب: (ما) حرفیہ استفہام کے واسطے نہیں آتا۔ یہاں پر ناخین نے (اُن) کی

جگہ (ما) لکھ دیا ہے اور (اَل) استفہام کے لئے آتا ہے۔ امام قطرب نے جلیل القدر صحابی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا (اَلْ فَعَلَتْ) یعنی (هَلْ فَعَلَتْ) کذا فی التکملة صفحہ ۵۵۰۔ نظر برآں حروف استفہام تین ہو گئے۔

سوال: ہدایۃ النحو وغیرہ میں کتب نحو سے مخالفت اب بھی رہی کہ انہوں نے حروف استفہام صرف دو بیان فرمائے ہیں۔

جواب: جنہوں نے حروف استفہام دو بیان فرمائے ہیں وہ (اَل) کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ اصل میں (هَلْ) ہے (ہا) کو ہمزہ سے بدل کر (اَل) کہتے ہیں۔ (اَل) الگ کوئی حرف نہیں۔ نظر برآں حروف استفہام دو ہی رہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے (اَل) کو مستقل حرف شمار فرمایا تو تین ہوئے۔

وللناس فیما یعشقون مذاہب۔

یایوں کہا جائے گا کہ اصل عبارت یوں تھی (واں دواست ہمزہ وھل) ناخین نے (دو) کی جگہ (سہ) کر دیا اور (ما) بڑھا دیا۔ اب دیگر کتب سے مخالفت نہ رہے گی۔ ناخین کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ کہ ہدایۃ النحو، کافیہ اور اس کی شروح، شرح جامی، جامع الغموض، غایۃ التحقیق، تسہیل الکافیہ، محرم آفندی، وافیہ، حتی کہ شرح رضی میں بھی نہیں ملا کہ (ما) حرفیہ برائے استفہام آتا ہے۔ نہ شرح رضی کے حاشیہ میں سید شریف میں، نہ شرح جامی کے حواشی، حاشیہ ملا عبد الغفور، حاشیہ ملا عبد الحکیم موسوم بہ تکرر، حاشیہ ملا عصام، حاشیہ ملا جمال، حاشیہ سوال باسولی، حاشیہ سوال کاظمی وغیرہ میں بلکہ نہ علامہ ابن ہشام کی معنی اللیب میں، نہ بمع الہوامع میں، شرح جمع الجوامع للسیوطی میں، نہ الفیہ ابن مالک کی شرح اشمونی میں، نہ اُس کے حاشیہ الصبان میں۔ بلکہ (ما) حرفیہ کی کل چار قسمیں مذکور ہیں۔ اول نافیہ، دوم کافیہ، سوم مصدریہ، چہارم زائدہ۔

تعجب اس پر ہے کہ نحو میر کے کسی صاحبان جیسے کہ حضرت مولانا عبدالعلی صاحب مدرسی، مولانا انور علی صاحب، مولانا ہادی علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے بھی اس طرف توجہ نہیں فرمائی بلکہ نحو میر کا تحشیہ فرمانے والے صاحب نے اس مقام پر نحو میر کی شرح بزبان فارسی سے حروف استفہام کی مثالیں ذکر کی ہیں۔ شرح مذکور کے مصنف نے (ما) حرفیہ استفہام کی مثال میں (مَا اسْمُکَ) پیش فرمایا ہے جو صحیح نہیں کہ اس مثال میں (ما) اسمیہ استفہامیہ ہے نہ (ما) حرفیہ استفہامیہ۔ ورنہ لازم آئے گا کہ (ما اسمک) جملہ نہ رہے۔ حالانکہ جملہ ہے کہ اس پر سکوت کرنے سے مخاطب کو طلب معلوم ہوتی ہے، جملہ نہ رہنے کی وجہ یہ کہ (ما) چونکہ حرف ہے۔ لہذا وہ نہ مسند الیہ، نہ مسند، اب رہ گیا (اسْمُکَ) اگر یہ مسند الیہ ہے تو مسند غیر موجود اور اگر مسند ہے تو مسند الیہ مفقود۔ اور یہاں پر فقط مسند الیہ یا مسند سے جملہ نہیں بنتا۔ نظر بر آں مثال مذکور میں (ما) حرفیہ ہونا یقیناً ناحق تو اسمیہ ہونا حق حق۔

فيا ايها الناظرون خذوا ما اتيتكم فان الناس من قديم الزمان عنه

غافلون.

ترکیب: (اَلْ) حرف استفہام مبنی بر سکون (فَعَلْتُ) ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اسمین (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، مرفوع محلا مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(ما) اسمیہ برائے مبتدا مرفوع محلا مبنی بر سکون (اسم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (کاف) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلا مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

تنبیہ ۲۳۳ و ۲۳۴:

مہر منیر صفحہ ۱۴۲ میں، المصباح المنیر صفحہ ۱۵۱ میں (ما) حرفیہ کو برائے استفہام قرار دیا ہے اور اول نے صفحہ مذکور پر اس کی مثال میں (ما اسمک) پیش کیا ہے۔

اقول:

یہ دونوں غلط ہیں۔ کما سبق آنفا۔ سچ ہے کہ
 بہ ہی مکتب و ہی ملّا
 حال طفلان زبوں شدہ است
 ہشتم حروف ردع و آں کلاست بمعنی بازگردانیدن و بمعنی حقانیز آمدہ است
 چوں کلاسوف تعلّمون۔
 آٹھویں قسم حرف ردع اور وہ کلا ہے۔ بمعنی کسی کو روکنا اور بمعنی حَقًّا بھی
 آیا ہے جیسے کلاسوف تعلّمون۔
 سوال: ردع کے کیا معنی؟

جواب: روکنا چونکہ متکلم کو اس کے کلام سے روکنے کے لئے آتا ہے اس لئے حرف ردع کہتے ہیں۔ جیسے کسی نے تم سے کہا (زَيْدًا يُبْغِضُكَ) ترجمہ: زید تجھ سے بغض رکھتا ہے۔ تم نے جواباً کہا (کَلَّا) ہرگز نہیں۔ یعنی آئندہ ایسا نہ کہنا جو تم کہہ رہے ہو، ایسا نہیں ہے۔ اور یہ (کَلَّا) کبھی (حَقًّا) کے معنی میں آتا ہے یعنی جیسے (حَقًّا) مضمون جملہ کی تحقیق کے لئے آتا ہے، یہ بھی آتا ہے جیسے: کلاسوف تعلّمون۔

ترجمہ: بیشک عنقریب جان لو گے (نزع کے وقت اپنے اس حال کے نتیجہ بد کو)۔

ترکیب:

(زید) بترکیب معلوم مبتدا (یغض) فعل مضارع معروف صحیح
مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظا صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل
پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا (ک) ضمیر منصوب متصل مفعول
بہ منصوب محلا مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مرفوع
محلا، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: زید تجھ سے بغض رکھتا ہے۔

(کَلَّا) حرف ردع مبنی بر سکون، اس کے بعد (لا تقل کذا) محذوف جس
میں (لا) برائے نہی مبنی بر سکون (تقل) فعل مضارع صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون
صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع منفصل فاعل
مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح (کذا) اسم کنایہ مفعول بہ
منصوب محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
یا (لیس الامر کذا) محذوف جس میں (لیس) فعل ناقص مبنی بر فتح
(الامر) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم (کذا) اسم کنایہ، خبر منصوب محلا مبنی بر سکون
فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(کَلَّا) بمعنی (حقاً) مبنی بر سکون (سوف) حرف استقبال مبنی بر فتح
(تعلمون) فعل مضارع معروف صحیح با ضمیر بارز مرفوع با ثبات نون، صیغہ جمع
مذکر حاضر، اس میں (واؤ) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل
اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نہم تنوین و آن پنج است تمکن چوں زیند و تنکیر چوں صہ ای اُسکٹ
سُکُوتاً مافی و قُب مآ اَمَاصَہ بغیر تنوین فمعناہ اُسکُتِ السُّکُوتِ اَلانَ و عوض

چوں یَوْمِئِذٍ وَمَقَابِلَہ چوں مُسْلِمَاتٍ وَتَرْنَمُ کہ در آخرا بیات باشد شعر اِقْلَى اللُّؤْمِ عَاذِلَ وَالْعِتَابُنْ وَقَوْلِي اِنْ اَصْبْتُ لَقَدْ اَصَابُنْ۔ و تنوین تَرْنَم در اسم و فعل و حرف رود اما چہار اولین خاص است باسم۔

نویں قسم تنوین اور وہ پانچ ہیں تمکن جیسے زید اور تنکیر جیسے صہ بمعنی اسکت سکوتا فی وقت مالیکن صہ بغیر تنوین تو اس کے معنی ہیں اسکت السکوت الان اور عوض جیسے یومئذ اور مقابلہ جیسے مسلمات اور ترنم جو آخرا بیات میں ہوتی ہے۔

اے عاذلہ تو ملامت اور عتاب کو کم کر، اگر میں صواب کو پہنچوں تو کہہ کہ وہ صواب کو پہنچا۔

اور تنوین ترنم اسم اور فعل اور حرف پر داخل ہوتی ہے لیکن اول چار خاص ہیں اسم کے ساتھ۔

سوال: لغت عرب اور اصطلاح میں (تنوین) کے کیا معنی؟

جواب: تنوین کے لغت عرب میں کوئی معنی نہیں عرب نے اس لفظ کا استعمال ہی نہیں کیا۔

یہ لفظ اہل عبیت کا ایجاد کردہ ہے انہوں نے (نون) سے (تنوین) بنایا جس کے حاصل معنی اُن کے نزدیک یہ کہ کسی کلمہ پر (نون) داخل کرنا۔ کوئی (نون) بھی ہو۔ پھر اس معنی سے نقل کیا (نون) مخصوص کی جانب یعنی (نون) اصطلاحی کی جانب جس کی تعریف آئندہ آتی ہے اب (تنوین) کے معنی ہوئے کسی کلمہ پر (نون) اصطلاحی داخل کرنا۔ چونکہ یہ معنی پہلے معنی سے منقول ہوئے۔ نظر بر آں پہلے معنی اصل قرار پائے۔ بایں معنی عارف جامی قدس سرہ السامی نے پہلے معنی کو اصل قرار دیا ہے نہ بایں معنی کہ پہلے معنی لغت عرب کے ہیں (تکلمہ صفحہ

(۵۵۰) پھر نون مخصوص تنوین کے ساتھ موسوم کر دیا۔ نظر بر آں جن کتابوں میں پہلے معنی کو لغوی قرار دیا ہے وہ صحیح نہیں۔

تنوین کے اصطلاحی معنی:

وہ نون جو وضعاً ساکن اور کلمہ کے منتہی کی حرکت کے بعد واقع ہو اور تاکید فعل کا افادہ نہ کرے جیسے جاء فی زید میں (زید) کلمہ ہے۔ اس کا منتہی (دال) ہے۔ اُس پر حرکت ضمہ، اس ضمہ کے بعد نون ساکن ہے۔ جس کی وضع سکون پر ہوئی ہے۔ ایسے نون کو تنوین کہتے ہیں۔ اگر یہ نون کسی عارض کی بنا پر متحرک ہو جائے تو تنوین ہونے سے خارج ہو جائے گا کہ باعتبار وضع ساکن ہے جیسے:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ (احد) کے نون ساکن پر بعارض وصل کسرہ آگیا۔ (وضعاً ساکن ہو) اس قید سے وہ نون تنوین ہونے سے نکل گیا جو وضعاً متحرک ہو جیسے فَعَلْنَ کَانُونَ (کلمہ کے منتہی کی حرکت کے بعد واقع ہو اس قید سے (من) اور (لن) کے نون تنوین ہونے سے نکل گئے کہ یہ خود کلمہ کے منتہی ہیں۔ منتہی کی حرکت کے بعد واقع نہیں (اور تاکید فعل کا افادہ نہ کرے) اس قید سے (نون خفیفہ) نکل گیا جیسے (لَيَفْعَلْنَ) کہ یہ وضعاً ساکن بھی ہے اور کلمہ کے منتہی کی حرکت کے بعد بھی ہے لیکن فعل کی تاکید کا افادہ کرتا ہے اور تنوین تاکید فعل کا افادہ نہیں کرتی۔ نظر بر آں یہ تنوین نہ ہوا۔ اس تنوین کی پانچ قسم ہے۔

اول تنوین تمکین جو اسم کے معرب ہونے پر دلالت کرے جیسے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ میں۔

دوم تنوین تنکیر جو اسمائے مبیہ کے معرفہ اور نکرہ ہونے میں فارق ہو جس پر یہ تنوین داخل ہے وہ نکرہ اور جس پر داخل نہیں وہ معرفہ جیسے صَبَّهِ اسم فعل پر تنوین اس کے نکرہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

نظر بر آں اس کے معنی ہیں اُسْكُتْ سَكُوتًا مَافِي وَفِي مَآ۔ یعنی کسی

وقت تو چپ رہا کرو اور (صہ) بغیر تنوین اسم فعل معرفہ ہے۔ نظر برآں اس کے معنی ہوئے (أُسْكُتُ السَّكُوتِ الْآنَ) اب چپ رہو۔ یعنی خاموشی اختیار کرو زمانہ متکلم کے بعد متصل زمانہ میں۔

سوم تنوین عوض جو اسم پر مضاف الیہ کے بدلے میں آتی ہے خواہ مضاف الیہ جملہ ہو جیسے حِينَئِذٍ میں (اِذْ) پر تنوین (كَانَ كَذَا) جملہ مضاف الیہ کے بدلے میں ہے، خواہ مضاف الیہ جملہ نہ ہو جیسے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ میں (بعض) پر تنوین (هم) مضاف الیہ کے بدلے میں ہے جو جملہ نہیں۔

چہارم تنوین مقابلہ جو نون جمع مذکر سالم کے مقابلہ میں جمع مونث سالم پر آتی ہے جیسے جَاءَ نَبِيٌّ مُسْلِمًا میں تنوین مُسْلِمُونَ کے نون مقابلہ ہے۔ اس میں علامت جمع (واو) ہے اور اُس میں (الف)۔

پنجم تنوین ترنم جو شعر کے مصرعوں کے آخر لگتی ہے جیسے:

أَقْلَى اللُّؤْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابِ
وَقَوْلِي إِنَّ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنُ

پہلے مصرع میں (العتاب) کے آخر اور دوسرے مصرع میں (اصاب) کے آخر، پہلی چار قسمیں اسم کے ساتھ مخصوص ہیں، اسی واسطے علامت اسم قرار پائیں۔ پانچویں مخصوص نہیں اسی واسطے اس کو علامت اسم قرار نہیں دیا گیا۔
ترکیب:

(صہ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلّابی برکسر اس میں (انت) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر مرفوع محلّابی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح اسم فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔
(أُسْكُتُ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس

میں (انت) پوشیدہ جس میں (ان) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون
(تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (سکوتا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا موصوف
(ما) صفت مبنی بر سکون منصوب محلا موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول مطلق نوعی
(فی) حرف جار مبنی بر سکون (وقت) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا موصوف
(ما) صفت مجرور محلا مبنی بر سکون، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر نظر
ف لغو، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق نوعی اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
(صہ) اسم فعل مبتدا مبنی بر سکون۔ باقی ترکیب حسب سابق۔ (اسکت) فعل
امر حاضر معروف مبنی بر سکون کسرہ موجودہ حرکت تخلص من السکونین باقی حسب
سابق (الان) ظرف زمان مبنی بر فتح مفعول فیہ منصوب محلا، فعل اپنے فاعل اور مفعول
مطلق اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(اَقْلَى) فعل امر حاضر معروف مبنی بر حذف نون صیغہ واحد مونث حاضر اس
میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (اللوم) مفرد منصرف صحیح
منصوب لفظا معطوف علیہ (واؤ) حرف عطف مبنی بر فتح (العتاب) مفرد منصرف صحیح
منصوب لفظا معطوف (تنوین) برائے ترنم، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول
بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب ندا مقدم
ہوا (یا عاذل) اس میں (یا) حرف ندا قائم مقام (ادعو) فعل مضارع معروف
مفرد معتل واوی مرفوع تقدیرا، صیغہ واحد متکلم اسمیں (انا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ
فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (عاذل) منادی مفرد معرفہ مرخم مبنی بر ضم مقدر مفعول بہ
منصوب، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جملہ ندا ہوا۔

(واؤ) حرف عطف مبنی بر فتح (قولی) فعل امر حاضر معروف مبنی بر حذف
نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی

برسکون (لقد) میں (لام) برائے تاکید مبنی برفتح (قد) حرف تحقیق مبنی برسکون۔
 (اصاب) فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب اس
 میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے جرید جو اس
 شعر کا قائل ہے۔ (تنوین) برائے ترنم، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ
 منصوب محلا (قولی) فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

هذا على مافى التكملة كے، انہوں نے جملہ من حیث جملہ کو مقولہ
 قرار دیا ہے۔ فقیر کا تب الحروف اس کے سمجھنے سے قاصر رہا۔ کیونکہ یہ مقولہ منصوب
 ہے کہ رفع اور جر کی کوئی وجہ نہیں اور منصوب ہونے کی تقدیر پر ضروری ہے کہ منصوبات
 میں سے کوئی منصوب ہو۔ حالانکہ کسی منصوب میں داخل نہیں کہ سب کے سب اسم
 ہوتے ہیں اور جملہ من حیث جملہ اسم نہیں، اگر اس کو اسم کی تاویل میں لیں تو جملہ نہ
 رہے گا اور مقولہ جملہ ہی کہلاتا ہے عند الكل۔

لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثَ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا.

(ان) حرف شرط مبنی برسکون (اصْبُتْ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون
 مجزوم محلا صیغہ واحد متکلم اس میں (تسا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برضم
 فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط جس کی جزا البقرینہ سابق محذوف یعنی
 (قولی لقد اصابن) شرط اپنی جزائے محذوف سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر میں تیرے عشق میں صادق ہوں تو یوں کہہ کہ میرے عشق میں برحق ہے
 - یہ ترجمہ اس وقت ہے جبکہ (قلت) سے عدم مراد ہو جو مناسب مقام ہے، ورنہ ترجمہ
 معروف۔

تنبیہ ۲۳۵ تا ۲۳۷:

المصباح المنیر صفحہ ۱۵۱ میں تنوین تنکیر کے متعلق تحریر کیا ہے کہ (یہ تنوین فقط

اسمائے افعال میں لگتی ہے)

اقول:

یہ غلط ہے بلکہ اسمائے اصوات میں بھی لگتی ہے کما فی الکلمۃ صفحہ ۵۵۷
، پھر صفحہ ۱۵۶ پر تنوین مقابلہ کے بیان میں تحریر کیا کہ اس تنوین کو تنوین مقابلہ کہنے کی وجہ
یہ ہے کہ یہ تنوین دراصل نون جمع کے مقابلے میں لائی گئی ہے کیونکہ جمع مذکر سالم میں
نون جمع اور الف آتا ہے اور جمع مؤنث سالم میں الف جمع اور تنوین آتی ہے۔ اسلئے
اس تنوین کو تنوین مقابلہ کہا جاتا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ جمع مذکر سالم میں الف نہیں
آتا۔ بلکہ (واؤ) آتا ہے جس کو علامت جمع کہتے ہیں اور جمع مذکر سالم
میں (نون) نون جمع نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ بصورت اضافت نون ساقط ہونے
کے بعد جمع نہ رہے۔ نظر برآں اسم متمکن کی باعتبار وجہ اعراب سولہویں قسم باقی نہ
رہے گی۔ حالانکہ مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کو سولہویں قسم قرار دیا ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہمی مکتب و ہمی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

دہم نون تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ وخفیفہ چوں اِضْرِبَنَّ وَاِضْرِبَنَّ۔

دسویں قسم نون تاکید فعل مضارع کے آخر میں ثقیلہ اور خفیفہ جیسے اِضْرِبَنَّ

اِضْرِبَنَّ۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ کا نون تاکید کے فعل مضارع کے آخر میں ہونے کی

مثال میں (اِضْرِبَنَّ) اور (اِضْرِبَنَّ) کو پیش فرمانا صحیح نہیں کہ:

(اِضْرِبَنَّ) اور (اِضْرِبَنَّ) امر حاضر معروف ہیں اور یہ فعل مضارع نہیں بلکہ فعل

مضارع کے قسیم ہیں اس لئے کہ نحو یوں کے نزدیک فعل کی تین قسم

ہیں۔ ماضی، مضارع، امر حاضر معروف نظر برآں مثال مطابق نہیں مثل لہ کے۔

جواب: یہاں پر (فعل مضارع) سے مراد (فعل مستقبل) ہے یعنی وہ فعل جو زمانہ آئندہ پر دلالت کرے خواہ اُس سے طلب مفہوم ہوتی ہو جیسے بصورت (امر) جس کی مثال کتاب میں مذکور ہے یا نہی جیسے لَا تَضْرِبَنَّ یا استفہام جیسے هَلْ تَضْرِبَنَّ زَيْدًا یا تمنی جیسے لَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ زَيْدًا وغیرہ یا اُس سے طلب مفہوم نہ ہوتی ہو بلکہ خبر جیسے لَيَضْرِبَنَّ زَيْدًا لیکن مضارع خبری سے نون تاکید کا لحوق مشروط ہے بایں شرط کہ اُس کے شروع میں لام تاکید ہو۔

ترکیب:

(اضْرِبَنَّ) امر حاضر معروف مبنی بر سکون، فتح موجودہ حرکت تخلص من السکونین (نون) ثقیلہ مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر اس میں (انت) پوشیدہ جس میں (ان) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: ضرور ضرور مار۔

(اضْرِبَنَّ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون، فتح موجودہ حرکت تخلص من السکونین و نون خفیفہ مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر اس میں (انت) پوشیدہ جس میں (ان) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: ضرور مار۔

(لا) برائے نہی مبنی بر سکون (تَضْرِبَنَّ) فعل مضارع معروف مبنی بر فتح مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (انت) پوشیدہ جس میں (ان) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (نون) ثقیلہ مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: ہرگز ہرگز مت مار۔

(ہل) حرف استفہام مبنی بر سکون (تَضْرِبَنَّ) فعل مضارع معروف مبنی بر فتح، مرفوع محلا صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (انت) پوشیدہ جس میں (ان) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (نون) ثقیلہ مبنی بر فتح (زیدا) بترکیب مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: کیا تو زید کو ضرور ضرور مارے گا۔

(لیت) حرف مشبہ بالفعل مبنی بر فتح (کاف) ضمیر منصوب متصل اسم منصوب محلا مبنی بر فتح (تَضْرِبَنَّ) بترکیب معلوم فعل و فاعل (زیدا) بترکیب معلوم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مرفوع محلا (لیت) اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: کاش کہ تو زید کو ضرور بالضرور مارے۔

اس مثال میں جملہ انشائیہ خبریہ ہوا جس کا جواز مختلف فیہ ہے۔ متفق علیہ مثال یہ ہے:

لَيْتَمَا تَضْرِبَنَّ زَيْدًا.

اس میں (لیت) حرف مشبہ بفعل مبنی بر فتح مکفوف عن العمل (ما) کافہ مبنی بر سکون (تَضْرِبَنَّ زَيْدًا) بترکیب معلوم، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(لَيَضْرِبَنَّ زَيْدًا) اس میں (لا) برائے تاکید مبنی بر فتح (یضربن) فعل مضارع معروف مبنی بر فتح مرفوع محلا صیغہ واحد مذکر غائب (نون) ثقیلہ مبنی بر فتح (زید) بترکیب معلوم فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: البتہ ضرور ضرور زید مارے گا۔

وَكَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا۔ میں (با) زائد ہونے کے باوجود اسمِ جلال

کو جردے رہی ہے۔

ترجمہ: اور اللہ کافی ہے گواہ۔

اور (لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ) میں (کاف) زائد ہونے کے باوجود جردے رہا ہے۔

ترجمہ: اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔

اور (هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ) میں (مِنْ) زائد ہونے کے باوجود عامل ہے۔

ترجمہ: کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے۔

وَمَلَكٌ مَّا بَيْنَ الْعِرَاقِ وَيَثْرَبَ

مُلْكًا أَجْزَارَ الْمُسْلِمِ وَمُعَاهِدَ

میں (لام) زائد ہونے کے باوجود عمل کر رہا ہے۔

ترجمہ: اور تم عراق سے لیکر یثرب تک کے مالک ہوئے ایسی ملکیت کے ساتھ جس

نے مسلم اور ذمی کافر کو پناہ دی۔

جواب: بیشک یہ حروف زائد ہونے کے باوجود عمل کرتے ہیں لیکن یہاں پر ان

کا ذکر طرد اللباب ہے کہ حروف زائد غیر عاملہ کے ساتھ زوائد عاملہ کو بھی

ذکر کر دیا تا کہ کل زوائد بیان میں آجائیں اور جو چیز طرد اللباب بیان کی جاتی ہے اس

کے ذکر کو کرنا درست نہیں۔ کہتے جیسے کافیہ میں منع صرف کے سبب (عدل) تقدیری

کے ساتھ باب قظام کے عدل تقدیری کو بھی ذکر فرما دیا۔ حالانکہ باب قظام کا عدل

تقدیری منع صرف کے لئے سبب نہیں۔ اس کا ذکر طرد اللباب ہے تا کہ عدل تقدیری

کے کل افراد بیان میں آجائیں۔ ایک وہ جو منع صرف کے سبب بنے، دوسرا وہ جو منع

صرف کے لئے سبب نہ ہو۔ کمافی حاشیۃ الملاء عبد الغفور علیہ الرحمة اللہ الشکر۔

(ان) زائدہ جیسے

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِي

لَكِنْ مَدَحْتُ بِمَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

اس میں (ما) کے بعد (ان) زائد ہے۔ اس شعر کے حاصل معنی یہ کہ میں اپنے الفاظ سے محبوب خدا ﷺ کی مدح نہیں کی کہ اس قابل کہاں۔

ہزار بار بشوئم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

بلکہ آپ کی مدح میں واقع ہونے سے میرے الفاظ کو شرافت حاصل ہوگئی۔
اور (آن) جیسے:

فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَى وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا.

اس میں (لما) کے بعد (آن) زائد ہے۔

ترجمہ: پھر جب خوشی سنانے والا آیا اُس نے وہ گرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا، اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں۔

اور (ما) زائدہ جیسے:

إِذَا مَا تَسَافَرُ أَسَافِرُ اس میں (إذا) کے بعد (ما) زائدہ ہے۔

ترجمہ: جب تو سفر کرے گا میں سفر کروں گا۔

اور (لا) زائدہ جیسے ما جاءني زيد ولا عمرو۔ اس میں (واو) کے

بعد (لا) زائدہ ہے۔

ترجمہ: میرے پاس نہ زید آیا نہ عمرو۔ باقی ماندہ چار حروف کی مثالیں گزر گئیں۔

ترکیب:

(واو) حرف عطف مبنی بر فتح (کافی) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح

مقدر، صیغہ واحد مذکر غائب (با) حرف جار زائد مبنی بر کسر (اسم جلالہ) مفرد منصرف

صحیح مجرور لفظا مرفوع محلا فاعل (شہید) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا صفت مشبہ

، صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم جلالت، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر تمیز نسبت، فعل اپنے فاعل اور تمیز نسبت سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(لیس) فعل ناقص مبنی بر فتح (کاف) حرف جار زائد مبنی بر فتح (مثل) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا منصوب محلا مضاف (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے اسم جلالت، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر مقدم (شیء) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم، فعل ناقص اپنے اسم مؤخر و خبر مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(هل) حرف استفہام مبنی بر سکون (من) حرف جار زائد مبنی بر سکون (خالق) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مرفوع محلا مبتدا (غیر) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(واو) حرف عطف مبنی بر فتح (ملکت) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح (ما) اسم موصول مبنی بر سکون (بین) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مضاف۔

(العراق) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا معطوف علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (یشرب) غیر منصرف بوجہ علمیت اور وزن فعل مجرور بکسرہ بضرورت شعری معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثبت) مقدر کا (ثبت) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موصول۔

فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ جس کے

(لام) حرف جارزائد مبنی ہو کر (مسلسلہ) مفرد منصرف صحیح
مجرور لفظاً منصوب محلاً معطوف علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح۔
(مُعَاهِد) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً منصوب محلاً معطوف معطوف علیہ
اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ
ہو کر صفت منصوب محلاً۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق نوعی۔ فعل اپنے
فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق نوعی سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
کیونکہ یہ شعر مدح میں ہے اور مدح انشاء ہوتی ہے۔

(ما) حرف نفی مبنی بر سکون (ان) حرف زائد برائے تاکید نفی مبنی بر سکون (مدحت) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (اسم رسالت) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ (با) حرف جار مبنی بر کسر (مقالہ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مجرور لفظاً کسرہ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون۔

مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جا رہا ہے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا کہ اس میں مدح سابق کے متعلق اخبار ہے۔ فاعل

(لکن) حرف عطف مثنیٰ بر سکون (مدحت) بترکیب سابق (مقاله) غیر جمع

مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مجرور تقدیراً کسرۃ موجودہ حرکت مناسبت۔

(یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ (یا) حرف جار مبنی بر کسر (اسم رسالت) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔

فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (فا) حرف عطف مبنی بر فتح (لما) ظرف زمان متضمن معنی شرط مبنی بر سکون مفعول فیہ مقدم منصوب محلاً (اَنْ) حرف زائد مبنی بر سکون (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح، صیغہ واحد مذکر غائب۔

(البشیر) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (القی) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے البشیر (ها) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے (قمیص) جو ماقبل میں مذکور ہے۔

(علی) حرف جار مبنی بر سکون (وجه) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلاً مبنی بر کسر راجع بسوئے یعقوب علیہ السلام، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔

(فا) حرف عطف مبنی بر فتح (ارتد) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح، فعل ناقص صیغہ واحد مذکر غائب، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ اسم مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے یعقوب علیہ السلام (بصیرا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع

بسوئے اسم فعل ناقص، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

(اذا) اسم شرط مبنی بر سکون مفعول فیہ مقدم منصوب محلا (ما) حرف زائد مبنی بر سکون (تسافر) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً، کیونکہ اذا جازم نہیں، صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اس میں (انت) پوشیدہ جس میں (ان) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (اسافر) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم، اسمیں (انا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(ما) حرف نفی مبنی بر سکون (جاء) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون (زید) بترکیب معلوم معطوف علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (لا) حرف زائد مبنی بر سکون (عمرو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ: ۲۳۹ تا ۲۴۳:

المصباح المنیر صفحہ ۱۵۴ میں (ما) زائدہ کی مثال یوں تحریر کی

ہے۔ (لیتماصلی اصلی اور اینما تنوم انوم)

اقول:

یہ غلط ہے کہ (لَيْتَمَا) اور (أَيْنَمَا) جازم ہیں تو پہلی مثال میں (تُصَلِّ أَصْل) اور دوسری میں (تَنْمُ أَنْتُمْ) ہونا چاہیے۔ اور المصباح المنیر میں اسی صفحہ پر اور مہر منیر میں صفحہ ۱۴۵ پر (من) اور (کاف) اور (با) اور (لام) حروف جار زائدہ کے ذکر اس مقام پر تسامح قرار دیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ ان کا ذکر طرد اللباب ہے کما سبق تفصیلہ۔ اور جو چیز طرد اللباب ذکر کی جائے اس کو تسامح نہیں کہتے۔

پھر اول نے اسی صفحہ پر ان چاروں حروف کے متعلق لکھا ہے کہ (یادرکھو کہ یہ حروف کلام غیر موجب میں زائد آیا کرتے ہیں) پھر لام زائدہ کی مثال میں (رَدِفْ لَكُمْ) ذکر کیا ہے۔ یہ بدو وجہ غلط ہے۔ اولاً اسلئے کہ (رَدِفْ لَكُمْ) کلام غیر موجب نہیں حالانکہ اس لام زائدہ ہے۔

ثانیاً اس لئے کہ (کلام غیر موجب) کی قید دیو بندی اضافہ ہے۔ جس کے باطل ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ (کفی باللہ شہیدا) میں (با) زائد ہے اور یہ کلام غیر موجب نہیں۔ اسی طرح مذکورہ شعر میں (اجاز لمسلم) کلام غیر موجب نہیں حالانکہ یہ کلام غیر موجب نہیں کذا فی الرضی۔ باقی رہا (من) اسمیں تحقیق یہ ہے کہ کلام موجب میں بھی زائد ہوتا ہے چنانچہ عبدالرسول میں ہے:

بهر تبعیض وقسم ونسبت بدل

نیز تجوید است وزائد هم بیاید مطلقاً

در خود حاشیہ میں اس مثال میں یہ آیت پیش فرمائی:

وَلَقَدْ جَاءَكَ مِنْ نَبَأِ الْمُرْسَلِينَ - اسمیں (من) زائد ہے حالانکہ یہ

کلام غیر موجب نہیں۔ سچ ہے کہ

☆ بہ ہی مکتب وہمی ملاں ☆ حال طفلان زبوں شد است

دوازدهم حروف شرط و آں دواست اَمَّا وَلَوْ اَمَّا برائے تفسیر وفادار جوابش لازم باشد كَقَوْلِهِ تَعَالٰی فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فِى النَّارِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سَعِدُوْا فِى الْجَنَّةِ وَلَوْ لِوِىِّ اتِّقَاىِ ثَانِى بِسَبَبِ اتِّقَاىِ اَوَّلِ چوں لَوْ كَانَ فِيْهِمَا الْهٖةُ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا.

بارہویں قسم حروف شرط اور وہ دو ہیں اَمَّا اور لَوْ برائے تفصیل اور فَا اُس کے جواب میں لازم ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا مقولہ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فِى النَّارِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سَعِدُوْا فِى الْجَنَّةِ اور لَوْ اتِّقَاىِ ثَانِى کے لئے بوجہ اتِّقَاىِ اَوَّلِ جیسے لَوْ كَانَ فِيْهِمَا الْهٖةُ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔

(اَمَّا) تفصیل کے لئے آتا ہے جس کے دو معنی ہیں۔ اول مجمل سابق کی توضیح جیسے آیت مذکورہ میں فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ۔ کلام سابق باعتبار حکم مجمل ہے (فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فِى النَّارِ اور (وَاَمَّا الَّذِيْنَ سَعِدُوْا فِى الْجَنَّةِ) سے اُس کی توضیح کردی گئی کہ شقی کا حکم دخول دوزخ ہے اور سعید کا حکم دخول جنت۔ اس میں بعض حصہ درمیان سے اور بعض حصہ آخر سے اختصار اُذکر کیا گیا ورنہ یہ آیات بایں ترتیب نہیں۔ صرف اتنا حصہ ذکر کر دیا گیا ہے جو مقصود سے متعلق تھا۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے مبتدی طلبہ کا لحاظ کرتے ہوئے اسی ایک معنی براکتفا فرمایا اور مناسب بھی یہی ہے کیونکہ تفصیل کے لئے اگلی کتابیں ہیں۔ دوم چند چیزوں کو الگ الگ ذکر کرنا جیسے فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَا آرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا۔ اس میں مجمل سابق کی تفصیل نہیں بلکہ مومن اور کافر میں سے ہر ایک کے حال کا علیحدہ علیحدہ بیان ہے۔ اور (اَمَّا) استیناف کے لئے بھی آتا ہے جس کے معنی ہیں کلام ابتدائی کے اول لانا۔ جیسے وہ (اَمَّا) جس کو کتابوں اور وعظ کے خطبوں میں ذکر کرتے ہیں۔

چنانچہ اسی نحو میر میں تھا (أَمَّا بَعْدُ) بہر کیف (أَمَّا) تفصیل کے لئے ہو یا استیناف کے لئے معنی شرط اُس سے جُدا نہیں ہوتے اور اس کے جواب پر (فَا) لازم ہوتی ہے اِلَّا نَادِرًا جیسے ارشاد نبوی۔ أَمَّا مُوسَىٰ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذْ يَنْحَدِرُ فِي الْوَادِي۔ کہ اس میں (كَأَنِّي) پر (فَا) نہیں ہے جو جواب میں واقع ہے اور (لَوْ) اس پر دلالت کرتا ہے کہ جزا کا انتفاء ہوا بوجہ انتفاء شرط کے جیسے آیت مذکورہ میں (لَوْ) نے اس بات پر دلالت کی کہ اول کا انتفاء یعنی تعدد آلہہ کا انتفاء معلوم سبب ہے ثانی کے انتفاء یعنی فساد زمین و آسمان کے انتفاء معلوم کے لئے نفس الامر میں یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور خدا ہوتے تو زمین و آسمان کا موجودہ نظام برباد ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا اور خدا نہیں اس لئے زمین و آسمان کا نظام برباد نہ ہوا (لَوْ) کا استعمال بایں معنی مشہور ہے اور کبھی بایں معنی مستعمل ہوتا ہے کہ جزا لازم ہے شرط کے لئے اور جزا منقضى۔

اس سے استدلال کیا جاتا ہے شرط کے منقضى ہونے پر جیسے یہی آیت کریمہ کہ جزا یعنی زمین و آسمان کا فساد لازم ہے شرط کے لئے، یعنی تعدد آلہہ کے لئے تو شرط ملزوم ہوئی اور لازم منقضى ہے کہ زمین و آسمان فاسد نہیں ہیں تو ملزوم منقضى ہوا۔ یعنی تعدد آلہہ منقضى ہوا تو حید ثابت ہوئی۔ چونکہ اس لزوم کا اخبار اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کے اخبار میں کذب ممکن نہیں تو یہ لزوم قطعی ہوا اور جب لزوم قطعی ہوا تو آیت کریمہ توحید پر دلیل قطعی ہو گئی۔ فَاحْفَظْهُ اور کبھی (لَوْ) کا استعمال جزا کا استمرار بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اُس وقت جزا کو لازم قرار دیتے ہیں اُس شرط کے لئے جو دو متنافی چیزوں میں سے بہ نسبت جزا بعید ہوتی ہے۔

جیسے لَوْ أَهْتَنِّي لَا كُفْرُ مُتَكِّ۔ اگر تو میری اہانت کرتا تو بھی میں تیرا اکرام کرتا۔ مخاطب کی (اھانة) اور اُس کا (اکرام) دو متنافی چیزیں ہیں۔ ان میں مخاطب

کی (اھانۃ) بہ نسبت (اکرام) متکلم بعید ہے اور (اکرام) مستمر ہے۔ مخاطب قریب متکلم نے اپنے (اکرام) کو مخاطب (اھانۃ) کے لئے لازم قرار دیا تو اُس کے (اکرام) کے لئے بدرجہ اولیٰ لازم ہوا۔

پس معنی یہ ہوئے کہ متکلم کا (اکرام) مستمر ہے۔ مخاطب (اھانۃ) کرے یا (اکرام) اسی قبیل سے ہے یہ حدیث نِعَمَ الْعَبْدُ صُھَيْبٌ لَوْ لَمْ يُحِبُّ اللَّهُ لَمْ يُعْصِ۔ کہ عدم عصیان عدم حب کو لازم ہے تو حب تو بدرجہ اولیٰ لازم ہوا اب معنی یہ ہوئے کہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدم عصیان مستمر ہے کہ اُن سے معصیت صادر نہیں ہوتی۔

ترکیب:

(فا) برائے تفصیل مبنی بر فتح (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (ہم) میں (ہا) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے (نفس) جو ماقبل میں تحت نفی واقع ہونے کی وجہ سے عام ہو گیا اسی واسطے ضمیر جمع کا ارجاع درست ہے (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔ جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتَانِ) مقدار کا (ثَابِتَانِ) ثنی مرفوع بالالف اسم فاعل بصیغہ تثنیہ مذکر اس میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر (میم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم (شَقِي) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (سَعِيد) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مفصلہ ہوا۔

(فا) حرف تفصیل مبنی بر فتح (أَمَّا) حرف شرط مبنی بر سکون برائے تفصیل جس

کی شرط محذوف وجوباً (الَّذِينَ) اسم موصول مبنی بر فتح (شَقُوا) فعل ماضی معروف مبنی بر ضم صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے اسم موصول۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ جس کے لئے محل اعراب نہیں۔ اسم موصول اپنے صلے سے مل کر مبتدا مرفوع محلاً (فا) جوابیہ مبنی بر فتح (فی) حرف جار مبنی بر سکون (النار) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثابتون) مقدر کا (ثابتون) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (ہم) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا۔ شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ مفصلہ ہوا (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (امّا) حرف شرط مبنی بر سکون جس کی شرط محذوف وجوباً (الَّذِينَ) اسم موصول مبنی بر فتح (سَعِدُوا) فعل ماضی مجہول مبنی بر ضم صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے اسم موصول۔

فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ جس کے لئے محل اعراب نہیں۔ اسم موصول اپنے صلے سے مل کر مبتدا مرفوع محلاً۔

(فا) جوابیہ مبنی بر فتح (فی) حرف جار مبنی بر سکون (الجنة) مفرد منصرف صحیح

مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثابتون) مقدر کا (ثابتون) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (ہم) پوشیدہ جس میں (ہا)

ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے

مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا۔ شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

(لو) حرف شرط مبنی بر سکون (کان) فعل ناقص مبنی بر فتح (فی) حرف جار مبنی بر سکون (ہما) میں (ہا) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر کسر۔ راجع بسوئے ارض و سماء (میم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت تشنیہ مبنی بر سکون۔ جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا۔ (متصرفۃ) مقدر کا (متصرفۃ) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مؤنث اس میں (ہی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم مؤخر۔

اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر..... خبر مقدم۔

(آلہ) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً موصوف (الا) بمعنی (غیر) مضاف مرفوع محلاً (اسم جلالت) مضاف الیہ مجرور تقدیراً ضمہ موجودہ (الا) کے اعراب محلی کو بیان کرنے کے لئے ہے۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر اسم مؤخر۔ فعل ناقص اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (لام) جوابیہ مبنی بر فتح (فَسَدَتَا) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ تشنیہ مؤنث غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے ارض و سماء (تا) علامت تانیث مبنی بر سکون۔ فتح موجودہ حرکت مناسبت فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء۔ شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ ہو (فا) حرف تفصیل مبنی بر فتح۔ (اَمَّا) حرف شرط برائے تفصیل بمعنی ثانی مبنی بر سکون۔ جس کی شرط محذوف وجوباً (الذین) اسم موصول مبنی بر فتح (اَمَنُوا) فعل ماضی معروف مبنی بر ضم صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے اسم موصول۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ

خبریہ ہو کر صلہ جس کے لئے محل اعراب نہیں۔ اسم موصول اپنے صلے سے مل کر مبتدا مرفوع محلا۔

(فا) جوابیہ مبنی بر فتح (فیعلمون) فعل مضارع معروف صحیح
 باضمیر بارز مرفوع باثبات نون۔ صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل
 بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا (اَنَّ) حرف مشبہ بفعل مبنی بر فتح
 موصول حرفی (ها) ضمیر منصوب متصل اسم منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے (مثلاً)
 جو ما قبل میں مذکور ہے (الحق) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً صفت مشبہ۔ صیغہ
 واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ ذوالحال (من) حرف جار مبنی
 بر سکون (رب) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً (هم) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف
 الیہ مجرور محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے مبتدا (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔ مضاف
 اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔

جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا۔ (ثابتاً) مقدار کا (ثابتاً) مفرد منصرف صحیح
 منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل
 مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے
 مل کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل۔ صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل
 کر خبر۔ اسم (اَنَّ) اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول حرفی اپنے صلہ
 سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مفعول بہ منصوب محلا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل
 کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا۔ شرط
 محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ ہو (واو) عطف مبنی بر فتح (امّا) حرف
 شرط برائے تفصیل بمعنی ثانی مبنی بر سکون۔ جس کی شرط محذوف وجوباً (الذین) اسم
 موصول مبنی بر فتح (كَفَرُوا) فعل ماضی معروف مبنی بر ضم صیغہ جمع مذکر غائب اس

میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے اسم موصول۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ جس کے لئے محل اعراب نہیں۔

اسم موصول اپنے صلے سے مل کر مبتدا مرفوع محلاً (فا) جوابیہ مبنی بر فتح (یقولون) فعل مضارع معروف صحیح با ضمیر بارز مرفوع با ثبات نون۔ صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا (ما) اسمیہ برائے استفہام مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر سکون (ذا) بمعنی (الذی) اسم موصول مبنی بر سکون (آرَادَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح لفظاً فاعل (ہا) ضمیر منصوب محذوف مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم موصول (با) حرف جار مبنی بر سکون (ذا) اسم اشارہ مبنی بر سکون ممیز (مثلاً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے مل کر مجرور محلاً جار مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ محذوف اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ جس کے لئے محل اعراب نہیں۔ موصول اپنے صلے سے مل کر خبر مرفوع محلاً۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہو کر مقولہ یا مراد اللفظ ہو کر مقولہ منصوب محلاً یا تقدیراً۔

فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا۔ شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

(اما) حرف شرط مبنی بر سکون اس کی شرط محذوف وجوباً (موسیٰ) غیر منصرف مرفوع تقدیراً مبتدا (کَانَ) حرف مشبہ بفعل مبنی بر فتح مقدّر کسرہ موجودہ حرکت مناسبت برائے تحقیق (یا) ضمیر منصوب متصل اسم منصوب محلاً مبنی بر سکون (انْظُرْ) فعل مضارع

معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً۔ صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون۔

(الی) حرف جار مبنی بر سکون (ها) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر کسر راجع بسوئے مبتدا۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ (اِذْ) ظرف زمان مبنی بر سکون مضاف (يَخْدُرُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا (فَیْ) حرف جار مبنی بر سکون (الْوَادِیْ) اسم منقوص مجرور تقدیراً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلاً (کَانَ) حرف مشبہ بفعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر خبر مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ (نَعَمْ) فعل مدح مبنی بر فتح (الْعَبْدُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم مرفوع محلاً (صَهَيْتَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (لَوْ) حرف شرط مبنی بر سکون (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَجِبُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون۔ فتح موجودہ یا کسرہ موجودہ حرکت حرکت تخلص من السکونین صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے

(صَهَيْتَ) اور (اسم جلالۃ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يُعْصِ) فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب اس

میں (ہو) ضمیر مرفوع منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے اسم جلالہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ (لَوْ) حرف شرط مبنی بر سکون (أَهْنَتْ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح (نُون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (يَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (لَا م) جوابیہ مبنی بر فتح۔

(اِکْرَمْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (كَاف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔
تنبیہ ۲۴۴ تا ۲۴۶:

مہر نمبر ۱۴۶ میں ہے (تنبیہ) حروف شرط میں سے اِنْ بھی ہے مگر مصنف نے اس کو چھوڑ دیا ہے جو تسامح پر مبنی ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے اور آپ کی سمجھ کا تصور مصنف علیہ الرحمۃ یہاں پر حروف غیر ملکہ کو بیان فرما رہے ہیں اور (اِنْ) ہے عامل پھر اُس کو کیوں بیان فرماتے اور المصباح المئمر صفحہ ۱۵۵ میں ہے (ف) حروف شرط میں اِنْ بھی داخل ہے لیکن وہ بعض صورتوں میں عامل بھی ہوتا ہے مگر مصنف نے یہاں اس کو ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ حرف شرط جب کہ شرط و جزا مضارع ہوں تو عامل ہوتا ہے جیسے (اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ) یہ بدو وجہ غلط ہے۔

اولاً اس لئے کہ (اِنْ) کو بعض صورتوں میں عامل کہنا درست نہیں کیونکہ اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ بعض صورتوں میں عامل نہیں ہوتا حالانکہ وہ تمام صورتوں میں عامل ہوتا ہے۔ کبھی مُلغٰی عَنِ الْعَمَلِ نہیں ہوتا جیسے حروف مشبہ بہ فعل مائے کافہ کے ملحق ہونے سے عامل نہیں رہتے (اِنْ) ایسا نہیں اُس کو کوئی چیز عمل سے نہیں روکتی۔ ثانیاً اس لئے کہ یہ کہنا (جبکہ شرط و جزا مضارع ہوں تو عامل ہوتا ہے) درست نہیں کیونکہ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جب شرط و جزا مضارع نہ ہوں تو عامل نہیں ہوتا۔ یہ غلط ہے اور نحو میر یاد نہ رہنے پر مبنی۔ مصنف علیہ الرحمۃ حروف جازمہ کے بیان میں فرما چکے ہیں (اِنْ) برائے مستقبل است اگرچہ در ماضی رود چوں اِنْ ضَرْبُتْ ضَرْبُتْ و ایں جازم تقدیری بود زیر کہ ماضی معرب نیست) کہے اگر (اِنْ) غیر مضارع میں عامل نہیں ہوتا یہ جزم تقدیری کہاں سے آگیا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی مولا

حال طفلان زبوں شدہ است

سیند ہم لَوْلَا و اوموضوعت برائی انتقائے ثانی بسبب وجود اول چوں

لَوْلَا عَلَيَّ لَهْلَكَ عُمْرُ.

تیرہویں قسم لَوْلَا اور وہ وضع کیا گیا ہے انتقائے ثانی کے لئے بوجہ وجود اول

جیسے لَوْلَا عَلَيَّ لَهْلَكَ عُمْرُ.

(لَوْلَا) دو جملوں پر داخل ہوتا ہے۔ نحوی دوسرے کو جواب لولا کہتے ہیں۔ چونکہ یہ

حرف شرط نہیں اس لئے پہلے جملے کو شرط نہیں کہتے۔ یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ

دوسرے جملے کا مضمون پہلے جملے کے پائے جانے کے سبب سے منقشی ہو گیا جیسے

لَوْلَا عَلَيَّ لَهْلَكَ عُمْرُ۔ اس میں دوسرا جملہ (لَهْلَكَ عُمْرُ) ہے اس

کا مضمون (هَلَاكَ عُمَرُ) اور پہلا جملہ (لَوْلَا عَلِيٌّ) ہے جو اصل میں (لَوْلَا عَلِيٌّ مَوْجُودٌ) تھا اس کا مضمون (وجود علی) ہوا۔ نظر برآں (لَوْلَا) نے اس پر دلالت کی کہ (هَلَاكَ عُمَرُ) منقشی ہوا بسبب (وجود علی) یہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک حاملہ عورت سے زنا صادر ہوا۔ بعد ثبوت شرع آپ نے اُس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ مولانا مشکل کشا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یاد دلایا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ حاملہ عورت کو وضع حمل کے بعد سنگسار کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے مذکورہ حکم سے رجوع کر کے فرمایا (لَوْلَا عَلِيٌّ لَهْلَكَ عُمَرُ) علی کی وجہ سے عمر ہلاک نہ ہوا۔ یعنی مولانا مشکل کشا کی یاد دہانی نے دینی ہلاکت سے بچالیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلاف شرع حکم دینی ہلاکت ہے۔

ترکیب:

(لَوْلَا) امتناعیہ مبنی بر سکون (علی) مفرد منصرف جاری مجرأے صحیح مرفوع لفظاً مبتدا جس کی خبر (مَوْجُودٌ) محذوف وجوباً۔ (مَوْجُودٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (لام) حرف تاکید مبنی بر فتح (هَلَكَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (عمر) غیر منصرف مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب لولا ہوا۔

تنبیہ ۲۴۷:

المصباح المنیر صفحہ ۱۵۶ میں اور مہر منیر صفحہ ۱۴۶ میں ہے (قوله لولا، یہ بھی

حروف شرط میں سے ہے۔

اقول :

لاحول و لا قوۃ تم بھی کوئی انسان ہو
تصنیف شرح اور تم لاحول و لا قوۃ
یہ غلط فاحش ہے ان فاضلان دیوبند کو علم نحو سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ اگر شرط
کے اصطلاحی معنی جانتے تو ہرگز یہ نہ کہتے کہ (لولا) بھی حروف شرط سے ہے بلکہ اتنی
سمجھ بھی نہیں کہ اگر (لولا) حروف شرط سے ہوتا تو مصنف علیہ الرحمۃ حروف شرط
میں بیان فرماتے جن کا تذکرہ کچھ دور نہیں گذرا بلکہ اس سے پہلے بلا فصل وہی
مذکور ہیں۔ اس کو علیحدہ بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ لَقَدْ صَدَقَ مَا يَقُولُونَ إِنَّ
الدِّيَابَنَةَ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طلاں زبوں شدہ است

چہار دہم لام مفتوحہ برائی تاکید چون لَزَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو۔
چودھویں قسم لام مفتوحہ تاکید کے لئے جیسے لَزَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو۔

ترکیب:

(لام) حرف تاکید مبنی بر فتح (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا۔
(أَفْضَلُ) غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ)
ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا (مِنْ) حرف
جاری بر سکون (عَمْرٍو) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ اسم
تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ
ہوا۔

ترجمہ: بیشک زید زیادہ فضیلت والا ہے عمرو سے۔

پانزدہم ما معنی مادام چون اقوّم ما جلس الامیر۔
پندرہویں قسم ما معنی مادام جیسے اقوّم ما جلس الامیر۔

(حروف مصدریہ) میں جس (ما) کا ذکر ہوا تھا اُس کی دو قسم ہیں۔ اول غیر زمانیہ جیسے وَضَاعَتْ عَلَیْكُمْ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ۔ یہ اپنے مابعد سے مل کر بمعنی مصدر ہوتا ہے چنانچہ (بِمَا رَحُبَتْ) بمعنی (بِرُحْبَهَا) ہوا۔ دوم زمانیہ جیسے مثال مذکور میں۔ اس کو زمانیہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے پہلے (وقت) مضاف کو حذف کر کے اُس کے قائم مقام اس کو کر دیا گیا تو قائم مقام ہونے کے اعتبار سے یہ زمانہ پر دلالت کرتا ہے بخلاف اول کہ اُس سے پہلے (وقت) مضاف نہیں ہوتا تو وہ (وقت) کے قائم مقام نہ ہوا لہذا وہ زمانہ پر دلالت نہیں کرتا اسی لئے وہ غیر زمانیہ کہلاتا ہے۔

سوال: جب یہ وہی (ما) مصدری ہے جس کا ذکر حروف مصدریہ ہو چکا۔ تو اب دوبارہ ذکر کرنے سے تکرار لازم آئی ہے جو مناسب نہیں؟
جواب: جی نہیں اولاً ذکر غیر زمانیہ ہونے کے اعتبار سے ہے اور ثانیاً زمانیہ ہونے کے اعتبار سے۔

سوال: اس (ما) کو بمعنی (مادام) کہنے سے کیا مقصود اتنا فرمانا کافی تھا کہ (ما) بمعنی (وقت)؟

جواب: (مادام) میں یہی (مائے) مصدری ہے اور (دَامَ) فعل ناقص جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اُس کی خبر کا ثبوت اسم کے لئے دائم ہے تو (ما) اپنے مابعد سے مل کر بمعنی (دوام) مذکور ہوا اور (ما) قائم مقام (وقت) تھا تو (مادام) کے معنی ہوئے (وقتِ دوام مذکور) یعنی ثبوت خبر برائے اسم کا کل وقت۔ تو مصنف علیہ الرحمۃ نے (بمعنی مادام) فرمایا تا کہ معلوم ہو کہ یہ (ما) زمانیہ (کل وقت) کے معنی میں ہوتا ہے نہ (مطلقاً وقت) کے جوکل اور بعض دونوں کو شامل ہے۔ یہ بات (بمعنی

وقت) کہنے سے حاصل نہیں ہوتی اسی واسطے (بمعنی وقت) نہیں فرمایا۔
ترکیب:

(أَفْـوَمُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ
واحد متکلم اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (مَا)
موصول حرفی مبنی بر سکون۔

(جَلَسَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (الْأَمِيرُ) مفرد منصرف
صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول
حرفی اپنے صلے سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ مجرور محلاً (وَقْتُ) مفرد منصرف
صحیح منصوب لفظاً مضاف مقدر۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل
اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں کھڑا ہوں گا۔ امیر کے بیٹھنے تک۔

تنبیہ ۲۲۸ تا ۲۵۰:

المصباح المنیر صفحہ ۱۵۰ میں ہے کہ (یہ ماضی ناقص مادام کے ہم معنی

ہوتا ہے)۔

اقول:

یہ غلط ہے اس لئے کہ (مَا دَامَ) پورا فعل ناقص نہیں۔ کما سبق۔ اسی واسطے
مصنف علیہ الرحمۃ نے (بمعنی مادام فعل ناقص) نہیں فرمایا اور افعال ناقصہ
میں پورا (مادام) ذکر فرمایا اس لئے کہ مادام فعل ناقص بدون (مَا) مصدریہ مستعمل
نہیں ہوتا ہے جیسے (مَا اَنْفَكَ) میں فعل ناقص فقط (اَنْفَكَ) ہے
اور (مَا) نافیہ۔ لیکن یہ فعل ناقص بغیر (مَا) وغیرہ حرف نفی استعمال نہیں کیا جاتا اس لئے

حرف نفی کے ساتھ ذکر فرمایا۔

پھر المصباح المنیر میں اسی صفحہ پر اور مہر منیر میں صفحہ ۱۴۷ پر (ما) کی دو قسم اسمیہ اور حرفیہ بیان کر کے تحریر کیا کہ (پھر اسمیہ کی تین قسمیں ہیں موصولہ، موصوفہ، شرطیہ اور حرفیہ کی بھی تین قسمیں ہیں نافیہ، کافہ اور مابمعنی مادام) یہ دونوں حصر بھی غلط ہیں اول اس لئے کہ (ما) اسمیہ برائے استفہام بھی ہوتا ہے جیسے (وَمَا تِلْكَ بِمِیْنِكَ يَا مُؤَسَّى) میں جس کو یہ دونوں فاضل دیوبند شروع کتاب میں بیان کر چکے ہیں:

کہ صیغہ تعجب (مَا أَحْسَنَهُ) میں (مَا) بر مذہب امام فرا برائے استفہام ہے لیکن بات یہ ہے کہ (حافظ نباشہ) علاوہ استفہام اور معانی میں بھی آتا ہے جس کی تفصیل کافیہ وغیرہ میں دیکھی جائے۔ اس حصر کے اعلان پر یہی کافی ہے۔

دوم اس لئے کہ (مَا) حرفیہ مصدریہ غیر زمانیہ بھی آتا ہے جس کی مثال میں فاضل دیوبند دوم صفحہ ۱۴۱ پر (وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ) پیش کر چکے ہیں اور (مَا) حرفیہ زائد بھی آتا ہے جس کا بیان حروف زیادت میں عنقریب گذر گیا جیسے اَيْنَمَا میں۔

تاثرین یہ ہیں فاضلان دیوبند جن کو تصنیف شرح ہے بحد پسند لیکن عقل سے ہیں عاری اور علم سے ہیں خالی جس کا مشاہدہ کر چکے ہیں مبتدی و عالی۔ سچ ہے کہ بہ ہی مکتب وہی ملتا ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

شانزدہم حروف عطف و آن دہ است و او و فاء و ثم و حتی و اما و او و ام و لا و بل و لیکن۔

سولہویں قسم حروف عطف اور وہ دس ہیں و او و فاء اور ثم و حتی اور اما و او و ام و لا و بل و لیکن۔

(عطف) کے لغوی معنی ہیں (مآلہ) یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف مائل کرنا اور نحویوں کی اصطلاح میں (معطوف کو مائل کرنا معطوف علیہ کی طرف اعراب و حکم وغیرہ میں) ان کے ماقبل کو معطوف علیہ کہتے ہیں اور مابعد کو معطوف یہ حروف باعتبار حصول حکم تین قسم پر ہیں۔ اول وہ جن کے حکم معطوف اور معطوف علیہ دونوں کے لئے ثابت ہوتا ہے یہ (واو) اور (فا) اور (ثم) اور (حتی) ہیں جیسے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ وَعُمَرُو اس میں حکم بھی دونوں کے لئے ثابت ہے اور جَاءَ زَيْدٌ وَعُمَرُو اس میں بھی ترتیب اور مہلت کے ساتھ اور قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّى الْمُشَاةِ اس میں بھی لیکن ترتیب اور مہلت کے ساتھ جو (ثم) میں معتبر مہلت سے قدرے کم ہوتی ہے۔ دوم وہ جن سے حکم دونوں میں سے کسی ایک معین کے لئے ثابت ہو یہ (لا) اور (بَلْ اور لَكِنْ) ہیں جیسے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ لَا عُمَرُو۔ کہ اس میں حکم بھی ایک معین کے لئے ثابت ہوا یعنی (زید) کے لئے اور جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ بَلْ عُمَرُو اس میں بھی یعنی عمرو کے لئے اور مَا جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ لَكِنْ عُمَرُو اس میں بھی حکم مجی عمرو کے واسطے ثابت ہوا۔ سوم وہ جن سے حکم دونوں میں سے ایک غیر معین کے لئے ثابت ہوتا ہے اور وہ (أَوْ) اور (أَمْ) اور (أَمْ) ہیں جیسے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ أَوْ عُمَرُو اس میں حکم مجی دونوں میں سے کسی ایک غیر معین کے لئے ہے اور جَاءَ نَبِيٌّ إِمَّا زَيْدٌ وَإِمَّا عُمَرُو۔ اس میں کسی ایک غیر معین کے لئے اور أَرَزَيْدٌ أَرَأَيْتَ أَمْ عُمَرُو۔ اس میں بھی کسی ایک غیر معین کے لئے۔ مبتدی کے لئے اتنا کافی ہے۔ تفصیل اگلی کتابوں میں آئے گی۔

ترکیب:

(جَاءَ نَبِيٌّ) بترکیب معلوم (أَمْ) حرف تردید مبنی بر سکون (زَيْدٌ) بترکیب معلوم معطوف علیہ (واو) زائدہ بر مذہب جمہور مبنی بر فتح (أَمْ) حرف عطف مبنی

برسکون (عَمُرُو) ترکیب معلوم معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(ہمزہ) برائے استفہام مبنی بر فتح (زَيْدًا) ترکیب معلوم معطوف علیہ (اَمْ) حرف عطف مبنی برسکون (عَمُرُوا) ترکیب معلوم معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ (رَأَيْتَ) ترکیب معلوم۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ باقی ماندہ سابقہ مثالوں کی ترکیب یہاں تک تک پڑھنے کی بعد طلبہ خود کر سکتے ہیں۔

فائدہ:

(واو) حرف عطف کا ترجمہ اردو میں حرف (اور) ہے جس کو اس طرح پڑھا جائے کہ (واو) ظاہر نہ ہو جیسے (خوش) میں ظاہر نہیں ہوتا۔ اور اگر (واو) ظاہر کر کے پڑھا جائے تو وہ حرف نہیں بلکہ اسم ہے بمعنی دیگر جس کو عربی میں (آخِر) کہتے ہیں۔ جیسے مندرجہ ذیل قطعہ بند شعر میں حرف عطف ہے

کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

تمام شد بتوفیقہ تعالیٰ و عونہ۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ مُحَمَّدٍ
وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

چوں بحث مستثنیٰ در کتاب نحو میر نبود برائے افادہ طلب اب افزودہ شد
 چونکہ بحث مستثنیٰ کتاب نحو میر میں نہ تھی اس لئے فائدہ طلبہ کے واسطے بڑھائی گئی
 بدانکہ مستثنیٰ لفظیست کہ مذکور باشد بعد الا واخوات آں یعنی غیسر و سوائے
 و سوائے و حاشا و خلا و عدا و ما خلا و ما عدا و لیس و لا یکنون تا ظاہر گردد کہ
 منسوب نیست بسوئی مستثنیٰ انچہ نسبت کردہ شدہ است بسوئے ماقبل وی و آن بردو قسم
 ست متصل و منقطع متصل آنست کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظ الا واخوات وی مثل
 جَاءَ نَبِی الْقَوْمِ الْاَزِيدَا پس زید کہ در قوم داخل بود از حکم مجی خارج کردہ شد و منقطع
 آن باشد کہ مذکور بعد الا واخوات وی و خارج کردہ نشود از متعدد بسبب آنکہ مستثنیٰ
 داخل نباشد در مستثنیٰ منہ مثل جَاءَ نَبِی الْقَوْمِ الْاَحْمَارَا کہ حمار در قوم داخل نبود۔

جان لو کہ مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو مذکور ہو الا اور اُس کے نظائر کے بعد یعنی
 غیسر اور سوائے اور حاشا اور خلا اور عدا اور ما خلا اور ما عدا اور لیس
 اور لا یکنون کے بعد تا کہ ظاہر ہو کہ منسوب نہیں ہے مستثنیٰ کی طرف وہ چیز جو نسبت کی
 گئی ہے اُس کے ماقبل کی طرف۔ اور وہ دو قسم پر ہے متصل اور منقطع۔ متصل وہ مستثنیٰ
 ہے جو خارج کیا گیا ہو متعدد سے لفظ الا اور اُس کے نظائر میں سے کسی کے ساتھ جیسے
 جَاءَ نَبِی الْقَوْمِ الْاَزِيدَا پس جو قوم میں داخل تھا آمد کے حکم سے خارج
 کر دیا گیا اور منقطع وہ ہے جو مذکور ہو الا اور اُس کے نظائر میں سے کسی کے
 بعد اور خارج نہ کیا گیا ہو متعدد سے بایں سبب کہ مستثنیٰ داخل نہیں ہے مستثنیٰ منہ میں۔
 جیسے جَاءَ نَبِی الْقَوْمِ الْاَحْمَارَا کہ حمار قوم میں داخل نہ تھا۔

سوال: مستثنیٰ کی تعریف میں (لفظ) کہا گیا ہے جو اسم، فعل اور حرف سب کو شامل
 ہے تو کیا یہ تینوں مستثنیٰ ہوتے ہیں؟

جواب: جی نہیں صرف اسم مستثنیٰ ہوتا ہے (لفظ) سے مراد (اسم) ہے بایں قرینہ کہ

مستثنیٰ ہونا اسم کی علامت ہے۔ اب تعریف یہ ہوئی کہ (مستثنیٰ) وہ اسم ہے جو (الّا) اور اُس کے نظائر میں سے کسی ایک کے بعد واقع ہوتا کہ اس بات پر دلالت ہو سکے کہ اس کی جانب وہ چیز منسوب نہیں ہے جو اس کے ماقبل کی جانب منسوب کی گئی ہے (ما قبل) کو (مستثنیٰ منہ) کہتے ہیں اور اس سے بھی (اسم) مراد ہے کیونکہ مستثنیٰ منہ ہونا بھی علامت اسم ہے پھر مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں۔

اول متصل:

وہ ایسا اسم ہے جس کو ایسے اسم سے خارج کیا گیا ہو جو کثیرین پر دلالت کرے جیسے جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ الْأَزِيدَا کہ اس میں (زَيْدَا) کو (الْقَوْمِ) سے خارج کیا گیا جو کثیرین پر دلالت کرتا ہے کہ (قوم) کثیر رجال کو کہتے ہیں۔ خارج کرنے سے مراد یہ کہ جو حکم (قوم) کا ہے ہے یعنی (آمد) وہ اس کیلئے نہیں۔

دوم منقطع:

وہ ایسا اسم ہے جس کو کثیرین پر دلالت کرنے والے اسم سے خارج نہ کیا گیا ہو۔ جیسے جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ الْأَحْمَارَا کہ (حمار) قوم میں داخل نہیں تو اخراج کیسے ہو سکتا ہے کہ اخراج تو دخول کے بعد ہوتا ہے اور جب یہ قوم میں داخل نہیں تو قوم کا حکم یعنی (آمد) بھی اس کے لئے نہ ہوا۔ غرض کہ مستثنیٰ متصل اور مستثنیٰ منقطع ہونے کا دار و مدار دخول اور عدم دخول پر ہے۔ اگر مستثنیٰ کا دخول بالیقین معلوم ہے تو مستثنیٰ متصل ہے اور اگر عدم دخول بالیقین معلوم ہے تو مستثنیٰ منقطع۔

ترکیب:

(جَاءَ نَبِي) ترکیب معلوم (الْقَوْمِ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ (الّا) حرف استثناء مبنی بر سکون (زَيْدَا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنیٰ متصل مستثنیٰ

منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل۔ اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بجز زید۔

(جَاءَ نِي) بترکیب معلوم (الْقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ (الَّا) حرف استثناء معنی برسکون (حَمَارًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنیٰ منقطع مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل۔ اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بجز حمار۔

تنبیہ ۲۵۱:

المصباح المنیر صفحہ ۱۵۷ میں اور مہر منیر ۱۴۹ میں مستثنیٰ منہ کی تعریف بالفاظ مختلف بایں طور کی ہے کہ (جس کو عام حکم میں سے الگ کیا جاتا ہے اُسے مستثنیٰ منہ کہتے ہیں)۔

اقول:

یہ غلط ہے کہ اُس حکم عام کو مستثنیٰ منہ نہیں کہتے بلکہ اُس (متعدد) کو مستثنیٰ منہ کہتے ہیں جس کی تفسیر ہم بیان کر چکے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

بدانکہ اعراب مستثنیٰ بر چہار قسم ست اول آنکہ اگر مستثنیٰ بعد الا در کلام موجب واقع شود پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب باشد نحو جَاءَ نِي الْقَوْمُ الْآزِيدُ او کلام موجب آنکہ در ان نفی و نہی و استفہام نباشد و همچنین در کلام غیر موجب اگر مستثنیٰ را بر مستثنیٰ منہ مقدم گردانند منصوب خوانند نحو مَا جَاءَ نِي الْآزِيدُ الْاَحَدُ و مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب

باشد و اگر مستثنیٰ بعد خلا واقع شود بر مذہب اکثر علماء منصوب باشد۔

وَبَعْدَ مَا خَلَا وَمَا عَدَا وَلَيْسَ وَلَا يَكُونُ ہمیشہ منصوب باشد نحو جَاءَ نَبِيُّ الْقَوْمِ خَلَا زَيْدًا وَعَدَا زَيْدًا..... الخ۔

جان لو کہ اعراب مستثنیٰ چار قسم پر ہے اول یہ کہ مستثنیٰ اَلَا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوگا جیسے جَاءَ نَبِيُّ الْقَوْمِ اَلَا زَيْدًا اور کلام موجب اُس کلام کو کہتے ہیں جس میں نفی اور نہی اور استفہام نہ ہو اور ایسے ہی کلام غیر موجب میں اگر مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ پر مقدم کریں تو اس کو منصوب پڑھتے جیسے مَا جَاءَ نَبِيُّ اَلَا زَيْدًا اَحَدًا اور مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب ہوتا ہے اور اگر مستثنیٰ خَلَا اور عَدَا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء کے مذہب پر منصوب ہوتا ہے اور مَا خَلَا اور مَا عَدَا اور لَيْسَ اور لَا يَكُونُ کے بعد ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔

جیسے جَاءَ نَبِيُّ الْقَوْمِ خَلَا زَيْدًا اور عَدَا زَيْدًا آخر تک۔

(خَلَا اور عَدَا) کے بعد مستثنیٰ منصوب ہوتا ہے اکثر نجات کے نزدیک اور بعض نحو یوں کے نزدیک مجرور ہوتا ہے کہ وہ استثناء میں بھی ان دونوں کو حرف جار قرار دیتے ہیں اسی واسطے مصنف علیہ الرحمۃ نے (بر مذہب اکثر علماء) فرمایا۔

ترکیب:

(مَا) حرف نفی مبنی بر سکون (جَاءَ نَبِيُّ) بترکیب معلوم (اَلَا) حرف استثناء مبنی بر سکون (زَيْدًا) بترکیب معلوم مستثنیٰ متصل مقدم (اَحَدًا) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ مؤخر۔ مستثنیٰ منہ مؤخر اپنے مستثنیٰ مقدم سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس کوئی نہیں آیا بجز زید۔

(جَاءَ نَبِيُّ) بترکیب معلوم (الْقَوْمِ) بترکیب معلوم ذو الحال (خَلَا) فعل

ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر۔ صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال (زَيْدًا) بترکیب معلوم مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلاً۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بجز زید۔

ترکیب:

(وَعَدَا زَيْدًا) اس میں (واو) کے بعد (جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ) بقرینہ سابق مقدر ہے اور ترکیب حسب سابق (جَاءَ نَبِي) بترکیب سابق (مَا) مصدری موصول حرفی مبنی بر سکون (خَلَا زَيْدًا) بترکیب سابق جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (مَا) موصول حرفی اپنے صلے سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ ہوا (وَقَفَتْ) مضاف مقدر کا۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بغیر زید کے۔

اسی طرح (جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ مَا عَدَا زَيْدًا) کی ترکیب ہوگی۔ اور (جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ لَا يَكُونُ زَيْدًا) اور (جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ لَيْسَ زَيْدًا) میں (الْقَوْمِ) بترکیب سابق ذوالحال اور (لَا يَكُونُ زَيْدًا) میں واقع دونوں فعل ناقص میں پوشیدہ ضمیر راجع بسوئے ذوالحال اسم اور (زَيْدًا) خبر۔ پھر جملہ ہو کر حال ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل۔ باقی معلوم۔

دوم آنکہ مستثنیٰ بعد الاداء کلام غیر موجب واقع شود و مستثنیٰ منہ ہم مذکور باشد پس در ان دو وجہ رواست یکی آنکہ منصوب باشد بر سبیل استثناء و دیگر آنکہ بدل باشد از ما قبل

خویش چوں مَاجَاءَ نِیْ أَحَدًا لَا زَيْدًا وَلَا زَيْدًا.

دوسری قسم یہ کہ مستثنیٰ الّا کے بعد غیر موجب کلام میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو پس اُس میں دو وجہ درست ہیں ایک وجہ یہ کہ منصوب ہو بر طریق استثناء اور دوسری وجہ یہ کہ بدل ہو اپنے ماقبل سے جیسے مَاجَاءَ نِیْ أَحَدًا لَا زَيْدًا وَلَا زَيْدًا۔
ترکیب:

(مَا) حرف نفی مبنی بر سکون (جَاءَ نِیْ) بترکیب سابق (أَحَدًا) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ (الّا) حرف استثناء مبنی بر سکون (زَيْدًا) بترکیب معلوم مستثنیٰ متصل مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس کوئی نہیں آیا بجز زید۔

(وَالْأَزِيدَ) اس میں (واو) کے بعد (مَا جَاءَ نِیْ أَحَدًا) بقرینہ سابق مقدر ہے (مَا جَاءَ نِیْ) بترکیب سابق معلوم (أَحَدًا) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ (الّا) بترکیب سابق (زَيْدًا) بترکیب سابق بدل البعض۔ مبدل منہ اپنے بدل البعض سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوم آنکہ مستثنیٰ مفرغ باشد یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نباشد و در کلام غیر موجب واقع شود پس اعراب مستثنیٰ بہ الّا درین صورت بحسب عوامل مختلف باشد نحو مَا جَاءَ نِیْ الْأَزِيدَ وَمَا رَأَيْتُ الْأَزِيدَ أَوْ مَا مَرَرْتُ الْإِبْرَیْدَ۔

تیسری قسم یہ کہ مستثنیٰ مفرغ ہو یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو اور غیر موجب کلام میں واقع ہو پس مستثنیٰ بالّا کا اعراب اس صورت میں باعتبار مقتضائے عوامل ہوگا جیسے مَاجَاءَ نِیْ الْأَزِيدَ وَمَا رَأَيْتُ الْأَزِيدَ أَوْ مَا مَرَرْتُ الْإِبْرَیْدَ۔

باعتبار مقتضائے عوائل اعراب کے مختلف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر عامل کا مقتضی رفع ہے تو مستثنیٰ مفرغ مرفوع ہوگا اور اگر مقتضی نصب ہے تو منصوب ہوگا اور اگر مقتضی جر ہے تو مجرور ہوگا جو کتاب میں مذکور مثالوں سے ظاہر ہے۔

ترکیب:

(جَاءَ نِي) بترکیب سابق (أَلَا) حرف استثناء مثنیٰ بر سکون (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ مفرغ کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس نہیں آیا مگر زید۔

ترکیب:

(مَا رَأَيْتُ) بترکیب معلو (أَلَا) بترکیب معلوم (زَيْدًا) بترکیب معلوم مستثنیٰ مفرغ ہو کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے نہیں دیکھا مگر زید کو۔

ترکیب:

(مَا مَرَرْتُ) بترکیب معلوم (أَلَا) بترکیب معلوم (بَا) حرف جار مثنیٰ بر کسر (زَيْدًا) بترکیب معلوم مجرور۔ جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نہیں گذرا مگر زید کے پاس سے

تنبیہ ۲۵۲:

(مہر منیر صفحہ ۱۵۱) میں (مَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَيْدٍ) کا ترجمہ کیا ہے (میں زید کے

سوا کسی کے ساتھ نہیں گذرا)

اقول:

یہ غلط ہے۔ شرح مائتہ عامل یاد نہ ہونے پر مبنی۔ صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم نے کیا۔ ایسے غلط ترجمے کر کے ان فاضل دیوبند نے طلبہ کو گمراہ کر ڈالا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

چہارم آنکہ مستثنیٰ بعد لفظ غَیْر و سَوٰی و سَوَاء واقع شود پس مستثنیٰ را مجرور خوانند و بعد حَاشَا بر مذہب اکثر نیز مجرور باشد و بعضی نصب ہم جائز داشته اند چوں جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ و سَوٰی زَیْدٍ و سَوَاء زَیْدٍ و حَاشَا زَیْدٍ۔

چوتھی قسم یہ کہ مستثنیٰ لفظ غیر اور سَوٰی اور سَوَاء کے بعد واقع ہو تو مستثنیٰ کو مجرور پڑھتے ہیں اور بعد حَاشَا کے بھی..... پر مجرور ہوتا ہے اور بعض نصب بھی جائز رکھتے ہیں جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ اور سَوٰی زَیْدٍ اور سَوَاء زَیْدٍ اور حَاشَا زَیْدٍ۔

یعنی (غیر) اور (سَوٰی) اور (سَوَاء) کے بعد مستثنیٰ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے اور (حَاشَا) کے بعد اکثر نجات کے نزدیک اس لئے کہ ان کے نزدیک یہ حرف جار ہے اور بعض نحو یوں نے اس کے بعد نصب جائز رکھا ہے اس بنا پر کہ (حَاشَا) فعل ہے اور (حَاشَا) کبھی اسم بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے حَاشَا اللہ میں اس وقت بمعنی (تذریہ) ہوتا ہے۔

ترکیب:

(جَاءَ نِی) بترکیب معلوم (الْقَوْمُ) بترکیب معلوم مستثنیٰ منہ (غیر) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (زَیْدٍ) بترکیب معلوم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ متصل مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بجز زید۔

(جَاءَ نِي) بترکیب معلوم (الْقَوْمُ) بترکیب معلوم فاعل (سِوَى) اسم مقصور منصوب تقدیراً مضاف (زَيْدٌ) بترکیب معلوم مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس قوم آئی سوا زید کے۔

(جَاءَ نِي الْقَوْمُ) بترکیب معلوم (سِوَاءَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (زَيْدٌ) بترکیب معلوم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہی۔

(جَاءَ نِي) بترکیب معلوم (الْقَوْمُ) مستثنیٰ منہ (حَاشَا) جارِ مثنیٰ بر سکون (زَيْدٌ) بترکیب معلوم مجرور لفظاً منصوب معنی مستثنیٰ۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(جَاءَ نِي) بترکیب معلوم (الْقَوْمُ) بترکیب معلوم ذوالحال (حَاشَا) بمعنی (جَانِبَ) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر فتح مقدر۔ صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مثنیٰ بر فتح راجع بسوئے ذوالحال (زَيْدًا) بترکیب معلوم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلاً۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہی۔

(حَاشَا) بمعنی (تَنْزِيهًا) اسم مثنیٰ بر سکون مبتداء مرفوع محلاً۔ مثنیٰ اس لئے

کہ (حَاشَا) حرف سے لفظاً اور معنی مشابہت رکھتا ہے۔ لفظاً مشابہت تو ظاہر ہے اور معنی بایں طور کہ جس طرح (حَاشَا) حرفی اپنے مدخول سے حکم سابق کی نفی کرتا ہے اسی طرح یہ اپنے مدخول سے نقص کی نفی کرتا ہے (لام) حرف جار مبنی برکسر (اسم جلال) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔

جار مجرور مل کر ظرف مستقر ثابت مقدار کا (ثَابِت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً، اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلّ مبنی برفتح راجع بسوئے مبتدا۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اللہ کے لئے پاکی ہے نقص سے۔

بدانکہ اعراب لفظ غَيْرُ مثلاً اعراب مستثنیٰ بہ آلا باشد در جمیع صورتہای مذکورہ چنانکہ گوئی جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ غَيْرَ زَيْدٍ وَغَيْرَ حِمَارٍ وَجَاءَ نَبِي غَيْرَ زَيْدٍ الْقَوْمِ وَجَاءَ نَبِي أَحَدٌ غَيْرَ زَيْدٍ وَغَيْرُ زَيْدٍ وَجَاءَ نَبِي غَيْرُ زَيْدٍ وَوَمَارِئُثُ غَيْرُ زَيْدٍ وَوَمَارِئُثُ بِغَيْرِ زَيْدٍ۔

جان لو کہ لفظ غَيْرُ کا اعراب مستثنیٰ بالآ کے مثل ہوتا ہے تمام مذکورہ صورتوں میں چنانچہ یوں کہو گے جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ غَيْرَ زَيْدٍ وَغَيْرَ حِمَارٍ وَجَاءَ نَبِي غَيْرَ زَيْدٍ الْقَوْمِ وَجَاءَ نَبِي أَحَدٌ غَيْرَ زَيْدٍ وَغَيْرُ زَيْدٍ وَجَاءَ نَبِي غَيْرُ زَيْدٍ وَوَمَارِئُثُ غَيْرُ زَيْدٍ وَوَمَارِئُثُ بِغَيْرِ زَيْدٍ۔

(جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ غَيْرَ زَيْدٍ) یہ مثال مستثنیٰ کی ہے جو کلام موجب میں واقع ہو۔ یہ مستثنیٰ چونکہ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے لہذا اس کا اعراب (نصب) لفظ (غ) پر آیا اور (وَغَيْرَ حِمَارٍ) بتقدیر (جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ) ہے۔ یہ مثال مستثنیٰ منقطع کی ہے۔ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے اور (وَجَاءَ نَبِي غَيْرَ زَيْدٍ الْقَوْمِ) یہ مثال اُس مستثنیٰ

کی ہے جو کلام غیر موجب میں مستثنیٰ منہ پر مقدم ہوا اور (مَا جَاءَ نِي أَحَدٌ غَيْرَ زَيْدٍ) یہ مثال اُس مستثنیٰ کی ہے جو کلام غیر موجب میں واقع ہوا اور بر طریق استثناء منصوب اور (غَيْرَ زَيْدٍ) بتقدیر (مَا جَاءَ نِي الْقَوْمُ) یہ اُس مستثنیٰ کی جو کلام غیر موجب میں بر بنائے بدل مرفوع ہے اور (مَا جَاءَ نِي غَيْرُ زَيْدٍ) یہ مثال ہے مستثنیٰ مفرغ کی جو مرفوع ہے اور (مَا رَأَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ) یہ مثال مستثنیٰ مفرغ منصوب کی اور (مَا مَرَزْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ) یہ مثال ہے مستثنیٰ مفرغ مجرور کی۔

ترکیب:

(جَاءَ نِي) ترکیب معلوم (الْقَوْمُ) ترکیب معلوم مستثنیٰ منہ (غَيْرَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (زَيْدٍ) ترکیب معلوم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ متصل۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (جَاءَ نِي) ترکیب معلوم (الْقَوْمُ) ترکیب معلوم مستثنیٰ منہ (غَيْرَ) ترکیب معلوم مضاف (جَمَاعَةٍ) ترکیب معلوم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ منقطع۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(مَا جَاءَ نِي) ترکیب معلوم غَيْرَ زَيْدٍ ترکیب معلوم مستثنیٰ متصل مقدم (الْقَوْمُ) ترکیب معلوم مستثنیٰ منہ مؤخر۔ مستثنیٰ منہ مؤخر اپنے مستثنیٰ مقدم سے مل کر فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(مَا جَاءَ نِي) ترکیب معلوم (أَحَدٌ) ترکیب معلوم مستثنیٰ منہ غَيْرَ زَيْدٍ ترکیب معلوم مستثنیٰ۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (غَيْرَ زَيْدٍ) بتقدیر (مَا جَاءَ نِي أَحَدٌ) منصوب (مَا جَاءَ نِي) ترکیب معلوم (أَحَدٌ) ترکیب معلوم مبدل

منہ (غَيْرُ زَيْدٍ) بترکیب معلوم مرفوع فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(مَا رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (غَيْرُ زَيْدٍ) بترکیب معلوم منصوب۔ مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (مَا مَرَرْتُ) بترکیب معلوم (بِغَيْرِ زَيْدٍ) بترکیب معلوم ظرف لفظی اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

بدانکہ لفظ غیر موضوع ست برائے صفت و گاہ برائی استثناء آید چنانکہ اَلَا بُرَاءُ
استثناء موضوع ست و گاہ در صفت مستعمل شود نحو قولہ تعالیٰ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ
لَفَسَدَتَا یعنی غَيْرُ اللَّهِ وَهَمَجْنِینَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

جان لو کہ لفظ غَيْرُ وضع کیا گیا ہے صفت کے واسطے اور کبھی استثناء کے لئے
آتا ہے جیسے اَلَا استثناء کے لئے وضع کیا گیا ہے اور کبھی صفت میں مستعمل ہوتا ہے جیسے
اللہ کا مقولہ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا یعنی غَيْرُ اللَّهِ اور اسی طرح لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

اقول:

(لفظ غَيْرُ) اسم ہے جو مشتقات سے نہیں لیکن اس میں وصفی معنی پائے جاتے ہیں وہ
وہ کہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا مابعد اس کے ماقبل کے مغایر ہے اسی واسطے علماء
نحو اس کو صفت کہتے (غَيْرُ) بمعنی (اَلَا) کی مثالیں گذر گئیں اور (اَلَا) برائے استثناء
کی بھی اور غَيْرُ برائے صفت کی مثال یہ ہے جَاءَ نِسِي رَجُلٌ غَيْرُ زَيْدٍ اس
میں (غَيْرُ زَيْدٍ) صفت ہے (رَجُلٌ) کی اور غَيْرُ واحد، جمع، مذکر مؤنث سب کے لئے
مستعمل ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے اَمْوَآتُ غَيْرُ اَحْيَاءِ اس میں جمع اور مؤنث کی صفت

واقع ہے اور اِلَّا بمعنی (غیر) مذکورہ آیت کریمہ میں ہے کیونکہ اس میں اِلَّا کا برائے استثناء ہونا درست نہیں جس کی تفصیل بشیر الناجیہ بشرح الکافیہ میں ملاحظہ کی جائے۔

لیکن (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) میں بمعنی غیر نہیں۔ یہ بحث مستثنیٰ اضافہ کنندہ بزرگ کی لغزش ہے اور یہ لغزش انہیں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دیگر ارباب تصانیف سے بھی صادر ہوئی ہے۔ وجہ یہ کہ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کے کلمہ توحید ہونے پر اجماع ہے چنانچہ تلوٰح صفحہ ۵۵ میں (قَوْلُنَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةُ تَوْحِيدٍ أَجْمَاعًا) اور توحید کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے وجود کا بیان اور دیگر الہ کے وجود کی نفی۔

چنانچہ صفحہ مذکورہ پر ہے (التَّوْحِيدُ بَيَانُ وُجُودِهِ وَنَفْيُ إِلَهٍ غَيْرِهِ) اور اس کلمہ توحید کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا الہ سے وجود کی نفی۔ نہ اللہ تعالیٰ کے مغایر ہونے کی نفی ہر الہ سے۔ چنانچہ اسی صفحہ پر ہے (الْمَعْنَى نَفْيُ الْوُجُودِ عَنْ إِلَهٍ سِوَى اللَّهِ تَعَالَى لَا عَلَى نَفْيِ مُغَايَرَةِ اللَّهِ عَنْ كُلِّ إِلَهٍ)۔

نظر برآں اگر کلمہ توحید میں (اِلَّا) بمعنی (غیر) لیا گیا تو اللہ تعالیٰ کے مغایر ہونے کی نفی ہوگی ہر الہ کو بمعنی (غیر) لینا باطل ہوا اور برائے استثناء ہونا متعین کہ اسی تقدیر پر اجماعی معنی حاصل ہوتے ہیں۔

ترکیب:

آیت کریمہ کی ترکیب گذر گئی۔

کلمہ طیبہ کی ترکیب یوں ہوگی (لَا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (الْهَ) نکرہ مفردہ مبنی بر فتح منصوب باعتبار محل قریب مرفوع باعتبار محل بعید مبدل منہ (اِلَّا) حرف استثناء مبنی بر سکون (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً بدل البعض۔ مبدل منہ اپنے بدل البعض سے مل کر اسم (مَوْجُودٌ) مقدر مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول، صیغہ واحد مذکر۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع

محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے (اللہ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر (لا) اپنے اسم
و خبر سے مل جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی موجود نہیں۔

ترکیب:

(جَاءَ نَبِيٌّ) بترکیب معلوم (رَجُلٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف
(غَيْرُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف (زَيْدٌ) بترکیب معلوم مضاف
الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت۔ موصوف اپنی صفت سے مل
فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میرے پاس زید کے مغیر ایک مرد آیا۔

تنبیہ ۲۵۳ تا ۲۶۰:

(مہر منیر صفحہ ۱۵۲) میں (جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ غَيْرُ زَيْدٍ) کا ترجمہ
کیا ہے (میرے پاس ایک شخص آیا جو زید کے سوا تھا)

اقول:

یہ ترجمہ بدو وجہ غلط ہے۔

اولاً اس لئے کہ (رَجُلٌ) کا ترجمہ (شخص) نہیں۔

ثانیاً اس لئے کہ (رَجُلٌ) اور (غَيْرُ زَيْدٍ) موصوف و صفت ہیں اور ان

میں نسبت ناقصہ ہوتی ہے اور (تھا) ترجمہ نسبت تامہ کا ہے نہ ناقصہ کا۔

اور المصباح المنیر صفحہ ۱۶۲ میں ہے کہ (غیر دراصل صفت مشبہ ہے بروزن خیر) یہ بھی
غلط ہے کہ (غیر) صفت مشبہ نہیں کیونکہ صفت مشبہ از قبیل مشتقات ہے جس کے لئے
مشتق منہ ضروری۔ اور مشتق منہ ہے نہیں کیونکہ (غَارِ يَغِيْرُ) کا مصدر (غَيْرًا) بمعنی

(مُغَايَرَةً) نہیں آتا۔ اور (غیر) بمعنی (مغایر) ہے تو پھر یہ صفت مشبہ کیسے ہو گیا (خیر) کے وزن پر ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ صفت مشبہ ہو جائے ورنہ یہ مثل صادق آجائے گی، (جتنے کالے سب میرے باپ کے سالے)۔

پھر صفحہ ۱۶۳ پر آیت مذکورہ میں (الّا) کے بمعنی (غیر) ہونے پر یہ شبہ ذکر فرمایا کہ (الّا) کے بمعنی (غیر) ہونے پر موصوف اور صفت میں مطابقت حاصل نہ ہوگی کہ (الّٰهة) موصوف مؤنث ہے اور (غیر) مذکر۔

پھر اس شبہ کا جواب بایں طور ارقام فرماتے ہیں جواب الّٰهة میں جوت یہاں پر موجود ہے وہ تانیث کے لئے نہیں ہے بلکہ الّٰهة فاعلة کے وزن پر صیغہ جمع ہے) یہ بہ چہار وجہ غلط ہے۔

اولاً اس لئے کہ (الّٰهة) کی (تا) سے تانیث کی نفی کرنا ان فاضل دیوبند کے سوا کسی سلیم العقل سے متصور نہیں۔

ثانیاً اس لئے کہ (الّٰهة) کو (فاعلة) کے وزن پر کہنا ایسے ہی شخص کی بات ہو سکتی ہے جس کا دماغی توازن صحیح نہ ہو۔ کیونکہ یہ بروزن (فاعلة) نہیں بلکہ بروزن (أَفْعِلَة) ہے جمع قلت۔

ثالثاً اس لئے کہ (فاعلة) جمع کا وزن نہیں تو اس وزن پر ہونے سے لفظ (الّٰهة) کا مذکر ہونا کیسے لازم آیا حتیٰ کہ صفت کے ساتھ تذکیر میں مطابقت ہو جائے۔ کیا جمع تکسیر مذکر ہوا کرتی ہے۔

ان دونوں فاضلان دیوبند کی شروح بسم اللہ کے ترجمہ سے لے کر یہاں تک ہچو قسم اغلاط سے لبریز ہیں جن سے عربی مدارس کے طلبہ گمراہ ہو گئے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب وہ ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَوْلَاوَاخِرًاوَالصَّلَاةُوَالسَّلَامُ عَلَى حَبِيبِهِ الْمُصْطَفَى وَالِإِ
وَصَحْبِهِ الْمُجْتَبَى.

تمام شد بتوفیقہ تعالیٰ و عونہ

فقیر سید غلام جیلانی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی، اندر کوٹ میرٹھ

۱۴ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۷۷ء یوم چهارشنبه



MARKAZ-UL-ISLAMIA ACADEMY

ما خذ ومراجع

- ۱- قرآن مجید
- ۲- مشکوٰۃ شریف
- ۳- مجمع الہوامع
- ۴- الفوائد الشافیہ
- ۵- حاشیۃ الصبان
- ۶- الرضی
- ۷- اشمونی شرح الالفیہ
- ۸- کافیہ
- ۹- الفوائد الضیائیۃ للجامی
- ۱۰- حاشیۃ منتہی الادب
- ۱۱- المنجد الکبیر
- ۱۲- ترتیب ابوسعیدی
- ۱۳- کلیات امدادیہ
- ۱۵- تلمہ ملا عبد الحکیم سیالکوٹی
- ۱۶- تیسر المبتدی
- ۱۷- کنز الایمان ترجمہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
- ۱۸- محرم آفندی
- ۱۹- حواشی شرح رضی
- ۲۰- زلزله

- ۲۱۔ المصباح المنیر
 ۲۲۔ مہر منیر
 ۲۳۔ تحذیر الناس
 ۲۴۔ براہین قاطعہ
 ۲۵۔ جہد المقل
 ۲۶۔ حفظ الایمان
 ۲۷۔ اخبار دعوت
 ۲۸۔ اخبار نجات
 ۲۹۔ ترجمہ قرآن مولانا اشرف علی تھانوی
 ۳۰۔ ترجمہ قرآن محمود الحسن دیوبندی



MARKAZ UL ULOOHIYAT
ISLAMIA

August-2018

اہلسنت وجماعت کا قرآن و سنت کا عظیم ادارہ۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

شعبہ ناظرہ: 200

شعبہ حفظ: 145

شعبہ تجوید: 11

درس نظامی: 105

طلباء

اور انہی شعبہ جات میں سے 400 سے زائد طلباء اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام و قیام اور میڈیکل کا خرچہ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

شعبہ حفظ و ناظرہ: 14 اساتذہ شعبہ درس نظامی و تجوید: 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم (اسکول): 11 اساتذہ

باورچی: 2 خادم: 4 چوکیدار: 2

مدرسہ
کاسٹاف

کل طلباء کم و بیش 461 اور پورا اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

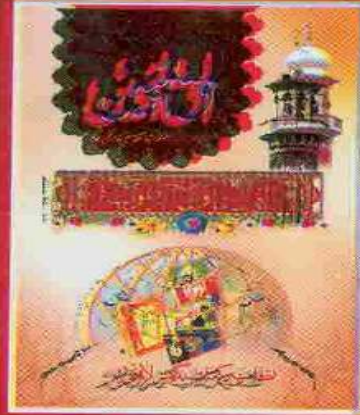
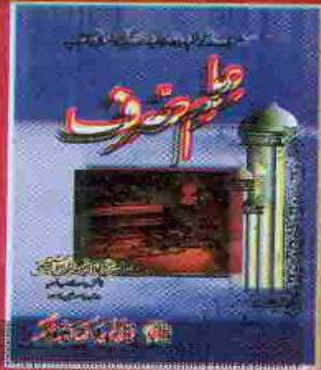
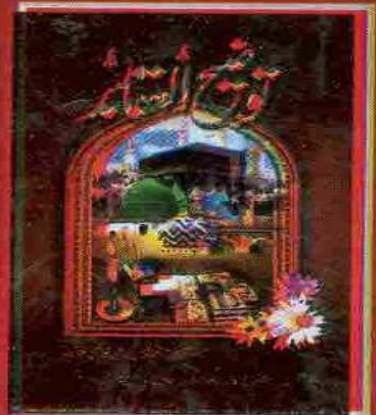
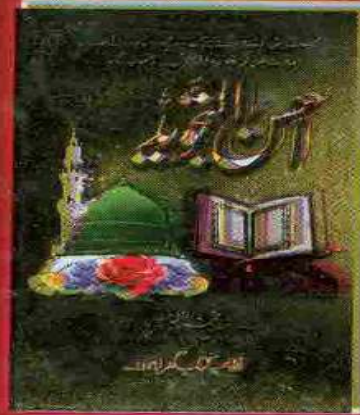
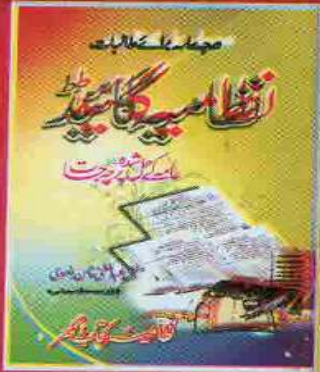
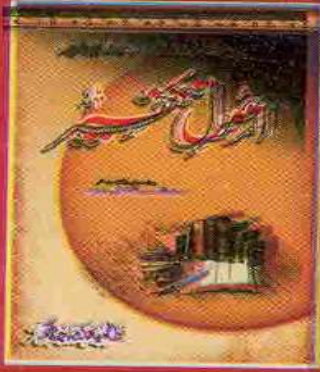
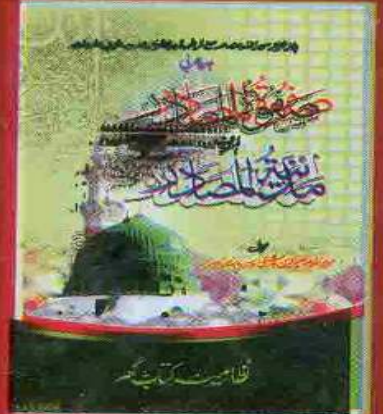
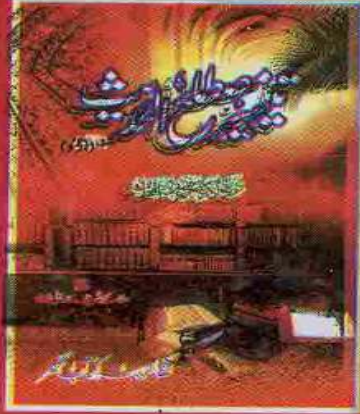
HABIB BANK LTD. BARNES STREET BRANCH
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)
ACC NO: 00500025657003 - branchcode: 0050

f @markazulooloom

▶ waseem ziyai

www.waseemziyai.com

کتابیں مطالعہ



مرکز العلوم اسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

www.waseemziyai.com